امام خمینیؒ

بزبان امام خمینیؒ

تالیف

غلام علی رجائی

مؤسسۂ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ

بین الاقوامی امور

امام خمینیؒ بزبان امام خمینیؒ

تالیف: غلام علی رجائی

ترجمہ: سید گلشن نقوی

ناشر: مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ۔ بین الاقوامی امور

پتہ: جمہوری اسلامی ایران

تہران خیابان شہید باہنر خیابان یاسر خیابان سودہ ۵

پوسٹ بکس: ۶۱۴-۱۹۵۷۵ کوڈ: ۱۹۷۷۶

ٹیلی فون: ۵-۲۲۹۰۱۹۱ ۲۲۸۳۱۳۸

فیکس: ۲۲۹۰۴۷۸ (۲۱ ۰۰۹۸)

طبع: اول۔۲۰۰۶ء

تعداد:

قیمت: ریال

ای میل: info@imam-khomeini.org

مقدمہ ناشر

تاریخ کی ان بڑی شخصیات کی یاد اور نام کو زندہ رکھنا کہ جنہوں نے اپنی الٰہی فکر، آہنی ارادے اور ثابت قدمی کے ساتھ ملتوں کی تقدیر سنواری ہو، آنے والی نسلوں کی ہدایت وراہنمائی میں دلچسپی رکھنے والے تمام انسانوں کی ذمہ داری ہے۔

امام خمینیؒ کہ جنہوں نے انسانیت کی بے کسی اور جہالت وکفر کے زمانے میں اپنی الٰہی تحریک کے ساتھ بتوں کو پاش پاش کیا اور دردمند اور منتظر انسانوں کے سامنے نئے دریچے وا کئے، کا شمار ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جن کی شخصیت کے وجودی پہلوؤں کی شناخت بآسانی ممکن نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود اس شعر کے مطابق کہ:

آب دریا را اگر نتوان کشید   ہم بقدر تشنگی باید چشید

(اگرچہ سمندر کا سارا پانی نہیں پیا جاسکتا ہے لیکن جتنی پیاس ہو اس قدر تو پینا ہی چاہیے)

آپ کی بے کراں شخصیت کے سمندر میں مقدور بھر تو غوطہ لگانا اور اس کا جائزہ لینا ہی چاہیے۔ اس سلسلے میں امام خمینیؒ کی زبانی آپ کی عظمت کے ادراک کا لطف ہی کچھ اور ہے۔ اسی لیے زیر نظر کتاب کے مولف نے امام خمینیؒ کی گہر بار باتوں کو اکٹھا کرنے کیلئے بہت زیادہ اور لائق ستائش کوشش کی ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ قارئین اور صاحب الرائے حضرات اپنی اصلاحی تجاویز اور خیالات سے ناشر اور مولف کو مطلع کریں گے تاکہ آئندہ ایڈیشنوں میں غلطیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

ناشر

دیباچہ

حالیہ دو عشروں میں اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی اور عصر حاضر، کہ جسے بجا طور پر عصر خمینی کا نام دیا گیا ہے، میں خالص محمدی ﷺ اسلام کے احیاء کنندہ کی عظیم شخصیت کے بارے میں ملکی اور غیر ملکی مصنّفین اور محققین نے متعدد کتابیں تحریر کی ہیں۔ ان کتابوں کے مصنّفین میں سے ہر ایک نے اپنے خاص نظریئے، اعتقاد اور فکری تقاضے کے پیش نظر اس عالمی مصلح کی عظیم شخصیت کے کسی ایک پہلو کو بیان اور اس کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس آسمانی شخصیت کا وجودی سمندر اس قدر وسیع، گہرا اور بے کراں ہے کہ آپ کی مقدس شخصیت پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ اعتراف کیا جاسکتا ہے کہ ہر شخص اس بحرِ بے کراں پر اپنے لائے ہوئے ظرف کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اسے اس ہمیشہ نورانی رہنے والی کوثر کے پیاسوں کو پیش کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی شخص امام خمینیؒ کی شخصیت کو امام خمینیؒ کی زبانی بیان کئے جانے کے بغیر سمجھ نہیں سکتا ہے۔ یہی خیال اس بات کا سبب بنا کہ امام خمینیؒ کی شخصیت کو امام خمینیؒ کی زبانی بیان کیا جائے اور آپ کی شخصیت کے ملکوتی چہرے کی تصویر اسی طرح پیش کی جائے جس طرح آپ نے اس کے خدوخال خود بیان کئے ہیں۔ شاید یہ حقیقت کے زیادہ قریب تصویر ہو جو اس عظیم شخصیت کے حوالے سے پیش کی جاسکتی ہے۔ ایسی تصویر کہ جس میں دوسروں کا عمل دخل ممکن نہیں۔

محترم قاری! اس بات کی تصدیق کرے گا کہ ان خدوخال کا استخراج اور ان کو ایک دوسرے سے ملانا اور آخر کار، امام خمینیؒ کی شخصیت کی ایک تصویر بنانا، وہ بھی آپ کے اپنے بیانات اور اقوال سے، کس حد تک مشکل اور کٹھن ہے، کیونکہ سب ہی اس بات کے معترف ہیں کہ امام خمینیؒ اپنے بارے میں سوائے ضرورت کے مواقع کے اور وہ بھی تاریخی مستندات کے عنوان کے، کچھ نہیں کہا کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان مواقع پر امام خمینیؒ اپنی بات نہیں کرتے تھے۔ جب آپ اپنے بارے میں کچھ کہتے تو یا تو اپنے آپ کو کسی تاریخی واقعے کے گواہ کے طور پر پیش کرتے یا جب ایک الٰہی حکومت کے قائد اور خدمتگار کے طور پر آپ اپنے فرض کی وجہ سے اپنی شخصیت کے کسی پہلو کو بیان کرنے پر مجبور ہو جاتے یا پھر فداکار طبقوں مثلاً، اسلام کے بلند مرتبہ مجاہدین، جنگی زخمیوں، شہیدوں کے سربلند لواحقین اور یتیموں اور شہیدوں کے بارے میں اپنے دلی تاثرات کو زبان پر آنے سے روک نہیں سکے تھے۔

اس تمہید کے بعد اب ہم زیر نظر کتاب کی تدوین کی نوعیت سے متعلق بعض نکات اور مطالب کے ادراک کے سلسلے میں جن نکات کی یاد دہانی ضروری معلوم ہوتی ہے، ان کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔

۱۔ تمام مطالب کو پہلے مرحلے میں اصلی مآخذ (صحیفہ امام، (یا صحیفہ نور)، چہل حدیث، سر الصلاۃ، تفسیر سورۂ حمد اور کوثر) سے استخراج کیا گیا ہے اور بعض مواقع پر فرعی مآخذ (مثلاً تحلیلی از نہضت امام خمینیؒ، طلیعہ انقلاب اسلامی وغیرہ جیسی کتابوں) سے استخراج کیا گیا ہے۔

۲۔ بعض موضوعات میں صحیفہ نور کے پرانے اور نئے ایڈیشن میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں مطالب نئے ایڈیشن سے لئے گئے ہیں
۔

۳۔ مطالب کے استخراج اور ان کو بیان کرتے وقت کسی طرح کی کمی بیشی نہیں کی گئی ہے اور عام طور پر موضوعات منتخب شدہ متن سے لئے گئے ہیں۔ اسی لیے ممکن ہے کہ بعض نادر مواقع پر کوئی موضوع ایک مقدمے یا بعد والے پیرا گراف سے الگ ہو گیا ہو اور قاری کے ذہن میں کسی حد تک

ایک مطلب نہ آئے۔اس طرح کے انتخاب کا معیار اولاً؛امام خمینیؒ کی شخصیت کے کسی پہلو سے متعلق مطلب کا انتخاب ہے اور ثانیاً؛ مقدمہ اور موضوع سے بعد والے پیرا گراف کو اس کتاب کے موضوع سے متعلق نہ ہونے اور طوالت کے خوف کے پیش نظر مکمل طور پر حذف کر دیا گیا ہے۔

۴۔ جہاں متن کی وضاحت، تصحیح یا ایڈیٹنگ کی ضرورت تھی وہاں یہ کام [ ] کے اندر انجام دیا گیا ہے۔

۵۔ مطالب بیان کرتے وقت بعض اوقات تکرار دکھائی دیتی ہے اور یہ تکرار کسی ایک موضوع کے بیان کے سلسلے میں دو مطالب کے درمیان مکمل طور پر پائی جاتی ہے۔ایسے موقعوں پر ایک متن میں پائے جانے والے ان اضافی مطالب کو تکرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو اس سے ملتے جلتے دوسرے متن میں موجود نہیں ہیں۔

۶۔ بعض مطالب چونکہ حضرت امام خمینیؒ کی شخصیت کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں،اس لیے زیادہ مناسب یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک کو اس سے متعلق فصل میں لایا جاتا اور ان کی تکرار کی جاتی، لیکن ان مطالب کو زیر نظر کتاب میں یکجا ذکر کئے جانے کے پیش نظر ان کی تکرار سے اجتناب کیا گیا ہے۔حالانکہ اگر ان کو دہرایا جاتا تو ان میں سے ہر ایک کا ہر فصل میں اپنا خاص اثر ہوتا۔

۷۔ جہاں جہاں اس بات کو محسوس کیا گیا ہے کہ قاری کیلئے کسی موضوع اور مطلب کا پس منظر بیان کیا جانا ضروری ہے تو فٹ نوٹ میں اس موضوع کے پس منظر، مخاطبین اور زمانے کی جانب مختصر اشارہ کیا گیا ہے۔

۸۔ زیر نظر کتاب کے تمام مطالب کو موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ کے "شعبہ خاطرات" نے چیک کیا ہے اور ان کی تصدیق کی ہے۔ہم اس سلسلے میں اس ادارے کے شعبہ خاطرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

کوشش بسیار کے باوجود، ہم اس بات کے مدعی نہیں ہیں کہ امام خمینیؒ کی ملکوتی شخصیت کے تمام خدوخال آپ کی زبانی،اس کتاب میں بیان کر دیئے گئے ہیں، کیونکہ متعدد وجوہات کی بنا پر اس بات کا امکان پایا جاتا ہے کہ مطالعے اور تحقیق کے دوران بعض مطالب ہماری دسترس سے باہر رہ گئے ہوں۔ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین محترم کی یاددہانیوں اور تجاویز کی بدولت آئندہ ایڈیشنوں میں کتاب میں ضروری تصحیح کر دی جائے گی۔

امام خمینیؒ کا ادنی

رضا کار

غلام علی رجائی

تہران، بہمن ۱۳۷۵ھ ش

جنوری ۱۹۹۶ء

پہلی فصل

امام خمینیؒ کی شخصیت کے مختلف پہلو

الف: غیب پر ایمان

ہمیشہ خدا نے راہنمائی کی

یہ بات ہم سب کو جان لینی چاہیے کہ جو کچھ بھی ہے خدا کی جانب سے ہے۔ اس طویل مدت میں کہ جب میں ان کاموں میں مشغول رہا ہوں، البتہ یہ بھی ایک دینی ذمہ داری تھی، لیکن میں دوسرے کاموں سے دور ہو چکا تھا۔ میرا تجربہ یہ ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ بہت سارے امور بغیر اس کے کہ ہم ان کو سمجھتے، انجام پا گئے۔ ایسا نہیں تھا کہ ہم نے ان امور کی انجام دہی کیلئے کوئی منصوبہ بنایا ہو سوائے اس کے کہ ہمیشہ خدا نے راہنمائی کی۔[1]

ہم غافل تھے

خدا تعالیٰ نے جو چیزیں مقرر کی ہیں، ہم ان کے راز سے تب تک آگاہ نہیں ہوتے ہیں جب تک ان کا وقت گزر نہیں جاتا ہے۔ عراقی حکومت پر ایرانی حکومت اور محمد رضا شاہ کے دباؤ اور ان کی جانب سے ہمارے گھر کی نگرانی کے بعد، عراقی حکومت کے عہدیداروں اور ہمارے درمیان جو ملاقاتیں اور مذاکرات ہوئے ان میں ہم نے ان کو خبردار کیا کہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے۔ ایک الٰہی ذمہ داری ہے اور میں ایک شرعی معاملے اور ذمہ داری کو تمہارے کہنے پر ترک نہیں کر سکتا ہوں۔ میں ان کاموں کو جو یہاں انجام دے رہا ہوں، انجام دیتا رہوں گا۔ تم بھی جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرو۔ انہوں نے ہم سے التجا کی کہ چونکہ ہمارا ایرانی حکومت کے ساتھ سمجھوتہ ہوا ہے اور جو کچھ آپ اور آپ کے ساتھی کر رہے ہیں، وہ اس سمجھوتے کے منافی ہے۔ اس لیے ہم ان کاموں کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے کسی سے سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ تمہارا سمجھوتہ ہے۔ میری ایک شرعی ذمہ داری ہے، اس پر میں عمل کروں گا اور تمہارے سمجھوتے کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں منبر پر تقریریں بھی کروں گا، اعلامئے بھی جاری کروں گا اور کیسٹ بھی ریکارڈ کر کے بھیجوں گا۔ یہ میرا فرض ہے۔ تمہاری بھی جو ذمہ داری ہے، تم اسے انجام دو۔ ملاقاتوں کے بعد انہوں نے میرے بھائیوں کو،

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۴۵۵۔

کہ جو نجف میں میرے دوستوں میں شمار ہوتے تھے، ڈرایا دھمکایا اور مجھے پتہ چلا کہ انہوں نے ان سے کہا ہے کہ ہمیں خود ان سے مثلاً، کوئی سروکار نہیں ہے۔ لیکن تمہیں فلاں انجام سے دوچار کردیں گے۔ میں نے جب یہ دیکھا کہ ممکن ہے کہ میرے ان دوستوں کو کوئی نقصان پہنچائیں تو میں نے سفر کا ارادہ کرلیا اور میں کویت کی سرحد پر چلا آیا (البتہ عراقی حکومت کی نگرانی میں) اور کویت کی سرحد پر بھی وہ دباؤ جو عراقی حکومت پر تھا، کویت کی حکومت پر بھی تھا اور انہوں نے ہمیں شہر عبور کرکے ایک طرف سے دوسری طرف جانے کی بھی اجازت نہیں دی، البتہ مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ وہ اپنے سمجھوتوں کے مطابق عمل کرنے کے پابند تھے۔ مجھے نہ تو عراقی حکومت سے گلہ ہے اور نہ ہی کویت کی حکومت سے۔ لیکن خدائے تبارک و تعالیٰ نے یہ مقرر کیا تھا اور ہم اس سے غافل تھے۔

ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ دو تین دن حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کرنے کے بعد کویت سے شام جائیں گے اور وہاں طویل مدت تک رہیں گے۔ لیکن خداوند نے یہ تقدیر لکھی تھی کہ راہ، دوسری ہی چیز ہو اور ہم نہیں جانتے تھے کہ اس تقدیر کا انجام کیا ہوگا۔[1]

یہ ایک الٰہی معاملہ ہے انسانی نہیں

جب میں ایران کی صورتحال اور اس ایک مسئلے، اس واحد مسئلے کی ترویج کہ ہم برحق اسلامی حکومت چاہتے ہیں، جب میں اس مسئلے کے تمام شہروں میں پھیلنے، تہران سے لے کر ایران کی تمام سرحدوں تک، ہر طرف، ہر دیہات، ہر گاؤں میں اس مسئلے کے پھیلنے کا مطالعہ کرتا تھا، تو مجھے یقین ہوتا جاتا تھا کہ یہ ایک الٰہی معاملہ ہے۔ یہ کوئی انسانی معاملہ نہیں ہے۔ انسان کسی بھی وسیلے اور کسی بھی قوت بیان کے ساتھ اس طرح نفوذ حاصل نہیں کرسکتا ہے کہ اس بچے سے لے کر جس نے ابھی ابھی بولنا شروع کیا ہو، ہسپتال میں پڑے ہوئے مریض تک سب کے سب لوگ ایک ہی چیز کہیں، سب سڑکوں پر آکر نعرے لگائیں، دن رات نعرے لگائیں کہ ہم خود مختاری اور آزادی چاہتے ہیں، ہمیں شاہی حکومت کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہمیں اسلامی جمہوریہ چاہیے تو مجھے معاملے کے اس حد تک عام ہو جانے سے یقین ہو گیا کہ یہ ایک الٰہی معاملہ ہے اور خدائے تبارک و تعالیٰ اس معاملے میں ہمارا پشت پناہ ہے اور ہم کامیاب ہو کر رہیں گے۔[2]

ہمارا پیرس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا

ہمارا پیرس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ایسے امور تھے کہ جن میں ہمارے ارادے کو کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ جو کچھ بھی تھا، اب بھی جو کچھ ہے اور شروع سے جو کچھ تھا، خدا کے ارادے سے تھا۔ میں اس کا قائل نہیں ہوں کہ کوئی چیز یا کوئی عمل میں نے خود انجام دیا ہو۔ میں کسی بھی چیز کا اپنے لیے قائل نہیں ہوں۔ آپ لوگوں کیلئے بھی قائل نہیں ہوں۔ جو کچھ بھی ہے، اس کی جانب سے ہے۔ جو کام انجام دیئے گئے ہیں، ان کے بارے میں ہمارے ذہن میں بھی نہیں آتا تھا کہ یہ کام انجام دیئے جانے چاہئیں، وہ کام انجام پاتے اور ہم نے دیکھا کہ وہ نتیجہ خیز تھے۔ ابھی حال ہی میں کہ جب ہم تہران آئے اور حضرات نے، کہ جو وزارت کے عہدوں پر تھے، کرفیو لگا دیا۔ میں بالکل نہیں جانتا تھا کہ یہ کرفیو کیوں لگایا گیا ہے، بعد میں ہمیں بتایا گیا۔

---

1. صحیفہ امام، ج٦، ص٢٢٦۔
2. صحیفہ امام، ج٦، ص٢٢٨۔

لیکن اس وقت میرے ذہن میں آیا کہ ہمیں اس کرفیو کو ختم کرنا چاہیے۔ انہوں نے دوپہر سے لے کر بعد تک کرفیو لگایا اور میں نے لکھا تو کرفیو پر عملدر آمد نہ کرایا جاسکا۔ ہم کو اس کے بعد پتہ چلا کہ یہ ایک سازش تھی۔ کرفیو اس لیے لگایا گیا تھا کہ حکومت کے فوجی اور فورسز سڑکوں پر تعینات ہو جائیں اور شب خون مارتے ہوئے ہمیں اور آپ سب کو نابود کر دیں۔ یہ کام بھی خدا نے انجام دیا، ہمارے ذہن میں اس طرح کا کوئی مسئلہ تھا ہی نہیں۔[1]

میں نے کہا کہ نہیں، میں یہیں رہوں گا

جس رات یہ لوگ شب خون مارنا چاہتے تھے، ہم تہران میں تھے۔ یہ شب خون مارنا چاہتے تھے، ہمیں بھی اطلاع دی گئی، حتی کہ ہمارے پاس آئے اور بعض نے اصرار بھی کیا کہ آپ اس گھر سے باہر نکل جائیں۔ میں نے کہا کہ نہیں، میں یہیں رہوں گا۔ جس رات یہ شب خون مارنا چاہتے تھے اور ان کا ارادہ، ہم نے بعد میں جانا کہ ان کا ارادہ، یہ تھا کہ جو بھی ان کے نزدیک اہم ہو اس کو قتل کر دیں، نابود کر دیں۔ انہوں نے دن میں بھی کرفیو لگا دیا کہ دن میں بھی کوئی باہر نہ آسکے۔ لیکن خدا کی مشیت سے کرفیو نہ لگ سکا۔ میرے ذہن میں بھی نہیں آیا تھا کہ یہ کس لیے ہے۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ یہ شب خون مارنے کی غرض سے تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کرفیو کیوں لگایا جا رہا ہے۔ ہم نے صرف اس لیے کہ ان کا مقابلہ کیا جاسکے، کہا کہ ان چیزوں کی پرواہ نہ کریں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خود خدا نے انجام دیا ہے۔[2]

یہ خدا کی نظر تھی

اگر خدا کا ارادہ نہ ہوتا کہ جس نے ان کو مقابلے کے ارادے سے باز رکھا اور اگر وہ خوف نہ ہوتا جو خدا نے ان میں سے بہت سے افراد کے دلوں میں ڈال دیا تھا تو یہ لوگ ایک ہی رات میں سارے تہران کو نابود کر سکتے تھے۔ سب کچھ ان کے اختیار میں تھا۔ یہ ان تمام مراکز پر بمباری کر سکتے تھے، جہاں کوئی ذرا بھی حرکت کرتا۔ لیکن یہ خدا کی خاطر اس کام سے باز نہیں آئے، بلکہ خدا نے ان کے ذہنوں کو اس سے باز رکھا اور ان کے دلوں کو یوں خوف سے بھر دیا کہ ان کو جن ہتھیاروں کو استعمال کرنا تھا ان کو یہ لوگ استعمال نہ کر سکے۔ یہ اس سلسلے کا ایک معجزہ تھا اور دوسرا معجزہ شب خون کے

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۹۶۔
2. صحیفہ نور، ج ۱۱، ص ۱۹؛

۲۱ بہمن (۱۱ فروری) کو سہ پہر چار بجے کے بعد حکومت نے کرفیو لگا دیا۔ بختیار، فوجیوں اور ٹینکوں کو سڑکوں پر لا کر اسلامی انقلاب کے قائدین کے گھروں پر حملہ کرنا، ان کو اور بہت سے انقلابی عوام کو گرفتار کر کے انقلاب اسلامی کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ امام خمینیؒ نے اس تاریخی دن اپنے مختصر پیغام میں تحریر فرمایا:

''حکومت کی جانب سے کرفیو کا اعلان دھوکہ اور شریعت کے خلاف ہے اور لوگ اس کو بالکل اہمیت نہ دیں''

لوگ امام خمینیؒ کا پیغام سنتے ہی سڑکوں پر نکل آئے اور انہوں نے خیانت کار بختیار اور پٹھو حکومت کی دھمکیوں کی پرواہ نہ کی۔ وہ سہ پہر سے رات تک سڑکوں پر رہے اور اس طرح انہوں نے امریکہ کے شب خون کے منصوبے کو ناکام بنا دیا۔

سلسلے میں کی جانے والی سازش تھی۔ان آخری راتوں میں کہ جب ہم تہران میں تھے،انہوں نے دیکھ لیا تھااور اس سے پہلے سازش یہ تھی کہ دن کے وقت بھی کرفیو لگائیں اور ہمیں بھی کسی چیز کی کوئی خبر نہ تھی۔چال یہ تھی کہ لوگ سڑکوں پر نہ آئیں اور پولیس سب کو پکڑ لے۔تمام سڑکوں پر پولیس اور جو آلات ان کے پاس ہیں ان سب کو اور ٹینکوں کو لے آئیں اور ان کا ارادہ تھا کہ اسی رات حملہ کر کے جو بھی ان کے نزدیک بڑی شخصیت ہو،اس کو ہلاک کر دیں اور اس کے بعد بھی ان کا ارادہ بہت کچھ کرنے کا تھا۔ہمیں کچھ خبر نہ تھی۔{من حیث لا یحتسب} کام انجام پائے۔مثلاً کہا گیا کہ اس کرفیو کی پرواہ نہ کرو،تو لوگوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور کرفیو نافذ نہ ہونے دیا اور حکومت کوئی چیز نہ لا سکی اور مقدمات نہ چلا سکی۔بعد میں جھڑپیں ہوئیں۔قرنی مرحوم، خدا ان پر اپنی رحمت نازل کرے،یہاں تھے،انہوں نے مجھے بتایا کہ اس رات عوام اور فوج کے درمیان ساڑھے تین گھنٹے جنگ ہوتی رہی۔تین گھنٹوں کی جھڑپ میں،خالی ہاتھوں نے ٹینکوں،توپوں اور سنگینوں وغیرہ پر غلبہ حاصل کیا۔یہ غلبہ،الٰہی غلبہ تھا،یعنی خدا کی نظر تھی۔[1]

وہ علوم جو سینوں کے اندر ہیں

شاید تاریخ ان راستوں کا ذکر نہ کر سکے جو ایران کیلئے کھلے۔ہماری راہنمائیاں کی گئیں بغیر اس کے کہ ہم ان کی طرف متوجہ ہوں۔ہم ایک کام کرنا چاہتے تھے،لیکن ہم نے دیکھا کہ ہم تو دوسرا کام انجام دے رہے ہیں اور دوسرا کام ہی وہ کام تھا جسے انجام دیا جانا چاہیے تھا۔اس کو تاریخ میں ذکر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ان علوم کا تعلق سینوں کے ساتھ ہے۔[2]

کئی سالوں تک محنت کرنا پڑتی ہے

میں جوانوں میں رونما ہونے والی مثبت تبدیلیوں اور ملت کیلئے حاصل ہونے والی مثبت تبدیلیوں کے بارے میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ یہ کیسے ہوئیں،کتنی عظیم تبدیلی آئی ہے؟ یہ کیا روح ہے جو ان کو حاصل ہوئی ہے؟ کیا ہوا کہ اچانک یہ ترقی ہوئی؟ کئی سالوں کی کوشش کے بعد یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے؟ کیا ہوا کہ انہوں نے اتنی تیزی کے ساتھ راستے کو طے کر لیا ہے؟انسان اس کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ خدا تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص عنایت ہے۔خدا نے ان پر عنایت کی ہے۔یہ فداکاری کر رہے ہیں اور وہ عنایت کر رہا ہے۔[3]

میں اس کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں

یہ روحانی تبدیلی اور یہ اسلامی انقلاب ایک تحفہ ہے جو خدائے تبارک و تعالیٰ نے عالم بالا سے ہماری ملت کیلئے بھیجا ہے اور ہمیں خدائے تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ہم اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے ہیں۔

---

1. صحیفہ امام،ج۱۰،ص۱۱۔
2. صحیفہ امام،ج۱۷،ص۳۱۴۔
3. صحیفہ امام،ج۱۹،ص۲۲۶۔

مجھے اس نعمت کا اور اس رحمت کا اور ان زحمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے جو اس ملت نے اٹھائی ہیں۔ مجھے ان سب چیزوں کا شکر ادا کرنا چاہیے اور میں اس کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ انہوں نے ہی سب کام انجام دیئے ہیں اور خدا نے ان کی مدد کی۔ خدا کی قدرت اور ملت کے ایمان کی طاقت کہ جو حال میں زیادہ واضح انداز میں جلوہ گر ہوئی، یہ طاقت تھی کہ جس نے ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا قلع قمع کر دیا۔ حالانکہ امریکہ اس کا پشت پناہ تھا، روس بھی در پردہ اس کی پشت پناہی کر رہا تھا، چین بھی اور برطانیہ بھی۔ تمام سپر طاقتیں اس کی پشت پناہی کر رہی تھیں اور اس کے پاس جدید ترین ہتھیار تھے۔ ہماری ملت کے پاس کچھ نہیں تھا، اس کے پاس رائفل بھی نہیں تھی، کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن ایمان کی طاقت تھی، خدا کی قدرت تھی۔ یہ تعجب انگیز بات نہیں ہے۔[1]

وہ ملت جو ایک پولیس اہلکار سے ڈرتی تھی

اگر خدا کی مدد نہ ہوتی تو ایک ملت جو عام پولیس مین سے ڈرتی تھی، اگر ایک عام پولیس اہلکار بازار میں آ جاتا تو وہ ہمیں اس بات کی اجازت نہ دیتا کہ آج مثلاً، ہم اس کیلئے پرچم نہ لہرائیں۔ اس طرح کی کوئی چیز اس کے ذہن میں نہیں آ سکتی تھی۔ وہ اس بات کو قبول نہ کرتا۔ اگر خدا کی نصرت نہ ہوتی تو کس طرح یہی ملت اسی صورتحال کے ساتھ اچانک سڑکوں پر آ نکلتی اور کہتی کہ ہمیں شہنشاہیت کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ خدا کی مدد ہے۔ بعض اوقات شاید آپ لوگوں کو اپنے بارے میں بھی اختیار نہیں تھا۔ اگر خدا تعالیٰ کی مدد نہ ہوتی، کس طرح اس نے ان کے اذہان کو بدل دیا، اس سے کہ تمام طاقتوں کا مقابلہ کریں۔[2]

میں کبھی مایوسی کا شکار نہیں ہوا

یہ حقیقت ہے جس کا اعتراف کرنا چاہیے کہ شاہی حکومت ایک مضبوط قلعہ تھا جس کو فتح کرنے کا تصور نہیں کیا جاتا تھا اور وہ فتح ہو گیا۔ یہ ایک عظیم قلعہ تھا جس کے ٹوٹنے کا امکان نظر نہیں آتا تھا اور یہ ٹوٹ گیا۔ ملت نے طاقتوں کے مقابلہ میں اپنے پاس آلات اور ہتھیار نہ ہونے کے باوجود مکمل طور پر مسلح شیطانی طاقت پر غلبہ حاصل کر لیا۔ یہ میں نہیں تھا جس نے یہ کامیابی آپ لوگوں کو دی، بلکہ خدا تعالیٰ نے یہ کامیابی آپ کے نصیب میں کی۔ ایک غیبی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت امام زمانہ (ع) کے توسط سے کام انجام دے رہا ہے۔۔۔ اس وقت سے میں کبھی مایوسی کا شکار نہیں ہوا۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۶، ص۲۳۰۔
2. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۲۱۷۔
3. صحیفہ امام، ج۷، ص۵۴۔

کسی دوسرے کا کام نہ سمجھیں

جس نے اس ملت کو کامیابی عطا کی وہ ایک غیبی طاقت تھی، وہ ایک الٰہی طاقت تھی، اسے کسی دوسرے کا کام نہ سمجھیں۔ میں اس بات پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ان مقالوں کو پڑھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ یاد دہانی بھی کراتا ہوں کہ کسی شخص کی اس قدر تعریفیں نہ کریں ، کیونکہ وہ کچھ نہیں ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ [خدا تعالیٰ] ہے۔ ہم کچھ نہیں ہیں۔ ہم سوائے ایک کمزور بندہ ہونے کے اور کچھ نہیں ہیں۔ وہ [شاہی حکومت] ایک پھونک کے ساتھ ہمیں ملک سے باہر نکال سکتی تھی۔ جس نے ملت کو یہ طاقت دی کہ ملت نے اس طرح میدان میں اتر کر اپنے دشمن کو باہر نکال دیا، وہ ایک روحانی طاقت تھی جو خدا نے انہیں عطا کی تھی۔ ایک الٰہی اور غیبی طاقت تھی جس نے اس ملت کو ایک دوسری چیز میں تبدیل کر دیا تھا۔[1]

میں نے کبھی سستی سے کام نہیں لیا

یہ کام ایک انسان نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی انسانوں کا ایک گروہ اس کام کو انجام دے سکتا ہے۔ یہ کام خدا نے انجام دیا ہے۔ اس لیے جب میں نے شروع میں ہی دیکھا کہ اس قدر اتحاد قائم ہو گیا ہے، ایک ایسی چیز وجود میں آگئی ہے جس کو کوئی وجود میں نہیں لا سکتا [بلکہ] ایک غیبی طاقت کا کام ہی ہو سکتا ہے، مجھے [اس کا] یقین ہو گیا۔ اس لیے میں نے کبھی سستی سے کام نہیں لیا، کیونکہ مجھے یقین تھا کہ خدا اس کام کو انجام دے گا۔ شروع سے ہی میں نے کہا کہ اس (شاہ) کو جانا ہی ہو گا، اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے، وہ گیا۔ ایسا ہی ہوا۔ یہ خدا کی مشیت تھی۔[2]

ہمیں تجربہ ہوا ہے

ان دو تین سالوں کے دوران ہمیں اس بات کا تجربہ ہوا ہے کہ جب بھی اجتماعی طور پر ہماری توجہ خدائے تبارک و تعالیٰ کی جانب نہیں تھی، اگرچہ انفرادی طور پر تھی، ہم کوئی کام انجام نہیں دے سکے ہیں۔[3]

خدا ہے، میری کیا حیثیت ہے

میں نے سنا ہے کہ آج بھی فلاں [1] کی موت کی افواہ اڑی ہے اور عراق، اس بات پر خوش ہے کہ فلاں مر گیا ہے! میں تو مر ہی جاؤں گا، تمہیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ خدا مر جائے [العیاذ باللہ] خدا تو ہے، میری کیا حیثیت ہے؟ ہماری ملت خدا پر ایمان رکھتی ہے۔ شروع سے اب تک، ہمیشہ خدائے تبارک و تعالیٰ ہی ہماری ملت کا پشت پناہ رہا ہے۔ البتہ یہ پشت پناہی بعض اوقات ظاہر تھی اور بعض اوقات مخفی۔[2]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۲۷۴۔
2. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۲۳۹۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۱۵۵۔

ہم ہیچ ہیں

کسی کے ذہن میں یہ تصور نہیں آنا چاہیے کہ یہ انقلاب ایک شخص سے متعلق ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں چونکہ اس معاشرے کا ایک فرد ہوں، اس لیے انقلاب میں میرا اسی قدر حصہ ہے جتنا کسی ایک فرد کا ہو سکتا ہے۔ جو کچھ بھی ہے، خدائے تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ نے اس ملت کو ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل کیا۔ وہ مقلّب القلوب ہے۔ وہی ہے جس کے ہاتھ میں تمام کاموں کی باگ ڈور ہے۔ ہم ہیچ ہیں۔ ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اسی کی عنایات نے اس ملت کو شکست کے تمام عناصر کا حامل ہونے کے باوجود اس قدر بدل دیا کہ خدا کے فضل سے یہ ملت کامیاب ہوگئی اور یہ کامیابی خدا کی عطا ہے۔ میں نے جب سے ان معاملات میں حصہ لینا شروع کیا ہے، مجھے بارہا اس بات کا تجربہ ہوا ہے کہ کئی مرتبہ، ہم ایک کام انجام دینا چاہتے تھے لیکن پھر ہم نے اسی کام کو ترک کر کے دوسرا کام انجام دیا اور بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ یہ دوسرا کام ہی صحیح تھا اور یہ سوائے اس کے نہیں تھا کہ خدائے تبارک وتعالیٰ ان کاموں کو انجام دیتا تھا۔ ہم سفر پر جاتے تو دیکھتے کہ مجبوری میں ہمیں جو کرنا پڑ رہا ہے، اسی میں بھلائی ہے۔ اس میں نہیں جس کا ارادہ ہم نے کیا تھا۔ ہر مسئلے میں مجھے یہ تجربہ ہوا ہے کہ ہماری اپنی سوچ رسا نہیں ہے۔ افکار جس کے اختیار میں ہیں وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور تمام امور کی باگ ڈور اسی کے اختیار میں ہے اور ہمیں یہ بات باور کر لینی چاہیے۔ [3]

میری کوئی حیثیت نہیں

ہمیں یہ بات باور کر لینی چاہیے کہ ہم، ہیچ سے اس مقام تک حق تعالیٰ کے لطف وکرم سے پہنچے ہیں اور حق تعالیٰ کی عنایات سے ہم، یہ مملکت اور یہ ملت، میری کوئی حیثیت نہیں، اس ملت کو شاہی ستم کے جوئے اور اس سے بڑھ کر امریکہ اور روس وغیرہ کے جوئے سے نکال سکی ہے۔ ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ایک ملت ڈٹ گئی ہو اور اس نے دونوں بلاکوں کی نفی کی ہو۔ ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ [4]

میں نے اسے اہمیت نہیں دی

ہم پیرس میں تھے وہاں شاہ کے افراد آتے رہتے، کبھی بھیس بدل کر اور کبھی عام حالت میں۔ وہ ہمیں اس بات پر مائل کرنا چاہتے تھے کہ ہم اپنی جدوجہد کو ترک کر دیں۔ وہ کہتے کہ "آپ جو بھی چاہتے ہیں، ہم آپ کو دیں گے۔ آپ جو کہیں گے، ہم وہی کریں گے"۔ شاہ نے، شاہ نے خود پیغام

---

1. امام خمینیؒ مراد ہیں۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۳۶۔
3. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۷۰۴۔
4. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۷۱۴۔

بھیجا اپنے آدمیوں کے ذریعے کہ "میں ملک، آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ مجھے ظاہری طور پر بادشاہ رہنے دیجئے اور ملک کا سارا انتظام آپ خود سنبھالیے"۔ لیکن میں نے اسے اہمیت نہیں دی۔ یہ ایک الٰہی طاقت تھی جو ہماری مدد کر رہی تھی۔[1]

ہمیں ان خواتین کی پیروی کرنی چاہیے

میں جب ٹیلی ویژن پر ان قابل احترام خواتین کو دیکھتا ہوں کہ جو لشکر اور مسلح افواج کا ساتھ دیتی ہیں اور ان کی پشت پناہی کرتی ہیں تو میں اپنے دل میں ان کیلئے جو اہمیت محسوس کرتا ہوں، اس طرح کی اہمیت کا میں کسی اور کیلئے قائل نہیں ہو سکتا ہوں۔ جو کام وہ انجام دیتی ہیں، وہ ایسے کام ہیں جن کو انجام دینے کے بعد کسی منصب، کسی عہدہ اور لوگوں سے کسی چیز کے مطالبے کی توقع نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ خواتین ایسے گمنام فوجی ہیں کہ جن کے بارے میں یہ کہنا بجا ہے کہ وہ محاذ جنگ پر جہاد میں مصروف ہیں۔ اگر اسلامی جمہوریہ کا اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہ بھی ہوتا کہ ملت کے تمام طبقات میدان میں حاضر ہیں اور تمام طبقات تمام امور کی نگرانی کر رہے ہیں تو یہی کافی تھا۔ یہ ایک ایسا معجزہ ہے کہ میرے خیال میں اس جیسا معجزہ کسی اور جگہ رونما نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک الٰہی تحفہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے اور اس میں انسانی کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے۔ ہمیں ان خواتین، ان عورتوں، محاذ جنگ پر جانے والوں کی مدد کرنے والوں، ویران شدہ اور نیم ویران شدہ شہروں میں حاضر ہونے والوں کی پیروی کرنی چاہیے۔ ہمیں ان لوگوں سے اسلامی اخلاق اور خدا پر ایمان اور اس کی طرف متوجہ رہنے کا سبق سیکھنا چاہیے۔[2]

ب: معنویت اور اخلاق

جب میں رحمت کی بات کرتا تھا

نرمی اور رحمت کا پہلو سختی کی نسبت امور میں زیادہ اثر رکھتا ہے۔ میں رضا خان کے گھٹن والے دور حکومت میں مدرسہ فیضیہ میں تقریر کرتا تھا، جب میں دوزخ اور عذاب الٰہی کا ذکر کرتا تو سب افراد سہم سے جاتے لیکن جب میں رحمت کا ذکر کرتا تو میں دیکھتا کہ دل نرم ہو جاتے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے۔ یہ رحمت کا اثر ہے۔ سختی کی نسبت نرمی کے ساتھ انسان مسائل کو زیادہ بہتر انداز میں حل کر سکتا ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۶، ص ۲۳۰۔
2. صحیفہ امام، ج۱۴، ص ۲۰۴۔
3. صحیفہ امام، ج۱۸، ص ۲۰۲۔

میری نصیحت یہ ہے

آپ حضرات کو میری نصیحت یہ ہے کہ ہم سب خدا کے حضور میں ہیں۔ یہاں جو ہم بیٹھے ہیں اور آپس میں گفتگو کر رہے ہیں تو اس وقت بھی ہم خدا کے حضور میں ہیں۔ ہم سب خدا کی نظروں کے سامنے ہیں۔ ہم سب خدا کے علم میں ہیں۔ خدا ہر جگہ ہے وَہوُ مَعَکُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ جس نے ذمہ داری ہم کو سونپی ہے، وہ یہاں موجود ہے۔اس لیے جو یہاں موجود ہے اس کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔[1]

آپ لوگوں کے قویٰ خدا کے حضور میں ہیں

خدا کو پیش نظر رکھئے، اے خطیبو! اے مصنّفو! اے حکومت کے عہدیدارو! اے دفتروں کے ملازمو! اے دوسری جگہوں کے ملازمو! اے کسانو! سب لوگو! خدا کو پیش نظر رکھو۔ خدا ہر جگہ حاضر ہے۔ تمہاری زبان خدا کے حضور میں ہے۔ تمہاری آنکھ خدا کے حضور میں ہے۔ تمہارے تمام قویٰ خدا کے حضور میں ہیں۔ خدا کے حضور میں خدا کی نافرمانی نہ کرو۔ ہمارے ملک میں آج سب سے بڑی نافرمانی اختلاف اور نفاق پیدا کرنا ہے۔ ہمارے لیے سب سے بڑی رحمت اور ہماری سب سے بڑی ذمہ داری امن اور آسائش کی برقراری ہے۔[2]

عمر بے کار نہ گزار

معاصر علماء میں سے عظیم الشان استاد اور اللہ تعالیٰ کے عارف الحاج مرزا جواد تبریزیؒ کی کتابوں کا مطالعہ کر، شاید ان شاءاللہ تعالیٰ تو اس "تنابُلی"[3] اور "تعسف"[4] کی حالت سے باہر نکل جائے اور مصنّف کی طرح معرفت اور انسانیت کے مقامات سے خالی رہ کر اپنی عمر بے کار نہ گزارے۔[5]

میرے بیٹے یقین کرو

ان دنوں میں کہ جب رضا خان پہلوی کے زمانے میں علماء کا مخصوص لباس (عبا، قبا اور عمامہ) اتروانے کیلئے ناقابل برداشت حد تک دباؤ تھا، علماء اور دینی تعلیمی مراکز بہت مشکل صورتحال سے دوچار تھے۔ خداوند رحمن دینی تعلیمی مراکز کیلئے ایسے دن نہ لائے۔ میں نے نسبتاً ایک آزاد منش عالم دین کو نانبائی کے پاس دیکھا کہ جو وہاں صرف روٹی کا ایک ٹکڑا کھا رہا تھا۔ میں نے دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے عمامہ اتارنے کا حکم دیا گیا۔ میں نے عمامہ اتار دیا اور ایک شخص کو دے دیا تاکہ اپنے لیے دو قمیصیں سلوالے۔اب میں روٹی کھا کر سیر ہو گیا ہوں، رات کا بھی اللہ مالک ہے۔

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۳۹۶۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۹۹۔
3. تنابُلی یعنی انکار کرنا۔
4. تعسف یعنی کسی چیز کو زبردستی مسلط کرنا۔
5. سرّ الصلاۃ (پرانا ایڈیشن)، ص ۶۸۔

بیٹے اگر میں کہوں کہ میں تمام دنیوی مقامات کو اسی قدر اہمیت دیتا ہوں تو یقین کرو۔[1]

اپنے آپ کو قرض خواہ نہ سمجھ

بیٹے! ہم اس کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم اس کے بندوں کی خدمت سے غفلت نہ برتیں کیونکہ ان کی خدمت در حقیقت حق تعالی کی خدمت ہے، کیونکہ سب اسی سے ہیں۔ کبھی بھی اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے وقت اپنے آپ کو قرض خواہ نہ سمجھ۔ حقیقت میں ان کا، ہم پر احسان ہے کیونکہ وہ ہمارے لیے خداوند تعالی کی خدمت کا ذریعہ ہیں۔ ان کی خدمت میں شہرت اور مقبولیت حاصل کرنے کی کوشش مت کر کیونکہ یہ شیطان کا فریب ہے کہ وہ ہمیں نگل جانا چاہتا ہے اور بندگان خدا کی خدمت کیلئے اس چیز کا انتخاب کر جو ان کیلئے زیادہ فائدہ مند ہو، نہ کہ وہ چیز جو تیرے لیے یا تیرے دوستوں کیلئے زیادہ فائدہ مند ہو۔ یاد رکھ! یہ چیز حق تعالی کی بارگاہ میں سچائی کی علامت ہے۔[2]

مجھ پر اعتراض مت کر

پیارے بیٹے! خداوند حاضر ہے، دنیا اس کے سامنے ہے اور ہم لوگوں کے نفس کا صفحہ، ہمارے نامہ اعمال میں سے ایک ہے۔ ایسا عمل اختیار کرنے کی کوشش کر جو تجھے اس کے قریب تر کرنے والا ہو کیونکہ یہی اس جل وعلا کی رضا ہے۔ اپنے دل میں مجھ پر یہ اعتراض نہ کر کہ "اگر آپ سچے ہیں تو خود ایسے کیوں نہیں؟" میں خود جانتا ہوں کہ مجھ میں اہل دل کی صفات میں سے کوئی صفت نہیں پائی جاتی ہے اور مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں میرا یہ ٹوٹا ہوا قلم ابلیس اور خبیث نفس کی خدمت میں مصروف نہ ہو اور کل میری بازپرس ہو لیکن اصل مطالب حق ہیں۔ اگرچہ مجھ جیسا شخص کہ جو شیطانی صفات سے دور نہیں ہے اور ان آخری سانسوں میں خدا تعالی کی پناہ چاہتا ہو، اپنے قلم کی بدولت اس جل وعلا کے اولیاء سے شفاعت اور دستگیری کی امید رکھتا ہے۔[3]

ہم سب کے راہنما بقیۃ اللہ ہیں

ہم سب کے راہنما بقیۃ اللہ (ع) ہیں اور ہم سب کو ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ جس کے ان کی خوشنودی، کہ جو حقیقت میں خدا تعالی کی خوشنودی ہے، ہمیں حاصل ہو سکے۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۵۱۱۔
2. صحیفہ امام، ج۲۰، ص۱۵۷۔
3. صحیفہ امام، ج۲۰، ص۱۵۷۔
4. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۱۴۰۔

مجھے اچھا نہیں لگتا

مجھے اچھا نہیں لگتا کہ سلطان کا لفظ حضرت رسول اکرم ﷺ کیلئے استعمال کیا جائے۔ جیسا کہ مجھے یہ بات بھی بہت بری لگتی ہے کہ امام زمانہ (ع) کو اعلیٰ حضرت کے نام سے پکارا جائے۔ یہ الفاظ کہ۔ جو بہت گھٹیا ہیں یہ رسول اکرمؐ اور امام زمانہؑ کیلئے استعمال نہیں کئے جانے چاہئیں۔[1]

ہماری عقیدت پہنچا دیجئے

جو ابا ئیں بھی اس عظیم عید کی مبارک باد حضرت امام رضا (ع) کی مقدس بارگاہ سے آنے والے پیارے مہمانوں کو پیش کرتا ہوں۔ ہم آپ لوگوں کی تشریف آوری کی قدر کرتے ہیں۔ آپ لوگ ایک ایسے مرکز سے آئے ہیں جو نور کا مرکز ہے، جو علم الٰہی کا مرکز ہے اور جو ایسا مرکز ہے جس کے آستانے کے ہم کو بوسے لینے چاہئیں اور مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں اس سے قاصر ہوں۔ میں آپ حضرات، آپ علماء اور دیگر طبقات سے استدعا کرتا ہوں کہ جب آپ وہاں واپس جائیں تو ہماری عقیدت پہنچا دیجئے۔[2]

وہ جو میرے نزدیک عظیم ہے

ان افراد، جناب رجائی، جناب باہنر اور جناب عراقی میں پائی جانے والی خصوصیات میں سے میرے نزدیک یہ بہت عظیم ہے کہ جناب رجائی کے بارے میں جیسا کہ بتایا گیا ہے وہ پہلے بازار میں چیزیں فروخت کیا کرتے تھے۔ میں نے ان کے بارے میں جو مطالعات کیے ہیں ان سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ پھیری لگا کر چیزیں بیچنے سے صدارت کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد تک ان کی روح میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔[3]

ان معنوی راتوں کی قدر کیجئے

اے عزیزو! تمہاری دعا و مناجات اور ذکر خدا کی محفلیں شب عاشور کی طرح ملکوتیوں پر نور افشانی کرتی ہیں اور درخشاں ستاروں کی طرح جنگی محاذوں پر چمکتی ہیں اور دن کے وقت تم عاشور کے دن کی طرح یزیدیوں کے سامنے ڈٹے ہوئے ہو، ان معنوی و عرفانی راتوں اور جہاد کے ان باعث فخر دنوں کی قدر کرو، کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی نصرت کیلئے تم لوگوں کو چنا ہے۔[4]

---

1. خط امام، کلام امام، ج ۱، ص ۱۴۳۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۶۳۔
3. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۱۲۴۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۲۶۳۔

میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوں

ہم جانتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آج تک دو رکعتوں پر مشتمل ایک نماز بھی خدا کیلئے نہیں پڑھی ہے، جو بھی تھا اپنے لیے تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر جنت اور دوزخ نہ ہو تو کیا پھر بھی ہم اسی طرح دعا مانگیں گے یا نہیں؟ ہماری جو دعا ہے اس لیے ہوتی ہے کہ خدا ہم پر عنایت کرے اور ہمیں جنت سے ہمکنار کرے اور دوزخ سے بچائے؟ ہمارا مطمح نظر یہی چیزیں ہیں، وگرنہ خدا کیلئے ہم کیا کرتے ہیں، اس کا پتہ اس صورت میں چلتا ہے کہ اگر جنت اور دوزخ کی کنجیاں آپ کے ہاتھوں میں دے دی جائیں اور آپ سے کہا جائے کہ آپ لوگ مختار ہیں، آپ میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا اور تم میں سے کوئی بھی جنت سے محروم نہیں ہوگا۔ تو کیا اس صورت میں بھی ہم خواہشات نفسانی سے بچنے کی کوشش کرتے؟ کیا ہم نمازیں پڑھتے؟ ان باتوں کو ہم جانتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے اور میں ایسا نہیں ہوں۔[1]

اپنے آپ کو حق تعالیٰ کی بارگاہ میں رسوا نہ کر

اگر تو اپنے آپ کو مصنّف کی طرح ہر کمال اور معرفت سے عاری، دنیا اور حب نفس، خواہشات نفسانی اور غضب میں گرفتار پائے اور ان مقامات سے اپنے آپ کو عاری دیکھے تو اپنے آپ کو حق تعالیٰ اور مقرب فرشتوں کی بارگاہ میں رسوا نہ کر۔ اپنے نقص اور اپنے عجز کا اعتراف کر۔ اپنی کوتاہی اور احتجاب کی وجہ سے شرم محسوس کر اور انکساری اور شرمندگی کے ساتھ داخل ہو اور اذکار اسی طرح کر جس طرح اولیاء کرتے ہیں، کیونکہ تم خود ان کے لائق نہیں ہو۔ جب تک تو اپنے آپ اور دونوں جہانوں سے منہ نہ پھیرلے گا تب تک ان اقوال کے حوالے سے سچا نہیں ہوگا۔[2] أحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ

میں نے جو کہ وادی جہالت و حیرت میں سرگرداں ہوں، انیت اور انانیت کے تعلقات میں اسیر ہوں، خودی اور خودپرستی کے بادہ میں مصروف ہوں اور معنوی مقامات اور ملک ہستی سے بے خبر ہوں، خالص ارادہ کر لیا ہے کہ روحانی سلوک اور ایمانی عرفانی معراج کے دوران اولیائے عظام کو حاصل ہونے والے روحانی مقامات تحریر کروں اور میں خود، اگرچہ تمام مدارج اور معارج میں سے صرف ان کے الفاظ و کلمات پر قناعت کئے بیٹھا ہوں اور میں نے اہل قلوب کے کسی بھی اخلاقی اور روحانی مقام سے خود کو مزین نہیں کیا ہے، لیکن { أُحِبُّ الصّٰلِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ } کے مطابق محبوب کے ذکر سے ان اوراق کو مزین کر رہا ہوں۔ شاید یہ کھوکھلا تذکر عجز و نیاز کے ساتھ مشفوع (اور ہمراہ) ہونے کی بدولت آمال و امانی کے شکار ہو جانے والے پر ارباب نظر اور اولیائے کُمّل (ع) کی نظر پڑے اور بقیہ عمر میں نقصان کا ازالہ ہو سکے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۲۸۰۔
2. سر الصلاۃ (قدیم ایڈیشن)، ص ۱۲۶۔
3. سر الصلاۃ (قدیم ایڈیشن)، ص ۱۷۔

شاید میری بدگمانی کی وجہ سے میرا انجام برا ہو

جس طرح گناہوں میں عُجب (خود پسندی) کا شکار افراد ایک درجے سے دوسرے درجے تک جاتے ہیں یہاں تک کہ کفر اور زندقہ تک پہنچ جاتے ہیں، اسی طرح طاعات میں عجب کے شکار افراد بھی عجب کے نچلے درجے سے اس کے بلند ترین درجے تک پہنچ جاتے ہیں۔

دل میں شیطان اور نفس کے فریب ضابطے کے تحت ہوتے ہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ، جو کہ تقویٰ اور خوف خدا کے ملکہ کے حامل ہیں، کو نفس کسی کے قتل یا زنا کا حکم دے یا جو شخص شرافت و طہارت کی صفت کا حامل ہے اسے چوری اور ڈکیتی کا مشورہ دے۔ یہ ممکن ہے کہ شروع میں نفس آپ سے کہے کہ اس ایمان اور ان اعمال کے سلسلے میں خدا پر احسان جتلاؤ یا اپنے آپ کو بارگاہ خدا کے محبوبین، محبین اور مقربین کے زمرے میں شمار کرو، بلکہ شروع میں وہ نچلے درجے سے آپ کے دل میں رخنہ اندازی کرتا ہے اور آپ کو مستحبات، اذکار اور اوراد کی زیادہ پابندی پر اکساتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اہل معصیت کے کسی ایک عمل کو آپ کی حالت کے پیش نظر آپ کی نظر میں لاتا ہے۔ آپ کو باور کراتا ہے کہ آپ عقل اور شریعت کی رو سے اس شخص سے بہتر ہیں اور آپ کے اعمال آپ کی نجات کا موجب ہیں۔ بحمد اللہ کہ آپ پاک و پاکیزہ ہیں اور گناہوں سے عاری اور بری ہیں۔

اس سے آپ دو نتیجے حاصل کرتے ہیں، ایک خدا کے بندوں کے بارے میں بدگمانی اور دوسرا خود پسندی اور یہ دونوں ہی مہلک اور برائیوں کا سرچشمہ ہیں۔ آپ نفس اور شیطان سے کہیں کہ یہ شخص جو گناہ میں مبتلا ہے ممکن ہے کہ یہ کسی ایسے ملکہ کا حامل ہو یا دوسرے اعمال انجام دیتا ہو کہ جن کے باعث خدا تعالیٰ اسے اپنی رحمت میں غرق کرلے اور اس اخلاق اور اس ملکہ کا نور اس کی ہدایت کرے جو کہ اس کے اچھے انجام پر منتج ہو۔ اسی شخص کو خدا نے شاید اس لیے معصیت میں مبتلا کیا ہے تاکہ یہ عُجب (خود پسندی) جو کہ گناہ سے زیادہ بری ہے، میں مبتلا نہ ہو۔ جیسا کہ کافی کی حدیث میں ہے :

عن أبي عبدالله (ع) قال: {إِنَّ اللهَ عَلِمَ أَنَّ الذَّنْبَ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْعُجْبِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا ابْتَلَى مُؤْمِناً بِذَنْبٍ أَبَداً} حضرت امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: "یقیناً خدا جانتا ہے کہ گناہ مومن کیلئے عجب (خود پسندی) کی نسبت بہتر ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کبھی بھی مومن کو گناہ میں مبتلا نہ کرتا"۔

اور شاید میری اسی بدگمانی کی وجہ سے میرا انجام برا ہو جائے۔[1]

اسی وقت متذکر ہو

اگر انسان خدانخواستہ کسی کی غیبت کرے اور وہ آجائے تو غیبت کرنے والا فطری طور پر خاموش ہو جاتا ہے اور اس کا احترام کرتا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ خدائے تبارک و تعالیٰ ہر جگہ حاضر ہے اور تمام ممالک وجود کا انتظام اس کی نگرانی میں چل رہا ہے، بلکہ سب کچھ بعینہ حضور اور ہر جہان ربوبیت کی بارگاہ میں ہے۔

1. چہل حدیث، ص ۲۵۹، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ۔

اسی وقت متذکر ہو، اے مصنف کے خبیث نفس! کتنا بڑا ظلم اور کس قدر عظیم گناہ ہے کہ تو اپنی نعمت جو کہ تیرے قویٰ ہیں کے ذریعے مقدس بارگاہ میں اتنی بڑی نافرمانی کرے۔ اگر تجھ میں ذرہ برابر بھی حیا ہو تو کیا تجھے شرم کے مارے پانی پانی ہو کر زمین کے اندر نہیں چلے جانا چاہیے![1]

اے غافل! جاگ

اے کمینے نفس اور اے غافل دل جاگ اور اس دشمن کے مقابلے کیلئے، کہ جس نے سالہا سال سے تیری لگام اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے۔ تجھے قید کر رکھا ہے اور جس طرف چاہتا ہے تجھے لیے جاتا ہے اور جس برے عمل اور اخلاق کی جانب دعوت دیتا ہے اس پر تجھے اکسا دیتا ہے، اٹھ کھڑا ہو اور ان بیڑیوں کو توڑ دے۔ ان زنجیروں کو توڑ ڈال، حریت پسند بن۔ ذلت و رسوائی سے منہ موڑ لے۔ حق جل جلالہ کی عبودیت کا طوق اپنی گردن میں ڈال لے، اس طرح تو دوسری ہر بندگی اور عبودیت سے نجات حاصل کر لے گا اور دونوں جہانوں میں سلطنت مطلقہ الٰہیہ سے ہمکنار ہو جائے گا۔[2]

اے خبیث نفس!

اے مصنف کے خبیث نفس! شاید اسی وقت جبکہ تم لکھنے میں مصروف ہو، تمہیں موت آ جائے اور تمہیں ان تمام اخلاقی رذائل کے ہمراہ اس جہان کی جانب منتقل کر دے کہ جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہے۔[3]

تم خود نصیحت قبول نہ کرنے والے واعظ ہو

اے حکمت الٰہی اور حقائق، مبدأ و معاد کے علم کا حامل ہونے کے مدعی! اگر تم حقائق اور اسباب و مسبّبات کے عالم ہو، اگر واقعی تم صور برزخیہ اور جنت و دوزخ کے احوال سے آگاہ ہو تو تمہیں چین نہیں آنا چاہیے اور تمہیں اپنا سارا وقت عالم باقی کی تعمیر میں گزارنا چاہیے اور اس دنیا اور اس سے متعلق آرزوؤں سے منہ پھیر لینا چاہیے۔ تم جانتے ہو کہ کن مصیبتوں سے واسطہ پڑنے والا ہے اور کونسے ناقابل برداشت عذاب اور تاریکیاں ہمارے آگے ہیں، تو تم نے الفاظ و مفاہیم کے پردے سے باہر قدم کیوں نہیں رکھا اور کیا دلائل و براہین حکمیہ نے ذرا سا بھی تیرے دل پر اثر نہیں کیا؟ تو تمہیں جان لینا چاہیے کہ اس صورتحال میں تم مومنین اور حکما کے زمرے سے نکل کر منافقین کی صف میں شامل ہو گئے ہو۔ تف ہو اس شخص پر جس نے مابعد الطبیعیاتی علوم کے سلسلے میں اپنی عمر گزاری ہو اور کوشش کی ہو، لیکن فطرت کی مستی نے کوئی ایک حقیقت بھی اس کے دل میں داخل نہ ہونے دی ہو۔

---

1. ایضاً، ص ۱۱۔
2. چہل حدیث، ص ۲۲۱، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ۔
3. چہل حدیث (قدیم ایڈیشن)، ص ۱۲۹۔

اے معرفت، جذبے، سلوک، محبت اور فنا کے مدعی! اگر تم واقعی اہل اللہ اور اصحاب قلوب اور نیکیوں کے حامل ہو تو بَنِیْئاً لک لیکن اس قدر شطحیات، تلوینات (حالت بدلنا) اور بیہودہ دعوے جو کہ حب نفس اور وسوسہ شیطان کی نشاندہی کرتے ہیں، محبت اور جذبے کے منافی ہیں۔ أَوْلِيَائِي تَحْتَ قِبَابِي لا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي ۔ اگر تو حق تعالیٰ، اولیائ، محبین اور مجذوبین میں سے ہے تو خدا اس سے آگاہ ہے۔ لوگوں کے سامنے اپنے مقام و مرتبے کا اس قدر اظہار نہ کر اور بندگان خدا کے کمزور دلوں کو اس قدر خالق کی بجائے مخلوق کی جانب متوجہ نہ کر اور خدا کے گھر پر قبضہ نہ کر۔ جان لے کہ خدا کے بندے عزیز ہیں اور ان کے دل بہت قیمتی ہیں۔ ان کے ذریعے خدا سے محبت کا کام لیا جانا چاہیے۔ خدا کے گھر کو اس قدر کھلونا نہ بنا اور اس کی عزت کی جانب ہاتھ نہ بڑھا۔ فَإِنَّ لِلْبَيْتِ رَبّاً ۔

پس اگر تو اپنے دعوے میں سچا نہیں تو، تو منافقین اور دوغلوں کے زمرے میں شامل ہے۔ میں بات یہیں پر ختم کرتا ہوں اور کلام کو اس سے زیادہ طول دینا مجھ رسوا کیلئے مناسب نہیں۔

اے مصنّف کے لئیم نفس! تم جو کہ یہ کہہ رہے ہو کہ سیاہ دن کے بارے میں سوچنا چاہیے اور اس بدنصیبی سے نجات حاصل کرنی چاہیے، اگر تو درست کہہ رہا ہے اور تیرا دل تیری زبان کا ساتھ دے رہا ہے اور خلوت و جلوت میں اس کے ساتھ ہے تو پھر تو اس حد تک غافل کیوں ہے؟ تیرا دل سیاہ کیوں ہے؟ اور تجھ پر خواہشات نفسانی کیوں غالب ہیں؟ اور تو موت کے خطرناک سفر کی فکر میں کیوں نہیں ہے؟ تیری عمر ختم ہونے کو ہے اور ابھی تک تو نے خواہشات نفسانی کو ترک نہیں کیا ہے! ساری زندگی تو نے شہوت، غفلت اور شقاوت میں گزار دی ہے۔ عنقریب موت آجائے گی اور تو اپنے برے اعمال و اخلاق کا شکار ہو جائے گا تو دوسروں کو وعظ کرتا ہے لیکن خود نصیحت حاصل نہیں کرتا! تو منافقین اور دوغلوں کے زمرے میں ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر اسی حالت میں تجھے موت آگئی تو، تو آگ کی دو زبانوں اور آتش کے دو چہروں کی صورت میں محشور کیا جائے گا۔[1]

مقام ولایت علی(ع) کی

ایسی معرفت کی وجہ سے میرے سر پر خاک ہو

کیا تو نے یہ گمان کیا ہے کہ تو نے اپنے ان بوسیدہ، گلے سڑے، ریاکاری اور سمعہ[2] اور دوسری ہزار مصیبتوں، کہ جن میں سے ہر ایک اعمال کی قبولیت سے مانع ہے، سے مخلوط اعمال کی وجہ سے حق تعالیٰ پر استحقاق پا لیا ہے یا تو محبین اور محبوبین کے زمرے میں شامل ہو گیا ہے؟

اے محبین کے حال سے بے خبر بے چارے!

اے محبین کے دلوں اور ان کے قلوب کی آتش سے نابلد بدبخت !

---

1. چہل حدیث (قدیم ایڈیشن)، ص ۱۴۰۔
2. سمعہ یعنی اپنے نیک کام کا ڈھنڈورا پیٹنا۔

اے مخلصین کے سوز اور ان کے اعمال کے نور سے غافل بدنصیب! کیا تو نے گمان کر رکھا ہے کہ ان کے اعمال بھی مجھ اور تجھ جیسوں کے اعمال کی مانند ہیں؟ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ حضرت امیر المومنین (ع) کی نماز کو ہماری نماز پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپؑ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی مد کو زیادہ طول دیتے تھے؟ یا آپؑ کی قرائت زیادہ صحیح ہوتی تھی؟ یا آپؑ کے سجدے، رکوع، اذکار اور اوراد زیادہ طولانی ہوتے تھے؟ یا آپؑ کو یہ برتری اور فضیلت حاصل ہے کہ آپؑ ایک رات میں سینکڑوں رکعات نمازیں پڑھتے تھے؟ یا سید الساجدین (ع) کی دعاؤں اور مناجات بھی میری اور تمہاری دعاؤں اور مناجات کی طرح ہیں اور آپؑ بھی حوروں، ناشپاتی اور انار کیلئے اس قدر نالہ وفریاد کرتے تھے؟ ان کی اپنی قسم ہے وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ عَظِيْمٌ اگر تمام انسان یک زبان ہو کر بھی کہیں تب بھی امیر المومنینؑ کی طرح ایک مرتبہ بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ مقام ولایت علی (ع) کی ایسی معرفت کی وجہ سے میرے سر پر خاک ہو۔ مقام علی بن ابی طالب (ع) کی قسم اگر ملائکہ مقربین اور انبیائے مرسلین (ع) سوائے رسول خاتم ﷺ کے، کہ جو علی (ع) کے مولیٰ اور ان کے علاوہ ہیں، اگر سب علی (ع) کی مانند ایک تکبیر بھی کہنا چاہیں تو نہیں کہہ پائیں گے۔ ان کے دل کا حال ان کے اپنے سوا کوئی نہیں جانتا۔[1]

اگر مصنّف کی طرح رسوا ہو

اس وقت ہم غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ طبیعت اور خواہشات نفسانی کا نشہ، ہم پر سوار ہے اور تمام برائیاں اور برے اعمال واطوار ہمیں بھلے لگتے ہیں۔ جب ہم غفلت کی نیند سے بیدار ہوں گے اور اس مستی اور بے کار مصروفیت کے دائرے سے باہر نکلیں گے تب تک پانی سر سے گزر چکا ہوگا۔ ہم منافقین، دو چہروں والوں اور دو زبانوں والوں کی صف میں محشور ہوں گے۔ ہم اس حالت میں محشور ہوں گے کہ آگ سے بنی ہوئی ہماری دو زبانیں ہوں گی، ہمارے دو چہرے ہوں گے جو انتہائی بد شکل ہوں گے اور ہم جس قدر بھی کہیں گے کہ {رَبِّ ارْجِعُوْنِ} جواب ملے گا {كَلَّا}۔ یہ دورخی ایسی ہے کہ ہم، تم زندگی بھر کلمہ توحید اور اسلام وایمان، بلکہ محبت ومحبوبیت کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں۔ ہم میں ہر کوئی اپنی خواہش کے مطابق دعویٰ کرتا ہے۔ اگر ہم عام لوگوں اور عوام میں سے ہوں تو ہم ایمان، اسلام، زہد اور خلوص کا دعویٰ کرتے ہیں اور اگر ہم علماء وفقہاء میں سے ہوں تو کمال اخلاق، ولایت وخلافت رسولؐ کے مدعی ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو رسول اکرم ﷺ سے منقول اس حدیث {اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِيْ} اور صاحب الامر روحی لہ الفداءؑ کی حدیث {اِنَّهُمْ حُجَّتِيْ} اور دیگر ائمہ ہدیٰ (ع) سے منقول علماء وفقہاء کی فضیلت سے متعلق احادیث کا مصداق سمجھتے ہیں۔

اگر ہم علوم عقلیہ کے عالم ہوں تو ہم ایمان حقیقی برہانی کا دعویٰ کرتے ہیں اور خود کو علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا حامل جانتے ہیں اور دوسروں کو ناقص العلم والایمان قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آیات اور احادیث ہماری شان میں نازل ہوئی اور کہی گئی ہیں!

اگر ہم عرفاء وصوفیاء میں سے ہوں تو ہم معارف، جذبہ، محبت، فنا فی اللہ، بقا باللہ اور اس طرح کے جو بھی دلچسپ الفاظ نظر آتے ہیں کا دعویٰ کرتے ہیں۔

1. چہل حدیث، (قدیم ایڈیشن)، ص ۶۵۔

اس طرح ہم میں سے ہر طبقہ زبان قال اور ظہور حال کے ساتھ اپنے لیے کسی ایک مرتبے کا مدعی ہے اور رائج حقائق میں سے کسی ایک حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ پس اگر یہ ظاہر باطن کے مطابق ہو اور یہ علن سرّ کے ساتھ ہم آہنگ ہو اور یہ دعویٰ صادق و مصدق ہو تو ﴿هَنِيئاً لَهُ وَلِأَرْبابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهُم﴾ لیکن اگر مصنّف کی طرح رسوا اور برے اخلاق کا حامل ہو تو جان لے کہ وہ منافقین اور دو زبانوں والوں کے زمرے میں ہے اور اسے اپنے علاج کیلئے اٹھ کھڑا ہونا چاہیے اور جب تک موقع ہاتھ سے نکل نہیں جاتا، اپنی بدبختی اور ذلت و تاریکی کے دن کے بارے میں سوچنا چاہیے۔[1]

میں اپنے بارے میں بتاتا ہوں

میں اس وقت جو سوال پوچھنا چاہتا ہوں اس کے سلسلے میں آپ کو منصف قرار دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ انصاف سے کام لیتے ہوئے غور و فکر کے بعد، تصدیق کریں اور وہ سوال یہ ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ، جو کہ صادق و مصدّق ہیں، آپ سے کہیں کہ اگر تم ساری زندگی خدا کی عبادت کرو، اس کے اوامر کی اطاعت کرو اور خواہشات نفسانی کو ترک کرو؛ یا اپنی ساری زندگی اس کے فرامین کے برخلاف گزارو اور خواہشات نفسانی کے مطابق زندگی بسر کرو، تمہارے اخروی درجات میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور دونوں صورتوں میں تم نجات یافتہ ہو۔ تم جنت میں جاؤ گے اور عذاب سے محفوظ رہو گے۔ نماز پڑھو یا نہ کرو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن حق تعالیٰ کی رضا صرف یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اس کی ثنا و مدح کرو، خواہشات نفسانی کو دنیوی زندگی میں ترک کر دو اور اس کا تمہیں اجر نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی ثواب دیا جائے گا، تو کیا تم معصیت کرنے والوں میں سے ہوتے یا عبادت گزاروں میں سے؟ کیا تم خواہشات نفسانی ترک کر دیتے اور خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر لذات نفسانی کو اپنے اوپر حرام قرار دیتے یا نہیں؟ یا پھر بھی تم مستحبات، نماز جمعہ اور نماز باجماعت کی طرف رغبت رکھتے یا تم خواہشات نفسانی میں غرق ہوتے اور لہو و لعب اور موسیقی وغیرہ کا دامن نہ چھوڑتے؟

انصاف سے کام لیتے ہوئے ظاہر داری اور ریاکاری کے بغیر جواب دیں۔

میں اپنے اور ان افراد کے بارے میں جو مجھ جیسے ہیں کہتا ہوں کہ ہم گناہگار ہوتے، طاعت کو ترک کرتے اور خواہشات نفسانی کے مطابق عمل کرتے۔ پس اس سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ ہمارے تمام کام لذات نفسانی اور شکم و فرج کی خاطر ہیں۔ ہم شکم پرست اور شہوت پرست ہیں۔ ہم کسی لذت کو اس سے بڑی لذت کے حصول کی خاطر ترک کرتے ہیں۔ ہمارا مطمح نظر شہوات ہیں۔ نماز، جو کہ قرب الٰہی کی معراج ہے، کو ہم جنت کی عورتوں کے قرب کیلئے بجالاتے ہیں۔ اس کا حق تعالیٰ سے تقرب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس کا اطاعت امر سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی سے کوسوں دور ہے۔[2]

---

1. چہل حدیث (قدیم ایڈیشن)، ص ۱۳۸۔
2. چہل حدیث (قدیم ایڈیشن)، ص ۶۱۔

ج: انکساری

میں بھی دوسرے حضرات کی مانند ایک طالب علم ہوں

۔۔۔انہیں سارے ایران میں جستجو کرنا پڑے گی۔ یہ سب ان کے اپنے اکسانے کی وجہ سے ہے نہ کہ میرے اکسانے کی وجہ سے۔ میں بھی شہر کے دوسرے طالب علم حضرات کی مانند ایک طالب علم ہوں۔ میں بھی اس (شاہ) کے خلاف فریادی ہوں۔[1]

میں ملت کا ایک فرد ہوں

ہم پہلوی سلسلے کہ جس کا پہلا فرد رضا شاہ تھا اور اب محمد رضا شاہ کی باری ہے۔۔۔ ہم اس خاندان کو نہیں چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ اس کی تشریح کی ضرورت ہو اور اگر کوئی اس کے علاوہ کوئی بات کرتا ہے تو وہ بات ملت ایران کے مطالبے کے منافی ہے۔ میرے مطالبے میں، جو کہ ملت ایران کا ایک فرد ہوں، کے بھی منافی ہے۔[2]

یہ خمینی جو طالب علم ہے

کیا ہم نے اس ملت کو رشوت دی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ ہمارے دوست ہیں اور ہم کو چاہتے ہیں؟ انہوں نے جان لیا ہے اور ان کو باور ہو گیا ہے کہ یہ حضرات، اسلام کے یہ عظیم مراجع تقلید، یہ خمینی جو طالب علم ہے، یہ سب لوگوں کو چاہتے ہیں، لوگوں کو دوست رکھتے ہیں، ملت کی بھلائی اور مملکت کی حالت بہتر بنانا چاہتے ہیں۔[3]

---

1. خط امام، کلام امام، ص ۲۳۷۔
2. صحیفہ امام، ج ۵، ص ۴۵۔
3. صحیفہ امام، ج ۱، ص ۲۹۷؛

امام خمینیؒ نے یہ بیانات ۱۳۴۳ھ ش (۱۹۶۴ئ) میں جیل سے آزاد ہونے اور تہران سے واپس لوٹنے کے بعد دیئے تھے۔

میں تمام مراجع کے ہاتھ چومتا ہوں

میں جو کہ یہاں بیٹھا ہوں، تمام مراجع کے ہاتھ چومتا ہوں۔ یہاں کے تمام مراجع، نجف اور دیگر جگہوں، مشہد اور تہران، ہر جگہ کے مراجع کے تمام علمائے اسلام کے ہاتھ چومتا ہوں۔ مقصد ان باتوں سے بڑھ کر ہے۔ جناب! میں تمام اسلامی ملتوں کی طرف بھائی چارے کا ہاتھ بڑھاتا ہوں اور ان کا ہاتھ تھامتا ہوں۔[1]

نجف میں، میں بھی ایک طالب علم تھا

میں جب نجف میں تھا تو ایک طالب علم ہی تھا اور مقدور بھر مصروف تھا۔ میں نے چونکہ درس و بحث و مطالعے اور امام (ع) کی زیارت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا اور چل پڑا تھا، پیرس کی طرف نہیں، بلکہ کویت کی جانب اور کویت سے شام جانے کا ارادہ تھا، لیکن واقعات اس طرح پیش آئے جس کا خدا نے ارادہ کیا تھا، میں پیرس گیا۔ البتہ یہ اچھا ہو گیا۔۔۔ حضرات تشریف لے جائیں اور ابہام دور کریں۔ یہ اچھا ہے جیسا کہ قابل احترام مدرسین نے فیصلہ کیا ہے کہ مثلاً لوگوں کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنے کیلئے مختلف مقامات پر وفود اور افراد روانہ کئے جائیں۔ اس پر عملدرآمد ضروری ہے۔ آپ اپنے دروس کے بند ہونے کی وجہ سے ملول نہ ہوں۔ الحمدللہ آپ جوان ہیں اور درس پڑھنے کے مواقع موجود ہیں۔ میں بھی ایک طالب علم ہی تھا، جب میں نے دیکھا تھا کہ صورتحال ایسی ہے تو میں نے درس چھوڑ دیا تھا اور چلا گیا تھا اور اب آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ اب بھی چھٹی ہے۔ نہ مطالعہ کرتا ہوں اور نہ تدریس کرتا ہوں۔ آپ حضرات (طلاب و علما) کی خدمت میں ہی مصروف ہوں۔[2]

میری زندگی بھی دوسرے افراد کی مانند ہے

سوال: میں آپ کے بچپن اور اس زمانے میں آپ کی دلچسپی اور آپ کی طفولیت کے زمانے کے بارے میں کسی حد تک جاننا چاہتا ہوں۔

امام خمینی: میری نجی زندگی بھی، تمام افراد کی مانند، دنیا میں رونما ہونے والے جزوی واقعات میں سے ایک ہے اور میں اس کی تشریح اور وضاحت ضروری نہیں سمجھتا۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱، ص۳۰۷؛

حکومتی مظالم کے خلاف ۱۵ خرداد ۱۳۴۲ھ ش (۱۵ جون ۱۹۶۳ء) کو امام خمینیؒ کی تقریر۔

2. صحیفہ امام، ج۶، ص۳۲۴۔

3. صحیفہ امام، ج۵، ص۳۸۷۔

میں خود کو ایرانی عوام کا ایک سپاہی سمجھتا ہوں

سوال: حضرت آیت اللہ! آپ کے اثر و رسوخ کا دائرہ کہاں تک ہے؟

امام خمینی: میں ایرانی عوام کا بھائی ہوں اور خود کو ان کا خادم اور سپاہی جانتا ہوں۔[1]

لوگ ہمیں اپنا خادم سمجھتے ہیں

سوال: ایران کے جوان آپ کے نام کے گن گاتے ہیں۔ آپ اس عجیب مقبولیت کا حق کیسے ادا کرنا چاہتے ہیں؟

امام خمینی: انہوں نے یہ بات تشخیص دی ہے کہ ہم وہی باتیں کر رہے ہیں جو ان کی فطرت میں ہیں اور ان کی دیرینہ آرزو ہیں اور وہ ہمیں اپنا خادم جانتے ہیں، اس لیے وہ ہم سے عقیدت رکھتے ہیں، جیسا کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔[2]

میں ملت کے مطالبات بیان کرنے والا ہوں

سوال: کیا وجہ ہے کہ ایرانی عوام آپ کی دعوت پر اس طرح گلیوں کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں؟

امام خمینی: کیونکہ ملت ہمیں اسلام اور ملک کا خادم سمجھتی ہے اور ہم ان مسائل کو اٹھاتے ہیں جو سالہا سال سے اس ملت کے اذہان میں پائے جاتے ہیں۔ اس لیے ہم ملت کے مطالبات کو بیان کرنے والے ہیں۔[3]

لوگ میرے نام کا نعرہ لگاتے ہیں

لوگ میرے نام کا نعرہ لگاتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں اور وہ مجھے اس لیے دوست رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ میں اسلامی قوانین نافذ کروں گا۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۵، ص۳۵۴۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۹۱۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۱۵۔
4. مجلہ نامہ انقلاب اسلامی، سال ۲، شمارہ ۱۱۔

لوگوں نے اپنے مطالبات میرے اندر پائے ہیں

سوال: کیا آپ کی زندگی میں کوئی خاص تجربہ تھا جس کی بنا پر آپ سیاسی میدان میں سرگرم عمل اور قیادت سنبھالنے کی جانب مائل ہوئے؟ کیا آپ یہ محسوس نہیں کرتے ہیں کہ ایرانی عوام کیلئے مثالی حیثیت کا حامل ہونا آپ کے کاندھوں پر بھاری ذمہ داری پڑنے کا باعث ہے؟

امام خمینی: آپ چونکہ دین کو سیاست سے الگ سمجھتے ہیں اس لیے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک عالم دین سیاسی مسائل میں حصہ لیتا ہے تو گویا اس نے اپنا فرض منصبی ترک کر دیا ہے اور ایک نیا کام شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ دین اسلام عبادی وسیاسی مسائل کا حامل ہے اور اس کے سیاسی مسائل عبادی مسائل کی نسبت زیادہ ہیں۔ میں شاہ کی حکمرانی کے سارے عرصے میں اس کے مظالم پر نگاہ رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ اس کے خلاف تحریک چلانا ضروری ہوگیا۔ میں نے پندرہ سال سے بھی قبل اپنی تحریک کا آغاز کیا اور ہمیشہ عوام کے مطالبے جو کہ پہلوی خاندان کی سرنگونی، شہنشاہی نظام کی برطرفی اور ایک اسلامی حکومت کی برقراری پر مبنی ہے کو بغیر کسی شک کے بیان کیا اور یہ فطری ہے کہ جب لوگوں نے اپنے مطالبات میرے اندر دیکھے تو وہ میری طرف مائل ہوگئے۔[1]

ہر کوئی خطاکار ہے

سوال: کیا آپ سے کبھی کسی چیز کے بارے میں غلطی ہوئی ہے؟

امام خمینی: صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور دوسرے انبیاء وائمہ (ع) معصوم عن الخطا تھے ان کے علاوہ ہر کوئی خطاکار ہے۔[2]

ہم عوام کے خادم ہیں

سوال: آپ نے جو کہ ایران سے باہر تھے، اس تحریک میں از حد طاقت حاصل کی ہے، یہ بہت بڑی طاقت ہے، ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ ایران کے اندر ہوتے کیا پھر بھی یہ طاقت حاصل کر پاتے؟

امام خمینی: یہ مذہبی طاقت ہے۔ ہم اگر ایران کے اندر بھی ہوں تو لوگ ہمیں ایک مذہبی شخص کے طور پر پہچانتے ہیں۔ ہم عوام کے خادم ہیں اور ایران کے اندر یا اس سے باہر رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۲۲۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۷۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۱۲۔

میں بھی ملک کا ایک فرد ہوں

سوال: آپ خود کو اپنے مخالفین میں سے کس کے زیادہ قریب جانتے ہیں؟

امام خمینی: ایران کی اسلامی تحریک کے نعرے اور مطالبات کو اس حد تک ملت کی غالب اکثریت قبول رکھتی ہے کہ ان مطالبات کے خلاف بات کرنے والے کسی گروہ کی ملت کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ملت ایران کی تحریک نے جماعتی حدود کو توڑ دیا ہے اور ایک ہی جماعت کی صورت اختیار کر لی ہے اور وہ ہے ایران کی مسلمان ملت کی جماعت، یعنی اسلام اور اللہ کی جماعت۔ ایران کی جدوجہد میں کوئی بھی ملت سے دور ہونے کی جرأت نہیں رکھتا ہے۔ میں بھی ملت کا ایک فرد ہوں۔[1]

لوگ ہم پر حق رکھتے ہیں

میں جب بھی اسلام کی عظیم ملت اور ایران کی عظیم ملت سے ملاقات کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ ہم پر ان کا حق ہے۔ میں جس طبقے سے بھی ملاقات کرتا ہوں دیکھتا ہوں کہ ہم پر ان کا خاص حق ہے۔[2]

میں دوسرے طالب علموں کی مانند ایک طالب علم ہوں

سوال: اگر ممکن ہو تو ۱۹۶۳ئ سے اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں بتایئے۔

امام خمینی: میری ذاتی زندگی عام لوگوں کی ذاتی زندگی کی طرح ہے۔ میں دوسرے طالب علموں کی مانند ایک طالب علم ہوں۔[3]

مجھ جیسا شخص تو در کنار

میں پارلیمنٹ کے محترم اراکین کا بے حد مشکور ہوں۔ حضرات کی باتیں چونکہ نشر ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ لوگوں کے درمیان کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے اس لیے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض آیات و روایات معصومین (ع) کے ساتھ مختص ہیں اور مجھ جیسا شخص تو در کنار اسلام کے عظیم فقہاء اور علما بھی ان کے مصداق نہیں ہیں۔[4]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۱۶۔
2. خط امام کلام امام، ج ۲، ص ۲۵۳۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۲۱۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۴۰۳۔

میں آپ لوگوں کی استقامت کے آگے متواضع ہوں

میں آپ لوگوں پر کہ جنہوں نے اپنے جہاد کے ذریعے بڑی طاقتوں کو رسوا کر دیا ہے، درود بھیجتا ہوں اور آپ لوگوں کی ثابت قدمی اور استقامت کے آگے متواضع ہوں۔[1]

یہ مجھ سے افضل ہیں

یہ جو سرحدوں پر مارے جا رہے ہیں اور یہ جو کہ جنگی حالات کا شکار ہیں اور یہ جو کہ بے گھر ہو گئے ہیں اور ان زمینوں میں اور بغیر کسی ساز وسامان کے ان خیموں میں رہ رہے ہیں، یہ خدا کے بندے ہیں یہ ہم اور مجھ سے افضل ہیں اور امکان ہے کہ یہ آپ سے بھی افضل ہوں، ہمیں ان کی فکر کیوں نہیں ہونی چاہیے؟ ہمیں امت کی نجات کی فکر کیوں نہیں ہونی چاہیے۔[2]

میں اس ملت کی تعریف سے قاصر ہوں

سچی بات یہ ہے کہ مجھ پر ان بزرگوار طبقات کا احسان ہے جو اپنا سب کچھ لٹا رہے ہیں اور کچھ بھی نہیں چاہتے ہیں۔ یہ بوڑھی عورتیں جنہوں نے زندگی میں جو کچھ بھی جمع کیا ہے اب اسلام کیلئے دے رہی ہیں اور وہ افراد جو اپنی جمع پونجی اسلام کی راہ میں دے رہے ہیں۔ میں اس ملت کی تعریف اور قدردانی کرنے سے قاصر ہوں۔ میں خدا تبارک وتعالی کے حوالے کرتا ہوں کہ وہ ان پر اپنا خاص لطف وکرم نازل کرے۔[3]

ہمارے عوام واقعی اچھے ہیں

عوام بہت اچھے ہیں۔ ہمارے عوام واقعی اچھے ہیں۔ شاید ملت ایران کی مثال کہیں بھی نہ ہو، ہم لوگ برے ہیں، وہ بہت اچھے ہیں۔ بعض اوقات میرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اگر میں؛ میں اپنی بات کر رہا ہوں؛ آخرت میں، میں دوزخ میں جاؤں، جس کسی نے میری خاطر کوئی کام انجام دیا ہے، اس خیال سے کہ میں انسان ہوں کوئی انجام دیا ہے، وہ جنت میں ہو، کہا جاتا ہے کہ جنت پر سے دوزخ کو دیکھا جا سکتا ہے، جنت والے دوزخ والوں کو دیکھتے ہیں، تو میں اس وقت اسے کیا جواب دوں گا؟ یہ لوگ مجھے کہیں کہ ہم نے تیری خاطر مثلاً اللہ اکبر کے نعرے لگائے، مظاہرے کئے اور تیری اپنی حالت ایسی تھی کہ تجھے دوزخ میں جانا پڑا اور ہم تیری وجہ سے جنت میں پہنچ گئے! تو خود ملعون تھا اور دوزخ میں داخل ہوا۔ یہ لوگ اچھے ہیں۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۵۴۴۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۲۱۳۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۶۱۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۳۸۴۔

یہ ہمارے آقا ہیں

یہ جو اپنے ملک اور اسلام کے تحفظ کیلئے اس قدر زیادہ محنت کر رہا ہے یہی طبقہ ہمارا آقا ہے۔ ان کا ہم پر احسان ہے، ان کے ساتھ انتہائی انکساری کے ساتھ پیش آو۔ [1]

مجھ طالب علم

آج ہم سب ذمہ دار ہیں، یعنی مجھ طالب علم سے لے کر آپ حضرات تک۔ [2]

میں جو یہاں بیٹھا ہوں، ایک طالب علم ہوں

آپ سب کی توجہ اس بات کی جانب ہونی چاہیے کہ اس مملکت کو ترقی کی راہ پر ڈال دیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت اکیلی یہ کام کر سکتی ہے تو یہ خیال غلط ہے۔ حکومت تنہا یہ کام نہیں کر سکتی ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ حکومت کو اکیلے یہ کام کرنا چاہیے یا لوگوں کے ایک طبقے کو یہ کام کرنا چاہیے۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے، بلکہ ہر شخص کو، وہ جہاں بھی ہے، خدمت میں مصروف ہونا چاہیے تاکہ یہ کام انجام دیا جا سکے۔ میں جو یہاں بیٹھا ہوں اور ایک طالب علم ہوں، مجھے ایک طالب علم کے اندازے کے مطابق لوگوں کو نصیحت کرنی چاہیے۔ مجھ سے لے کر آپ حضرات تک، سب کو چاہیے کہ لوگوں کو نصیحت کریں۔ [3]

اگر میں جا سکتا تو چلا جاتا

بارالٰہا! ہمارے ان جوانوں کا، کہ جو شروع سے اب تک مصروف رہے ہیں اور ہمارے لیے فداکاری کی ہے، اسلام کیلئے تحفظ فرما۔ میں ان کیلئے دعا گو ہوں۔ میں ان کا خدمتگار ہوں۔ اگر میں جا سکتا تو میں بھی ان کی طرح خدمت کرتا، لیکن میں ایک بوڑھا شخص ہوں، میں یہاں بیٹھا ہوں اور ایک گونگی زبان کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ آپ سب کی حفاظت فرمائے اور آپ سب کو کامرانی عطا کرے۔ [4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۲۵۵۔
2. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۲۷۸۔
3. صحیفہ امام، ج۸، ص۴۷۴۔
4. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۵۲۹۔

خمینی ایک کمزور طالب علم ہے

انہوں نے اپنے مقالات میں یہ بھی لکھا تھا کہ خمینی خواتین کے پستان کاٹ رہا ہے! آپ حضرات جو اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں دیکھ رہے ہیں کہ خمینی ایک کمزور طالب علم ہے۔ یہاں بیٹھ کر آپ لوگوں سے گفتگو کر رہا ہے اور عوام بھی اس کو دوست رکھتے ہیں، کیونکہ وہ ان کا نوکر ہے اور انسان اپنے نوکر، اپنے خادم کو دوست رکھتا ہے۔ نہ تو کوئی پستان کاٹا گیا ہے اور نہ ہی کسی کے ساتھ کوئی ناروا سلوک ہوا ہے۔[1]

میں دوسرے لوگوں کی طرح اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں

سوال: کیا یہ انصاف ہے کہ آپ دو کرداروں کے حامل ہوں اور دونوں کردار آپ خود ہی ادا کریں؟ بعض اوقات آپ کے احکام جاری ہوتے ہیں کہ لوگ فلاں کام کریں اور بعد میں جب آپ اس کی ذمہ داری سے بچنا چاہتے ہیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ اس کا اختیار عوام کے پاس ہے یا طالب علموں کے پاس ہے؟

امام خمینی: یہ ایک حقیقت ہے کہ میں خمینی کی حیثیت سے دوسرے لوگوں کی طرح اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیا کیا جانا چاہیے یا انہیں کیا کرنا چاہیے، لیکن آپ کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ یرغمالی، مسلمان طالب علموں کے پاس ہیں۔[2]

مجھے اپنا ہی ایک فرد سمجھئے

میرے نزدیک اس چیز کو اہمیت حاصل ہے کہ ہم سب ایک ہی صف میں ہوں، مجھے اپنا ہی ایک فرد سمجھئے۔ طبقات کا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔ ہم سب ایک ہی صف میں ہیں۔ ہم سب کو اس صف میں، اس ایک صف میں خدمت کرنی چاہیے۔[3]

میں طالب علم ہوں عہدیدار نہیں

میں اور وہ تمام اشخاص جو عہدیدار ہیں، البتہ میں طالب علم ہوں، عہدیدار نہیں ہوں، لیکن میں نصیحت کرتا ہوں اب تک ہم بارہا خطے کی حکومتوں کو یاددہانی کرا چکے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہم ایسے نہیں ہیں کہ جب طاقت حاصل کرلیں تو طاقت کے بل بوتے پر کسی ملک کے داخلی امور میں مداخلت کرنے لگ جائیں۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۱، ص۳۰۱۔
2. صحیفہ امام، ج۱۱، ص۱۶۱۔
3. صحیفہ امام، ج۹، ص۴۷۵۔
4. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۳۹۰۔

مجھے فخر ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں

مجھے فخر ہے کہ میں آپ لوگوں کے درمیان اور آپ کے ساتھ ہوں اور آپ لوگوں کے غم و مصیبت، جو کہ اسلام اور مسلمین کا غم اور مصیبت ہے، میں شریک ہوں۔[1]

میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ ہم کیا ہیں

میں جب ٹیلی ویژن پر دیکھتا ہوں کہ بعض گروہ، ایک شہر کی خواتین، البتہ تمام شہروں کی خواتین ایسی ہی ہیں، بیٹھی ہیں اور محاذ جنگ پر مصروف جوانوں کیلئے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ پیکنگ کررہی ہیں، روٹیاں پکاتی ہیں، ڈبوں کو ترتیب سے لگاتی ہیں تو مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ہم کیوں ؟ہم کیاہیں اور یہ کیاہیں ؟[2]

میرا مطمح نظر قیادت نہیں ہے

میرے عزیزو! اسلام میں اور میرے نزدیک مطمح نظر قیادت نہیں ہے، بلکہ برادری ہے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں بھائی بھائی قرار دیاہے اِنَّمَا الْمُؤمِنُونَ اِخْوَۃ ہمارے مسلمان اسلاف قائد تھے، لیکن اس کے باوجود یہ مسئلہ ان کے نزدیک بھی ان معنوں میں نہیں تھا۔ امید ہے کہ یہ چند دن جو میں آپ لوگوں کے درمیان ہوں، آپ کی خدمت میں صرف کروں گا۔[3]

میں نے وطن کے شایان شان کوئی خدمت نہیں کی

نجانے ان فرائض اور ان ذمہ داریوں کو کس طرح ادا کروں۔ میں نے وطن کے شایان شان کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم ملک کی خدمت کریں۔ اسلامی احکام کی خدمت کریں۔[4]

میں کوئی خدمت نہیں کر سکا

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۱۹۸۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۹۳۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۳۵۲۔
4. صحیفہ امام، ج ۸، ص ۵۰۔

اس وقت چند ایسے افراد کہ جنہوں نے اپنی زندگی کی ساری امید راہ خدا میں دے دی ہے، اپنے جوان دے دیے ہیں، مصیبتیں جھیلیں ہیں، یہاں پر موجود ہیں اور جب میری ملاقات ان انسانی صورتوں سے ہوتی ہے تو سوائے اس کے کہ خود کو حقیر محسوس کروں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ بات ہمیشہ میرے ذہن میں رہی ہے کہ ملت ایران کہ جو اس وقت اپنا سب کچھ اسلام کے راستے میں قربان کر رہی ہے اور ان جوانوں کی، کہ جو ہم سے بچھڑ چکے ہیں، میں نے کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ میں خدا کی راہ میں اٹھ کھڑے ہونے والے ان افراد کے حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا ہوں سوائے اس کے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہی کی معذرت طلب کروں، کیونکہ ہم سب اسی کے بندے ہیں، ہم سب اس کے ارادے کے سامنے سر تسلیم خم ہیں اور ہم سب اس کے مقدس احکام پر اپنی جانیں قربان کرنے والے ہیں۔[1]

میں نے جماران کے باشندوں کی کوئی خدمت نہیں کی

میں بہت خوش ہوں کہ آج یہاں میری ملاقات میرے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ہے۔ میں اس علاقے (جماران) کے باشندوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے بہت زحمت برداشت کی ہے۔ حالانکہ میں نے ان کی کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خداوند ان کو تمام آفات سے محفوظ رکھے گا اور شیاطین خصوصاً شیطان اعظم کے شر سے محفوظ رکھے گا۔[2]

میں آپ کی قیادت تسلیم کرتا ہوں

خواتین ہماری تحریک کی قائد ہیں، ہم ان کے پیرو ہیں۔ میں آپ کی قیادت تسلیم کرتا ہوں اور آپ کا خدمتگار ہوں۔[3]

اگر مجھے خادم کہا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے

میں سب کیلئے دعا گو ہوں اور آپ کے نزدیک یہ احتمال ہونا چاہیے کہ اگر مجھے خادم کہا جائے تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ مجھے قائد کہا جائے۔ ہمارا نصب العین قیادت نہیں ہے، خدمت ہے۔ اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم خدمت کریں۔ ہمارا نصب العین خدمت کرنا ہے۔[4]

اگر میں نہ رہوں تب بھی ملت تو موجود ہے

---

1. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۶۱۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۰۵۔
3. صحیفہ امام، ج ۷، ص ۱۳۳۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۴۶۳۔

مجھے ذاتی طور پر ایک خاص مشکل کا سامنا ہے اور وہ یہ کہ اگر میں ہر روز تقریر کروں یا ایک دن میں دو مرتبہ تقریر کروں تو ڈاکٹر مجھ پر اعتراض کرتے ہیں وہ اکٹھے ہو کر کہتے ہیں کہ آپ زیادہ بات چیت نہ کریں اور اگر میں دو تین دنوں تک تقریر نہ کروں تو غیر ملکی ریڈیو کہتے ہیں کہ فلاں کو کیا کیا ہو گیا ہے، الغرض ان دو تین دنوں میں، اسی عرصے میں انہوں نے۔۔۔ مجھے ایک کہاوت یاد آگئی ہے وہ یہ کہ ایک بچہ دعا کیا کرتا تھا کہ اس کا استاد مر جائے۔ اس کا استاد مر گیا تو اس کا باپ اسے ایک دوسرے اسکول میں لے گیا پھر اس نے دعا کی استاد مر جائے، استاد مر گیا۔ اس کا باپ پھر اسے دوسری جگہ لے گیا۔ لوگوں نے اس بچے سے کہا کہ اپنے باپ کے مرنے کی دعا کرو، وگرنہ یہ استاد مر گیا تو وہ تمہیں دوسرے استاد کے پاس لے جائے گا۔ اب ان اغیار اور ان کے پٹھوؤں کو یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہماری ملت سے اللہ اکبر کا ہتھیار چھن جائے اور یہ دعا بھی قبول ہونے والی نہیں ہے۔ اگر میں نہ رہوں تو خود ملت تو موجود ہے۔ جس طرح ملت اب تک آگے بڑھی ہے، آگے بڑھتی رہے گی اور ایسا نہیں ہے کہ اگر میں نہ رہا تو کیا ہو جائے گا۔ بلا وجہ یہ لوگ اپنے ریڈیوز سے ان امور کو بیان نہ کیا کریں۔[1]

ہماری ملت مجھ جیسے فرد کی محتاج نہیں ہے

ہمارے دلوں میں اس بات کا ذرہ برابر خوف نہیں ہے کہ کوئی کارروائی کی جائے اور ایک شخص کو قتل کر دیا جائے۔ قتل ہونے سے وہ شخص ڈرتا ہے جو دنیا کو اپنی منزل سمجھتا ہے اور سارا انتظام دنیا میں رہنے کیلئے کرتا ہے۔ جو شخص یہاں سے ان لوگوں کے پاس جانا چاہتا ہو، جنہوں نے جہاد کیا اور مر گئے اور قتل ہو گئے وہ ان باتوں سے خوفزدہ نہیں ہوتا ہے، قتل بھاڑ میں جائے۔ پرسوں مجھ سے بار بار کہا گیا۔۔۔ پرسوں پھر بعض حضرات آئے اور کہنے لگے کہ یہاں سازش تیار ہوئی ہے۔ میں نے کہا اچھا یہ بھی ان کا حصہ ہو تو جہنم میں جائے۔ ہماری ملت اب افراد کی محتاج نہیں رہی ہے، وہ مجھ جیسے ایک فرد کی محتاج نہیں ہے۔ ہماری ملت کے تمام افراد کو راستہ مل چکا ہے۔ میں نہ رہوں تب بھی وہ اس راستے پر گامزن رہیں گے۔ آپ بھی نہ ہوں تب بھی وہ اس راستے پر چلتے رہیں گے۔ ہماری ملت ایسی بن چکی ہے، اب کوئی خوف نہیں ہے، اب ہمیں سپر طاقتوں سے ڈرایا نہیں جا سکتا۔[2]

ایران پر میرا کنٹرول نہیں، ملت کا کنٹرول ہے

سوال: حضرت امام خمینی! ایران پر آپ کا کنٹرول ہے اور آپ کی باتیں مکمل طور پر تسلیم کی جاتی ہیں۔ آپ کا کہا اس ملک میں قانون کا درجہ رکھتا ہے اور اس کے مطابق عملدرآمد ہوتا ہے۔ ملک میں بعض افراد کا خیال ہے کہ اس ملک میں آزادی نہیں ہے۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امام خمینی (مترجم سے مخاطب ہو کر): کہیے کہ ایران پر میرا کنٹرول نہیں، بلکہ ملت کا کنٹرول ہے اور ممکن ہے کہ ملت مکمل آزادی کے ساتھ اپنے خادم اور اپنے مفادات کے حامی کی جانب مائل ہو۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۴۸۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۱۷۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۹۱۔

میرا کوئی حکم نہیں ہے

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر آپ کا کوئی حکم ہو تو ہم اس کی اطاعت کرنے کیلئے تیار ہیں [1] حضرات کو جان لینا چاہیے کہ میرا کوئی حکم نہیں ہے، حکم میرا نہیں ہے۔ جو حکم اس وقت ہم سب کیلئے ہے اور جس کی ہم سب کو اطاعت کرنی چاہیے وہ خدا کا حکم ہے جس کے ہم سب بندے ہیں۔ [2]

ہم سب خدا کے سپاہی ہیں

ثابت قدم رہیے، جناب! ہمارے جوان ثابت قدم رہیں۔ (حاضرین میں سے ایک نے نعرہ لگایا: ''اے خمینی! ہم سب آپ کے سپاہی ہیں، اے خمینی! ہم آپ کے فرمان پر ہمہ تن گوش ہیں'') ہم سب خدا کے سپاہی ہیں، انشاء اللہ۔ نہ تو، میرا سپاہی ہے اور نہ میں، تیرا سپاہی ہوں۔ ہم سب نے تحریک چلائی ہے تا کہ اسلام کو یہاں زندہ کر سکیں اور خدا نے چاہا تو دوسرے مقامات پر بھی اس کو بر آمد کر سکیں۔ ہم سب بھائی ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے کے شانہ بشانہ۔ ہر شخص مقدور بھر خدمت کرے گا۔ میں جو کہ ایک کمزور بوڑھا شخص ہوں آپ کیلئے تقریر کروں۔ جناب فلسفی جو کہ ایک مضبوط بوڑھے شخص ہیں، وہ بھی آپ کیلئے تقریر کریں۔ اہل منبر حضرات بھی تقریریں کریں۔ یہ ایک ایسی خدمت ہے جو ہم لوگ انجام دے سکتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ انجام دیں گے۔ امید ہے کہ یہ خدمت خدا کیلئے ہو گی۔ [3]

روح اللہ کون ہوتا ہے؟

کیا اب ہماری ملت ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ گئی ہے جو ایک دو فانٹوم] امریکی لڑاکا طیارے [کام انجام دیں گے۔ ان احمقوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ مثلاً چار فوجیوں، فوجی توان کے حامی نہیں ہیں، مثلاً چار فوجی حکام وغیرہ کے ذریعے ۳۵ ملین افراد کہ جو سب کے سب لیس ہوں، پر مشتمل ایک مملکت کو فتح نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان کا تصور غلط تھا۔ انہوں نے یہ بات نہیں جانی کہ تمام تر طاقت، تمام آلات، تمام تر جدید ہتھیار رکھنے کے باوجود افغانستان میں سوویت یونین کو شکست کھانی پڑی ہے۔ (حاضرین نے نعرہ لگایا: ''دائیں بائیں کی سازش کو ناکام بنانے والا روح اللہ'')۔

امام خمینی: ٹھہرو، ٹھہرو! ناکام بنانے والے آپ لوگ ہیں۔ روح اللہ کون ہوتا ہے۔ [4]

---

1. امام خمینیؒ نے یہ جملات ان حاضرین کے جذبات کے اظہار کے جواب میں کہے ہیں جو یہ نعرے لگا رہے تھے کہ ''اگر خمینی نے ہمیں جہاد کا حکم دیا'' ''جب تک ہمارے بدن میں خون ہے، خمینی ہمارا قائد ہے'' ''اے خمینی! ہم سب آپ کے رضاکار ہیں'' ''اے خمینی! ہم آپ کے حکم پر ہمہ تن گوش ہیں''۔
2. کوثر، ج۱، ص۵۷۶۔
3. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۲۳۵۔
4. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۱۸۔

اگر میں عہدے کا فائدہ اٹھانا چاہوں تو میرے سر پر خاک ہو

۱۵ خرداد سے اب تک ہم نے خون پیش کیا ہے، یعنی آپ نے خون دیا ہے۔ میں تو یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ میرا کوئی حق نہیں ہے، آپ نے خون دیا ہے۔ آپ میدان میں گئے ہیں، آپ نے جہاد کیا ہے۔ ہم لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہمیں آپ کی خدمت کرنی چاہیے، ہمیں استفادہ نہیں کرنا چاہیے۔ اگر میں عہدے کا فائدہ اٹھانا چاہوں تو میرے سر پر خاک ہو۔ خون آپ کا بہے اور اس سے میں استفادہ کروں! [1]

اگر میں غلط راستے پر قدم رکھوں تو احتجاج کریں

اب ہماری ذمہ داری ہے، ہم سب ذمہ دار ہیں، ہم سب جوابدہ ہیں۔ صرف اپنے کاموں کے جوابدہ نہیں، بلکہ دوسروں کے کاموں کے بھی جوابدہ ہیں (كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ) سب کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے۔ سب کو دوسروں کے بارے میں اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے۔ میری ذمہ داری، آپ لوگوں کے کندھوں پر ہے، آپ لوگوں کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ہے۔ اگر میں غلط راستے پر قدم رکھوں اور آپ مجھے یہ نہ کہیں کہ تو نے غلط راستے پر قدم کیوں رکھا؟ تو آپ جوابدہ ہوں گے۔ آپ کو احتجاج کرنا چاہیے، منع کرنا چاہیے کہ تم نے کیوں۔۔۔ [2]

میں اپنے لیے کسی امتیازی حیثیت کا قائل نہیں ہوں

خدا جانتا ہے کہ میں اپنی ذات کیلئے ذرہ برابر تحفظ، حق اور امتیازی حیثیت کا قائل نہیں ہوں۔
اگر مجھ سے بھی خطا سرزد ہو تو میں بازپرس کیلئے تیار ہوں۔ [3]

تم غلط کہتے ہو

ہماری یہ عظیم ملت، یہ ملت جو خالی ہاتھوں میدان میں اتری، سڑکوں پر گئی اور اس نے اپنی مٹھیاں پر کر لیں اور سابق حکومت اور تمام سپر طاقتوں کی مخالفت کی اور موجود حالات تک نوبت پہنچائی۔ اب میں آکر کہوں کہ میں تم لوگوں کا قائد ہوں [تو لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ مجھے کہیں کہ] تم غلط کہتے ہو۔ تم کون ہوتے ہو! [۲]

حقیر کو یہ توفیق حاصل ہوئی

---

1. صحیفہ امام، ج۸، ص۵۷۔
2. صحیفہ امام، ج۸، ص۴۸۷۔
3. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۳۰۲۔

سب سے پہلے مجھے آپ علماء حضرات کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ نے زحمت کی اور دور دور سے یہاں تشریف فرما ہوئے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکا۔ میں بارہا یہ بات کہہ چکا ہوں کہ اس انقلاب کی ایک برکت یہی ہے کہ ہم عمر بھر علماء کی زیارت کے فیض سے محروم رہے سوائے ان علماء کے جو قم میں تھے اور ہم نے وہاں ان کی زیارت کی۔ لیکن جو علماء دور دراز کے علاقوں میں تھے ہم ان کی زیارت سے محروم تھے۔ الحمد للہ کہ اب مختلف شہروں کے علماء گاہے گاہے، تشریف لاتے رہتے ہیں اور ہم کو سرافراز کرتے رہتے ہیں۔ میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدائے تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ توفیق اس حقیر کو حاصل ہوئی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم اس راستے کو، کہ جس کی ابھی ابتدا ہے اور الحمد للہ کہ اکثر رکاوٹیں برطرف ہو چکی ہیں، جاری رکھ سکیں گے۔[۳]

۱۔ صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۲۸۲۔

۲۔ صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۴۶۵۔

۳۔ صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۱۸۴۔

مجھے آپ سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیے

آپ سب حضرات بزرگ علماء میں شامل ہیں، لیکن آپ جو مسائل بیان کر رہے ہیں تو مجھے آپ سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیے اور ایسا نہیں ہے کہ میں آپ کی راہنمائی کروں۔[۱]

جناب چیف جسٹس نے مبالغے سے کام لیا ہے

میں ہمیشہ ملت کے تمام طبقات خصوصاً خدمت کرنے والوں اور خدمت میں مصروف افراد کیلئے دعا گو ہوں۔ البتہ جناب چیف جسٹس نے مبالغے سے کام لیا ہے جو کچھ بھی ہے، اسلام کی بدولت ہے اور حضرت بقیۃ اللہ (ع) کے وجود مبارک کی برکات ہیں، ہم سب ہیچ ہیں۔[1]

میں اس مبالغے کو قبول نہیں کرتا

میں صرف ایک نکتے کو بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ میرے بارے میں جو مبالغہ آرائی سے کام لیا جاتا ہے، میں اسے قبول نہیں کرتا۔ میں آپ سب میں سے ایک خادم ہوں اور قیادت وغیرہ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۲۹۱؛

امام خمینیؒ کا اشارہ اس تعریف کی جانب ہے جو آپ کی تقریر سے قبل اس وقت کے چیف جسٹس آیت اللہ موسوی اردبیلی نے کی تھی۔

مسئلہ تحریک اور صف واحد کا ہے۔ سب ایک ساتھ رہیں۔ انہوں نے خوب بیان کیا ہے، لیکن میرے بارے میں قدرے افراط سے کام لیا ہے، خصوصاً اگر کسی کی موجودگی میں اس کی اس طرح تعریف کی جائے تو ممکن ہے کہ وہ باور کرلے، غفلت کا شکار ہو جائے اور پھر المیہ رونما ہو جائے۔۔۔

ہم سب کو اپنے آپ کو بندہ سمجھنا چاہیے اور سب کچھ خدا کی جانب سے جاننا چاہیے۔[1]

میں تکبر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں

مجھے اس بات کا خوف ہے کہ جناب حجازی نے میرے بارے میں جو مطالب بیان فرمائے ہیں کہیں میں انہیں باور ہی نہ کرلوں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ان اور ان جیسے دیگر افراد کے بیانات سے کہیں میں غرور اور انحطاط کا شکار نہ ہو جاؤں میں تکبر سے خدائے تبارک وتعالی کی پناہ مانگتا ہوں۔ اگر میں دوسرے افراد کی نسبت اپنے لیے کسی مرتبے کا قائل ہو جاؤں تو یہ ایک فکری اور روحی انحطاط وپستی ہے۔ اگرچہ میں جناب حجازی کی قدردانی کرتا ہوں کہ وہ ایک توانا اور فرض شناس خطیب ہیں، لیکن مجھے ان سے شکایت ہے کہ انہوں نے میری موجودگی میں ایسی باتوں کو بیان کیا ہے کہ ممکن ہے میں ان کو باور کرلوں۔[2]

ہم اپنے نفس کے چنگل میں،

جس حد تک جکڑے ہوئے ہیں وہی کافی ہے

پہلے میں جناب مشکینی سے گلہ کرتا ہوں۔ ہم اپنے نفس کے چنگل میں جس حد تک جکڑے ہوئے ہیں وہی کافی ہے، اب مزید ایسے مسائل بیان نہ کریں کہ ہمارے نفسوں میں ان کا ڈھیر لگ جائے اور وہ ہمیں پیچھے کی جانب دھکیل دیں۔ آپ دعا کیجئے کہ ہم انسان بن جائیں۔ دعا کیجئے کہ ہم حتیٰ انہی ظواہر اسلام پر عمل کرسکیں۔ ہماری رسائی بواطن تک تو نہیں ہے، کم از کم انہی ظواہر پر ہی عمل کرلیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۲۸۱۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۴۳؛

جناب فخرالدین حجازی نے امام خمینیؒ سے پارلیمنٹ کے اراکین کی پہلی ملاقات کے موقع پر حاضرین کی نمائندگی کرتے ہوئے امام خمینیؒ کی تعریف میں تقریر کی تھی۔

3. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۳۹۴؛

مجھے اپنی زیارت کا شرف بخشا ہے

پہلے میں جناب مشکینی کے حسن ظن کی وجہ سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ خداوندان کے حسن ظن کے مطابق میرے ساتھ سلوک کرے گا اور ہم سب کو اسلام کی خدمت کی توفیق دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی زیارت کا شرف بخشا ہے۔[1]

میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا

میرے پاس کہنے کیلئے کوئی نئی بات نہیں ہے اور اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام صادق (ع) کے بارے میں کچھ بیان کروں، کیونکہ میں اس مقام پر نہیں ہوں کہ ان مسائل کے بارے میں بات کر سکوں۔ میں آپ حضرات سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صادق (ع) کے معرف ولی اللہ اعظم (ع)، حق تعالیٰ کا مکمل جلوہ ہیں۔[2]

مجلس خبرگان (ماہرین کی کونسل) کے اراکین نے امامؒ سے ملاقات کے دوران آیت اللہ مشکینی نے امام خمینیؒ کی تقریر سے قبل آپ کی تعریف کی۔ امام خمینیؒ کا اشارہ اسی تعریف کی جانب ہے۔

ہم نے ان کے حکم کی تعمیل کی

مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ ہم مدرسہ علوی میں گئے کہنا چاہیے کہ ہم نے اس پر قبضہ ہی جما لیا یا یہ کہ ہم وہاں علماء کے مہمان تھے اور جب چھٹیوں کے بعد مدرسہ کھلا تو میں نے کہا میرے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے کہہ دیا جائے کہ وہ یہاں سے چلے جائیں اور میں بھی کہیں چلا جاتا ہوں۔ بعد میں چند افراد نے مجھ سے آکر کہا کہ مدرسے کے منتظمین کا کہنا ہے کہ اگر آپ کا یہاں سے جانا طویل مدت کیلئے نہیں ہے تو آپ کسی اور جگہ نہ جائیں، بلکہ قم تشریف لے جائیں اور یہ ہمارے لیے بہت بڑی پشت پناہی ہو گی۔ ہم نے ان کے حکم کی تعمیل کی] اور میں نے ان سے کہا کہ [میں تین چار پانچ دنوں تک آپ لوگوں کی زحمت ختم کر دوں گا۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۳۱۷۔
2. صحیفہ امام، ج۲۰، ص۴۰۸۔
3. صحیفہ امام، ج۶، ص۲۰۴۔

میں ملت سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری معذرت قبول کرے گی

میں ملت سے امید رکھتا ہوں کہ وہ کوتاہیوں، غیر ارادی غلطیوں اور حقیقی خطاؤں کے سلسلے میں میری معذرت قبول کرلے گی اور طاقت و قوت ارادی کے ساتھ آگے بڑھتی جائے گی اور ملت کو جان لینا چاہیے کہ ایک خادم کے چلے جانے سے ملت کے آہنی بند میں کوئی خلل نہیں پڑے گا۔[1]

د: سادہ زندگی

میں وہی ہوں جس کا گھر آپ لوگوں نے دیکھا ہے

شاہ نے کہا ہے کہ "اس [خمینی] کو مجھ سے ذاتی عداوت ہے اور وہ مجھ سے ذاتی انتقام لے رہا ہے۔۔۔یعنی میں [شاہ] نے اس [خمینی] کو قید میں ڈالا، اسے جلاوطن کیا، اب وہ مجھ سے بدلہ لے رہا ہے۔۔۔" ان باتوں کا بغور جائزہ لینا چاہیے۔

جناب! میں کوئی وزیراعظم تو تھا نہیں، میری کوئی بارگاہ، کوئی دربار و آستانہ ہوتا۔ میں وہی ہوں کہ اب جب یہاں آیا ہوں، یہاں آپ نے میرا مکان دیکھا ہے، یہ ایک ایسا مکان ہے کہ جس میں آپ لوگوں کے بیٹھنے تک کی بھی گنجائش نہیں ہے اور مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں جب جیل میں گیا تو پہلے مجھے آفیسرز کلب میں لے جایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ بہت اچھی جگہ ہے، سب کچھ موجود ہے۔ انہوں نے ہمارے گھروں کو اچھی طرح نہیں دیکھا ہے۔ میں نے پولیس اہلکاروں سے کہا: "یہ جگہ تو ہمارے گھر سے اچھی ہے" (اور اچھی تھی بھی)۔ اس کے بعد ہمیں ایک اور جگہ لے جایا گیا، وہ جگہ ہمارے گھر کی طرح یا اس سے قدرے بہتر تھی اور جب ہم جیل سے باہر آئے، البتہ جیل بھی کوئی ایسی جیل نہیں تھی کہ وہاں ہم پر بری گزری ہو، کوئی ایسی سخت نہیں تھی کہ جس کی بنا پر اب مثلاً شاہ کے ساتھ ہمارے تعلقات خراب ہو گئے ہوں۔۔۔ جب ہم وہاں سے باہر آئے تو ایک بہت بڑے باغ میں آئے، ایک بہت عالیشان عمارت میں کہ حتی جس کو ہم نے شاید کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہو۔۔۔ اس کے بعد ہم اپنے گھر چلے گئے۔۔۔ ہمیں یہ عادت بھی نہیں پڑی تھی کہ باہر نکل کر سیر ہی کر لیں۔[2]

میں نے کہا کہ یہ جگہ موزوں نہیں ہے

پیرس میں ایک جگہ تھی میں نے کہا کہ ہمارے لیے یہ موزوں نہیں ہے، پھر ہم اس کے قریب واقع ایک دیہات میں چلے گئے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۴۵۰۔

2. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۳۔

3. صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۱۹۷؛

نوفل لوشاتو میں امام خمینیؒ کی رہائش سے قبل، آپ کی رہائش کی خاطر ایک گھر کو کرائے پر لیا گیا۔ امام خمینیؒ نے اس میں رہائش اختیار کرنے سے پہلے اس جگہ کو دیکھا تو اسے پسند نہ کیا۔

یہ ہے صحت افزا مقام پر واقع، ہمارا محل

اب بھی یہ پروپیگنڈہ مسلسل جاری ہے، تشہیراتی مہم متواتر جاری ہے کہ فلاں شخص [امام خمینیؒ مراد ہیں] صحت افزا مقام میں واقع محل میں رہائش پذیر ہے اوراس محل میں جوان اس کے پاس جاتے ہیں یہ ہے صحت افزا مقام پر واقع ہمارا محل جسے آپ ملاحظہ کررہے ہیں۔ ہمارے پاس ایک ایسا کمرہ تک نہیں ہے کہ جس میں آپ حضرات بیٹھ سکیں اور آپ کو کھڑا رہنا پڑ رہا ہے۔[1]

اس چھوٹے گھر میں گنجائش نہیں ہے

اے پیارے جوانو! میں تم پر درود بھیجتا ہوں کہ تم طویل مسافت طے کرکے اور طاقت کے مرکز سے اس چھوٹے سے گھر میں آئے ہو کہ جس میں تمہارے تمام ساتھیوں کے بیٹھنے کی گنجائش بھی نہیں ہے۔[2]

ہمارا گھر چھوٹا ہے

میں اس بات کی معذرت چاہتا ہوں کہ ہمارا گھر چھوٹا ہے اور آپ حضرات کی تعداد زیادہ ہے اور اس گھر میں آپ سب کیلئے گنجائش نہیں ہے۔اب یہی ہے، اسی طرح گزارا کیجئے۔[3]

(ع) اسلامی جمہوریہ ایران کی عدلیہ

سپریم کورٹ آف ایران

نام: روح اللہ، فیملی نام: مصطفوی، المعروف: خمینی

شناختی کارڈ نمبر: ۲۷۴۴، جاری شدہ: خمین، پیشہ: عالم دین

ا۔ غیر منقولہ جائیداد (تمام خصوصیات کے ذکر کے ساتھ)

الف۔ قم کے محلے باغ قلعہ جو کہ معروف ہے میں ایک مکان جو کہ بیرونی اور اندرونی حصوں پر مشتمل ہے۔

---

1. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۲۲۴۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۵۲۸۔
3. کوثر، ج ۱، ص ۵۸۶۔

ب۔ والد سے ارث میں ملنے والا زمین کا ایک ٹکڑا جو کہ جناب پسندیدہ [1] کے بقول معظم لہ، میرے اور ہمارے مرحوم بھائی ہندی کے ورثاء کے درمیان مشاع ہے اور میرے بھائی کے بقول اس کے ٹھیکے میں سے میرا حصہ سالانہ چار ہزار ریال ہے جو کہ ادا نہیں کیا جاتا ہے۔

۲۔ منقولہ جائیداد جو کہ کیش، بینک بیلنس، شیئرز اور دیگر غیر منقولہ اموال پر مشتمل ہے، قیمتوں کے تخمینے کے ساتھ درج ذیل ہے:

الف۔ مختصر رقم ہے جو کہ تہران میں نذورات اور ذاتی تحائف ہیں۔

ب۔ میرا گھر کا کوئی سامان نہیں ہے۔ قم اور تہران میں مختصر سا سامان ہے جو کہ میری بیوی کی ملکیت ہے۔ گھر میں دو عدد قالین ہیں جو مجھے یہ کہہ کر دئے گئے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس کو خمس میں شمار کر سکتا ہوں۔ یہ قالین میرے یا میرے ورثہ کی ملکیت نہیں ہیں، بلکہ انہیں غریب سادات کو دیا جائے۔ چند عدد کتابیں ہیں جو کہ معزول شاہ کے زمانے میں لوٹ مار سے بچ گئی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ ان کتابوں کی تعداد کتنی ہے۔ جب سے میں تہران میں ہوں، مصنّفین نے چند عدد کتابیں مجھے تحفے میں بھیجی ہیں اور مجھے ان کی قیمت کا اندازہ نہیں ہے۔ البتہ خاص قیمتی نہیں ہیں۔ اس وقت تہران میں جس گھر میں ہماری رہائش ہے اس کا سامان گھر کے مالکوں کی ملکیت ہے۔ احمد کو اس کی اطلاع ہے۔

ج۔ تمام رقوم جو کہ بینکوں یا گھر یا افراد کے پاس ہیں، ان کے بارے میں جناب پسندیدہ جانتے ہیں ۔ یہ تمام رقوم سوائے اس مختصر رقم کے جس کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، وجوہ شرعیہ ہیں۔ میری ملکیت نہیں ہیں اور میرے ورثاء کو ان پر کوئی حق حاصل نہیں ہے اور میں نے ان کے سلسلے میں وصیت کر دی ہے۔ [2]

۲۴؍۱۰؍۱۳۵۹ھ ش

۷ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ ق

روح اللہ الموسوی الخمینی

ہ: فرض کی ادائیگی

اپنے ضمیر کے سامنے شرمندگی نہ ہو

اہم بات یہ ہے کہ جس منطق سے بھی ممکن ہو انسانوں کو خدمت کرنی چاہیے اور فرض ادا کرنا چاہیے۔ تاکہ اسے اپنے ضمیر کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ مقاصد کا حاصل ہونا یا نہ ہونا مشیت الٰہی پر موقوف ہے اور اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔ [1]

---

1. امام خمینیؒ کے بھائی کا نام ہے۔

2. روزنامہ اطلاعات، ۲۴؍۳؍۶۸؛

یہ امام خمینیؒ کی جائیداد اور اموال کی تفصیل ہے جو آپ نے آئین کی شق نمبر ۱۴۲ پر عمل کرتے ہوئے متعلقہ فارم پر کر کے سپریم کورٹ کو پیش کی تھی۔

ہمیں حتمی نتیجے کا منتظر نہیں رہنا چاہیے

آپ نے صورتحال کے بارے میں شکایت کی ہے، مسلمہ امر یہ ہے کہ صورتحال ہر روز بدتر ہوتی جارہی ہے اور ہمیں اپنے حالات سے کوئی امید نہیں ہے سوائے غیبی توجہ کے، انشاءاللہ۔ لیکن ہمیں فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں حتمی نتیجے کا منتظر نہیں رہنا چاہیے۔ اگر حق تعالٰی کی مقدس بارگاہ میں ہم اپنے فرض پر عمل کرنے والے سمجھے جائیں تو یہی نتیجہ ہے۔[2]

میرا کہنا یہ ہے

میرا کہنا یہ ہے کہ اس قدر خورد برد نہ ہو۔ حکومت میں بنیادی تبدیلی ہونی چاہیے۔ جب تک ہم میں دم ہے، ہم یہ کہتے رہیں گے اور جب دم نکل جائے گا تو پھر خداوند تبارک وتعالٰی کی بارگاہ میں، ہم قصوروار نہیں ہوں گے۔[3]

اگر ہماری دسترس میں ہوا تو ہم بندوق اٹھالیں گے

ہماری ذمہ داری ہے کہ ان [یعنی شاہی حکومت] کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اگر ہماری دسترس میں ہوا تو ہم بندوق اٹھالیں گے اور مقابلہ کریں گے۔ جب بھی ضرورت پڑی ہم خود اپنے کندھوں پر بندوقیں اٹھالیں گے اور ان کا مقابلہ کریں گے۔[4]

میں کبھی خاموش نہیں رہا

سوال: اگر آپ کیلئے ممکن ہو تو گزشتہ پندرہ سالوں کے دوران کہ جب سے آپ جلاوطن ہیں، اپنی تحریک کی تاریخ کے حوالے سے وضاحت کیجئے؟ آپ نے کس طرح ایسی موثر تحریک کو آرگنائز کیا؟ اس تحریک کو منظم کرنے والے کون افراد تھے اور کس طرح کے تعلقات اور مختلف ضمانتیں تھیں اور ہیں کہ جو دنیا والوں کیلئے ناقابل یقین ہیں؟

---

1. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۱۷۱۔

2. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۲۲۴۔
3. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۶۹۔
4. کوثر، ج ۲، ص ۳۲۹۔

امام خمینی: تحریک اور اس کے مقدمات طویل ہیں، لیکن میں مختصر طور پر کہہ سکتا ہوں کہ شاہ نے اپنی حکومت کی ابتدا سے ہی بے شمار مظالم ڈھائے ہیں اور ایسے مواقع بھی آئے تھے کہ جب لوگ اس کو ملک سے نکال باہر کرنے کی طاقت حاصل کر چکے تھے لیکن افسوس کہ انہوں نے کوتاہی کی۔ حالیہ پندرہ سالوں کی تحریک کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ شاہ نے ملت کے مفادات کے منافی اقدامات کئے۔ شروع میں علمائے اسلام نے مخالفت کی اور یہ مخالفت رات کے وقت میری گرفتاری پر منتج ہوئی۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے ۱۵ خرداد ۴۲ (۵ جون ۱۹۶۳ئ) کے دن پندرہ ہزار افراد کو قتل کیا گیا۔ تقریباً ایک سال تک میں جیل میں رہا۔ آزادی کے بعد میں نے اپنی تحریک جاری رکھی اور شاہ کی بداعمالیوں اور مظالم کا پردہ چاک کیا یہاں تک کہ شاہ کی ایک بہت بڑی خیانت یعنی کیپچولیشن کا مسئلہ پیش آیا اور شاہ نے امریکی مشیروں کو سزا سے مستثنیٰ قرار دیا جس کے بعد مجھے رات کے وقت گرفتار کرکے ترکی جلاوطن کر دیا گیا۔ ایک سال تک ہم ترکی میں رہے۔ اس کے بعد ہمیں عراق کی تحویل میں دے دیا گیا اور تقریباً چودہ سال تک ہم عراق میں رہے۔ اس سارے عرصے میں، میں نے مختلف مواقع پر اعلامیوں اور تقریروں کے ذریعے شاہ کے مظالم کو فاش کیا اور ہر المیے کو بیان کیا۔ میں کبھی خاموش نہیں رہا۔[1]

میرے لیے نجف میں رہنا ضروری نہیں

ایک مرتبہ بغداد سے پولیس چیف آیا۔ وہ ایک نرم خو انسان تھا۔ باتوں میں بھی وہ تکلّفات سے کام لے رہا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ جو چاہتے ہیں، انجام دیجئے۔ آپ کو اجازت ہے۔ آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں، اس سے آپ کو روکا نہیں جائے گا۔ وہ چلا گیا۔ چند دنوں کے بعد ایک دوسرا شخص آیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ شخص پہلے والے سے بڑا افسر تھا۔ اس نے باضابطہ طور پر مجھے کہا کہ چونکہ ہمارے ایرانی حکومت کے ساتھ معاہدے ہیں، اس لیے ہم یہاں آپ کی سرگرمیوں کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں اور شاید آج، اس دن، اس نے اسی قدر کہا۔ اگلے دن پھر آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو نہ تو کچھ لکھنے کا حق حاصل ہے نہ منبر پر تقریر کرنے کا اور نہ ہی کیسٹ ریکارڈ کرکے بھیجنے کا کیونکہ یہ ہمارے معاہدے کے منافی ہے! میں نے اس سے کہا کہ یہ میری ایک شرعی ذمہ داری ہے۔ میں اعلامئے بھی لکھوں گا، ضرورت کے وقت منبر پر تقریر بھی کروں گا اور کیسٹ بھی ریکارڈ کرکے ایران بھیجوں گا، یہ میری شرعی ذمہ داری ہے۔ تمہاری بھی جو ڈیوٹی ہے، تم اسے انجام دو۔ اس کے بعد اس نے کچھ باتیں کیں۔ آخر کار میں نے کہا کہ ''مجھے کسی خاص جگہ رہنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، میں جہاں بھی خدمت کر سکا وہیں چلا جاؤں گا۔ میرے لیے نجف میں رہنا ضروری نہیں'' کہنے لگا کہ آپ جہاں بھی جائیں گے، آپ کو انہی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا؛ یعنی روک تھام کی جائے گی۔ میں نے کہا: ''میں، حالانکہ اس وقت یہ بات میرے ذہن میں نہیں تھی، دوسرے ملک چلا جاؤں گا۔ میں پیرس چلا جاؤں گا جو کہ ایران سے وابستہ ملک نہیں ہے اور ایران کی نوآبادی نہیں ہے''۔ وہ افسر پریشان ہو گیا لیکن اس نے کوئی بات نہیں کی۔[2]

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۱۸۳۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۹۴۔

ہمارے بھی اسلام اور ملت کے ساتھ معاہدے ہیں

ان [عراقی حکومت] کی خفیہ ایجنسی کا سر براہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ ایرانی قوم کو مسلح نہ کریں، آپ فعالیت نہ کریں ۔ ہمارے ایرانی حکومت کے ساتھ معاہدے ہیں۔ میں نے کہا: ''تمہارے معاہدے ایرانی حکومت کے ساتھ ہیں لیکن میرا اس سے کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ ہمارے معاہدے اسلام اور اپنی ملت کے ساتھ ہیں۔ ہم اپنا کام جاری رکھیں گے۔ تم بھی جو کرنا چاہتے ہو کرو''۔ اس نے کہا کہ آپ مسلسل اعلامئے جاری کرتے ہیں، ہر روز ایک کیسٹ ریکارڈ کر کے بھیجتے ہیں۔ آپ اس میں کمی لائیں۔ میں نے کہا: ''نہیں! میں اعلامئے بھی جاری کروں گا، کیسٹ بھی ریکارڈ کر کے بھیجوں گا اور منبر پر تقریریں بھی کروں گا۔ یہ ایسے امور ہیں جن سے میں دستبر دار نہیں ہو سکتا ہوں۔[1]

میرے لئے کوئی خاص جگہ اہم نہیں تھی

سوال: عراقی حکومت نے آپ کو عراق سے کیوں نکالا؟

امام خمینی: ایران کے دباؤ میں آکر، عراق میری سیاسی والٰہی ذمہ داریوں کی روک تھام کرنا چاہتا تھا اور میرے لیے چونکہ کوئی خاص جگہ اہم نہیں تھی، میں اپنے ملک کی خدمت کرنا چاہتا تھا، اس لیے مجھے عراق چھوڑنا پڑا۔[2]

تشویش کا سبب نہیں ہے

میری ترکی اور پھر وہاں سے عراقی جلا وطنی تشویش کا سبب نہیں ہے کیونکہ یہ جلا وطنی فرض کی ادائیگی، اسلامی احکام اور مسلمانوں کے مفادات کے دفاع، اسلامی ممالک میں اغیار کے اثر ورسوخ کی روک تھام اور ظلم وستم کے خاتمے کیلئے عمل میں آئی ہے۔[3]

میں ایک لمحے کیلئے بھی خاموش نہیں رہا

سوال: آپ نے اپنی عمر کے وہ سال جو ایران سے دور رہ کر گزارے، وہ کیسے گزارے ہیں؟

امام خمینی: کچھ عرصے تک میں ترکی میں جلا وطن رہا، تقریباً ایک سال تک، اس کے بعد مجھے نجف جلا وطن کیا گیا اور چودہ سال تک میں عراق میں رہا اور اب یہاں ہوں۔ میں اس سارے عرصے میں، مذہبی مسائل کی تدریس کے علاوہ لوگوں کو پیغامات اور تقریروں کے ذریعے شاہ کے مظالم سے آگاہ کرتا رہا۔ میں اس عرصے میں، ایک لمحے کیلئے بھی خاموش نہیں رہا۔

---

1. صحیفہ امام، ج ۳، ص ۵۰۲۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۸۰۔
3. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۶۲۔

سوال: آپ کی روزمرہ زندگی کا معمول کیا ہے؟

امام خمینی: میں سولہ گھنٹوں سے زیادہ مدت تک کام کرتا ہوں۔ یہاں (پیرس میں) میرے کام کی نوعیت، نجف کی نسبت مختلف ہے۔ انٹرویوز، مذاکرات، بعض اوقات تقریر، بعض افراد کی تیار کردہ رپورٹوں کا مطالعہ، موصولہ خطوط اور ٹیلی گرافوں کا جائزہ اور بعض اوقات ان کا جواب دینا، یہ میرے تقریباً روزانہ کے کام ہیں۔[1]

میرے لیے کسی خاص جگہ کی کوئی اہمیت نہیں

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی جلاوطنی کے ایام ختم ہونے کو ہیں؟

امام خمینی: میرے لیے کسی خاص جگہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ میرا مقصد، سامراج اور استبداد کی قید سے عوام کی نجات کیلئے جدوجہد کرنا ہے۔ چاہے میں ایران میں رہوں یا ایران سے باہر۔[2]

میں نے اسے اپنا شرعی فرض سمجھا

سوال: آپ عراق چھوڑنے پر کیوں مجبور ہوئے؟ آپ نے اپنی جلاوطنی کے مزید ایام گزارنے کیلئے پیرس کا انتخاب کیوں کیا حالانکہ آپ کو ایران واپس لوٹنے کی تجویز بھی پیش کی جاچکی ہے؟ کیا آپ کو پیرس پسند ہے؟

امام خمینی: عراق نے شاہ کے دباؤ میں آکر، مجھ پر دباؤ ڈالا اور میں نے یہ اپنا شرعی اور الٰہی فرض سمجھا کہ اپنی جدوجہد کی خاطر مجبوراً اس ملک کو چھوڑ دوں۔ فرانس میں بھی عارضی طور پر ہوں اور کسی۔

خاص جگہ رہنا، اہم نہیں ہے۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۲۱۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ۱۶۵۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۱۳۰۔

جب بھی پابندی محسوس کی

سوال: عراق کے ساتھ مسئلے کی حقیقت کیا تھی کہ آپ نے اس جگہ کو چھوڑ دیا؟ آپ نے فرانس کا انتخاب کیوں کیا؟ فرانسیسی صدر کے ۲۱ نومبر کے اس انتباہ کے بعد، کہ فرانس ایک ایسی سرزمین نہیں بن سکتی ہے کہ جہاں سے لوگوں کو تشدد کی دعوت دی جائے، آپ کا موقف کیا ہے؟ اور اگر فرانسیسی حکومت آپ کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے تو آپ کی اگلی منزل کونسی ہو گی؟

امام خمینی: حکومت عراق، شاہ کے دباؤ کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے سلسلے میں میری سرگرمیوں کو برداشت نہ کر سکی، اس لیے مجبوراً میں نے اس ملک کو چھوڑ دیا اور کویت چلا گیا۔ میرے پاس کویت کا ویزا تھا لیکن اس کے باوجود کویت میں میرے داخلے کی راہ میں رکاوٹ ڈالی گئی! مجبوراً میں فرانس چلا آیا تا کہ کسی اسلامی ملک میں رہنے کے بارے میں فیصلہ کروں اور میں نے فرانس میں اپنی عارضی رہائش کے دوران اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں جب بھی پابندی محسوس کی تو فرانس کی سرزمین سے چلا جاؤں گا اور کسی خاص جگہ رہنے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ خدا تعالی کی زمین وسیع ہے۔[1]

جہاں بھی جدوجہد بہتر انداز میں ہو سکتی ہو وہیں چلا جاؤں گا

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ دوبارہ کبھی ایران جا سکیں گے؟

امام خمینی: میں جب بھی مناسب سمجھوں گا، ایران واپس لوٹ جاؤں گا۔ میرے لیے کسی خاص جگہ کی اہمیت نہیں ہے بلکہ ظلم کے خلاف جدوجہد کو اہمیت حاصل ہے۔ جہاں بھی یہ جدوجہد اچھے انداز سے کی جا سکتی ہو، میں وہیں چلا جاؤں گا۔[2]

خدا کی زمین وسیع ہے

سوال: اگر فرانس نے آپ کے یہاں ٹھہرنے کے ویزے میں توسیع نہ کی تو آپ کیا کریں گے؟

امام خمینی: خدا کی زمین وسیع ہے۔[۲]

فوراً ایران چلا جاؤں گا

سوال: آپ کے خیال میں ایران کی قیادت کس کو کرنی چاہیے؟ آپ کن شرائط کے تحت موجودہ حکومت کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر تیار ہیں اور کس شرط پر آپ ایران واپس جانے کیلئے تیار ہیں؟

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۳۱۸۔
2. صحیفہ امام، ج۵، ص۳۰۱۔

امام خمینی: ایران کی قیادت ان افراد کو کرنی چاہیے کہ جو ماہر ہوں، امین ہوں، جن کو سو فیصد ملت کا اعتماد حاصل ہو جن کا انتخاب ملت کے ووٹوں کے ذریعے ہوا ہو اور اس قیادت کی اہلیت اسلامی قوانین کے تحت ملت پر ثابت ہو چکی ہو اور جہاں تک حکومت کے ساتھ سمجھوتے کا تعلق ہے تو یہ اسلام اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت ہے اور سمجھوتہ کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے اور جہاں تک ایران واپس لوٹنے کا سوال ہے تو جب بھی میں یہ محسوس کروں گا کہ میں ایران میں رہ کر اپنی ملت کی زیادہ خدمت کر سکتا ہوں فوراً وہاں چلا جاؤں گا۔[1]

میں جہاں بھی خدمت کر سکوں وہی جگہ میرے لیے اچھی ہے

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جس دن آپ یہاں سے جائیں گے تو آپ کو افسوس ہو گا؟

امام خمینی: میرے لیے جگہ کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں جہاں بھی انسانیت کی خدمت کر سکوں اپنی ملت کی خدمت کر سکوں وہی جگہ میرے لیے اچھی ہے۔ جب تک یہاں رہ کر خدمت کر سکوں اس وقت تک یہاں رہنا پسند کروں گا اور جب یہاں رہ کر خدمت نہ کر سکا تو مجھے اس جگہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہو گی۔ مجھے اس جگہ سے دلچسپی ہے جہاں خدمت کرنا میرے لیے ممکن ہو۔[2]

میں اپنے فرائض انجام دیتا رہوں گا

سوال: فرانسیسی صدر ''ژیسکارڈ سٹن'' نے ایک بار کہا کہ ایران میں احتجاج اور ہڑتالوں کے بارے میں آپ کے احکام فرانس میں آپ کی رہائش کے دائرے سے باہر جا رہے ہیں تو کیا آپ نے کو فرانسیسی حکومت کی جانب سے کوئی ایسا انتباہ دیا گیا ہے کہ اعلامئے جاری کرنے بند کر دیجئے؟ کیا آپ کو انتباہ دیا گیا ہے یا نہیں؟ کیا آپ خود اس کا (یعنی اپنے بیانات میں اعتدال پیدا کرنے) کا ارادہ رکھتے ہیں؟

امام خمینی: میں خدا تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے سلسلے میں اپنے فرائض انجام دیتا رہوں گا اور جہاں بھی پابندی محسوس کروں گا اس جگہ سے چلا جاؤں گا۔[3]

میں اس کام سے دستبردار نہیں ہوں گا

سوال: فرانس اور امریکہ کی حکومتوں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ ایران کے امور کے بارے

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۲۲۔

2. صحیفہ امام، ج۵، ص ۵۰۰۔

3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۷۸۔

میں بات نہ کیجئے اور انہوں نے آپ پر ایران میں تشدد کی دعوت دینے کا الزام لگایا ہے۔ اور یہ دعوت جاری رکھنے کی صورت میں آپ کو اپنے ملک سے نکالنے کی دھمکی دی ہے۔ آپ ان دھمکیوں کے حوالے سے کیا کہتے ہیں؟

امام خمینی: امریکہ کو انتباہ دینے اور ایران اور فرانس کے امور میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں آخری دم تک شاہ کی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف جدوجہد کو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور ایک لمحے کیلئے بھی اس کام سے دستبردار نہیں ہوں گا۔[1]

میرا واحد اصول فرائض کی ادائیگی ہے

سوال: کس اصول کے تحت آیت اللہ پیرس میں زندگی گزار رہے ہیں؟ کیا آپ پیرس میں مستقل رہائش کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہو تو پھر کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

امام خمینی: فرانس میں میری رہائش عارضی ہے۔ میں جہاں بھی ٹھہروں، میرے ٹھہرنے کا واحد اصول اپنے فرائض کی ادائیگی کا ممکن ہونا ہے۔[2]

ہم اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل کر رہے ہیں

میں پیرس میں تھا وہاں بعض خیر اندیشوں نے کہا کہ یہ کام ناممکن ہے، جب ناممکن ہے تو پھر کیا کرنا چاہیے، کسی حد تک اپنے موقف سے پسپائی اختیار کرنی چاہیے۔ میں نے کہا کہ ہماری شرعی ذمہ داری ہے، ہم اس پر عمل کر رہے ہیں اور یہ ہمارا فرض نہیں ہے کہ یقینی کامیابی حاصل کریں کیونکہ اس کو نہ تو ہم جانتے ہیں اور نہ ہی اس وقت ہم اس کی طاقت رکھتے ہیں لیکن ہماری ذمہ داری ہے اور ہم اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل کر رہے ہیں ۔ یہ میری تشخیص ہے کہ ہمیں اس طرح کام کرنا چاہیے۔ اگر ہم کامیاب ہوگئے تو ہمارا شرعی فرض بھی ادا ہو جائے گا اور اپنا مقصد بھی حاصل ہو جائے گا اور اگر کامیاب نہ ہوئے، ہمارا شرعی فرض تو ادا ہو جائے گا۔ [اگر] کامیاب نہ ہوئے [تو کوئی حرج نہیں] حضرت امیرؑ بھی نہ کر سکے تھے۔ آپؑ نے بھی فرض پر عمل کیا تھا۔ آپؑ کے مقابلے میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپؑ کے اصحاب نے آپؑ کی مخالفت کی اور آپؑ نہ کر سکے۔ یہ اہم نہیں ہے، ہم اپنی طاقت کے مطابق ہی کام کر سکتے ہیں۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۲۸۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۱۴۱۔
3. صحیفہ امام، ج ۸، ص ۱۰۔

جس جگہ بہتر خدمت کر سکوں

سوال: فرانس پریس کے نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے کہا ہے کہ شاہ کی حکومت کے بعد ایک انقلابی حکومت تشکیل پانی چاہیے اور یہ کہ آپ شاہ کی حکومت گرنے سے قبل ایران واپس نہیں جائیں گے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ سنجابی جیسے سمجھوتہ کر لینے والے افراد اور شاہ کے درمیان مذاکرات نیز شاہ پر امریکی دباؤ کے نتیجے میں شاہ، ایران چھوڑ کر چلا جائے گا اور عبوری حکومت سمجھوتہ کر لینے والے افراد پر مشتمل ہو گی۔ تو کیا ایسی صورت میں آپ اس عبوری حکومت کو تسلیم کر لیں گے اور ایران واپس لوٹ جائیں گے ؟

امام خمینی: ہمارے مطالبات میں جو چیز سر فہرست ہے اور پوری قوم جو چاہتی ہے وہ شاہ کی بر طرفی ہے لیکن شاہ کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم ہر اس حکومت کو جو عوام کی جانب سے نہ ہو اور سپر طاقت کے سہارے قائم ہو وہ سپر طاقت جو شاہ کو بر سر اقتدار لائی تھی اور جس نے شاہ کا تحفظ کیا تھا، سختی کے ساتھ مسترد کرتے ہیں اور اس کے بارے میں ہمارا سلوک وہی ہو گا جو ہم نے شاہ کے ساتھ کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ میرا ایران واپس لوٹنا یا ایران سے باہر رہنا اس بات پر موقوف ہے کہ میں کہاں اپنی ملت کی زیادہ خدمت کر سکتا ہوں۔[1]

چاہے جو بھی ہو، ہم ضرور جائیں گے

میں خدائے تبارک و تعالی سے آپ سب کی سلامتی کیلئے دعا گو ہوں اور میں اس بات کی معذرت چاہتا ہوں کہ اس عرصے میں آپ کو زحمت اٹھانا پڑی۔ خدا تعالی آپ کی حفاظت کرے اور آپ کو صحیح و سالم رکھے۔ اب ہم اس ملک کو جا رہے ہیں تاکہ دیکھیں کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے، چاہے جو بھی ہو ہم ضرور جائیں گے۔ اب چاہے راستے سے ہی واپس پلٹنا پڑے اور دوبارہ آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوں یا چلے جائیں اور [طیارے سے] اتر جائیں اور چاہے کچھ بھی ہو۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: "ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں، ہمیں آپ کی خدمت کرنے پر فخر ہو گا"۔

امام خمینی: خدا تعالی آپ سب کی حفاظت فرمائے اور مجھے آپ حضرات کو یہ بھی کہنا ہے، البتہ میں نے جناب (ابراہیم) یزدی اور بعض دیگر حضرات سے کہہ دیا ہے، کہ میں نے اپنی بیعت آپ حضرات سے اٹھالی ہے۔ میں عرض کروں کہ جس طرح انہوں نے پلان بنایا ہے، ممکن ہے اس سفر میں خطرہ ہو اور میں نہیں چاہتا کہ میری خاطر آپ لوگ خطرے میں پڑیں۔ میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں، جبکہ آپ لوگ ابھی جوان ہیں۔

حاضرین میں سے ایک شخص: "میں نے خواتین سے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ خواتین طیارے میں ساتھ نہ چلیں۔ وہ ملول ہو گئی ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں ان کی جانب سے آپ سے یہ کہوں کہ کیا امام حسین (ع)، حضرت زینب☆ اور اپنی دیگر بہنوں کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے ؟"۔

امام خمینی: امام حسین (ع) تو امام حسینؑ تھے۔ ہماری صورتحال مختلف ہے۔ نہیں ! میں چاہتا ہوں کہ خواتین ہمارے ساتھ نہ ہوں اور اسی طرح مرد حضرات بھی، یہ کہ گمان کرتا ہوں کہ اگر ایسا ہو گیا کہ میں الگ چلا جاؤں اور بعد میں حضرات۔۔۔ خداوند آپ لوگوں کی عمر طولانی کرے، خدا

1. کوثر، ج ۲، ص ۳۲۲۔

آپ کو کامیاب کرے، انشاءاللہ۔ بہر حال یہ میرے لیے ناگوار ہے کہ یہ دیکھوں میرا کوئی ایک بھائی میری خاطر مشکل میں پھنسا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ سب کی حفاظت کرے اور سب کو کامیاب و کامران کرے، انشاءاللہ۔ [1]

ہم ملت کے تابع ہیں

بعد میں مسٹر کارٹر نے کرم فرمایا اور ہمارے ساتھ بات کرنے کیلئے دو آدمیوں کو بھیجا۔ ہم تمہارے ساتھ کیا بات کریں؟ تم سے کون بات کرے؟ ہم اپنے بچوں سے محروم ہو جانے والی خواتین، اپنے جوان بیٹے کھونے والے باپوں، اس عرصے میں امریکہ کے ہاتھوں نقصان اٹھانے والے لوگوں اور اس قدر زیادہ نقصان اٹھانے والے ممالک کو کیا جواب دیں؟ امریکہ کے حکم اور امریکی سازش کے تحت تباہ ہونے والی بہت زیادہ مملکتوں کا جواب ہم کیا دیں؟ ہم کس سے مذاکرات کریں؟ میں نے مسترد کر دیا۔ نہ تو ہمیں ایسا حق حاصل ہے اور نہ دوسروں کو ایسا حق حاصل ہے۔ ہم ملت کے تابع ہیں۔ ہم ملت کے خادم ہیں۔ ہمیں ملت کے راستے پر چلنا چاہیے۔ [2]

میں ایک لمحے کیلئے بھی اپنا موقف تبدیل نہیں کروں گا

سوال: فرانسیسی وزارت خارجہ کے نمائندے مسٹر شائٹز سے چند روز قبل ملاقات کے بعد، کیا حالات کے سلسلے میں آپ کے اعلامیوں میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے؟

امام خمینی: نہیں! میں ایک لمحے کیلئے بھی اپنا موقف تبدیل نہیں کروں گا۔ یہ ایک الٰہی ذمہ داری ہے اور خاموشی کی صورت میں ہمیں خدا کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا۔ [3]

میری ایک الٰہی ذمہ داری ہے

ان میں سے۔۔۔ کہ جو سمجھوتہ کرنا اور موقف میں نرمی پیدا کرنا چاہتے تھے، جو بھی میرے پاس آیا، میں نے اس سے کہا کہ یہ ایک خدائی ذمہ داری ہے۔ سمجھوتہ کرنا میری ذمہ داری نہیں ہے۔ سہل راستہ اختیار کرنا، میرے اختیار میں نہیں ہے۔ میری ایک الٰہی ذمہ داری ہے اور میں اس الٰہی ذمہ داری کے مطابق عمل کروں گا۔ قتل ہو جاؤں تو اس صورت میں بھی میرا فرض ادا ہوگا اور اگر کامیاب ہو گیا تب بھی فرض پر عمل ہوگا۔ [4]

---

1. کوثر، ج ۲، ص ۶۲۲۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۱۲۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۱۷۷۔
4. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۱۹۰۔

فرض کی ادائیگی پیش نظر ہے

۔۔۔اس وقت میں یہاں خدمت جاری رکھوں گا۔اسلامی تحریک اور مسلمانوں کی خدمت میں کسی خاص جگہ یا جگہ کی تکلیف کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے، بلکہ فرض کی ادائیگی اور ضمیر کی آواز پیش نظر ہے۔ میں جو بھی کر لوں اور مجھ پر جو بھی گزر جائے پھر بھی میں آپ لوگوں کے سامنے شرمندہ ہوں کہ آپ نے آزادی اور اسلام کی راہ میں اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے۔اس تکلیف دہ جگہ میں مجھے صرف اس بات کی مسرت ہوتی ہے کہ میں آپ لوگوں کی خدمت کر رہا ہوں۔ میں ایران بھر کے باعث افتخار گھرانوں کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔[1]

ہم نے کامیابی کی شرط پر تحریک نہیں چلائی ہے

متعدد افراد جو ہم میں سے ہی تھے، ملت ایران ہی کے سیاسی اور مفکر افراد، کہا کرتے تھے کہ ''یہ ایک انہونی بات ہے اور خالی ہاتھوں ایک ایسی طاقت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے سوائے اس کے کہ ہم شہید پیش کریں اور کوئی اثر نہ ہو گا، کوئی نتیجہ حاصل نہ ہو گا''۔

یہ لوگ خیر خواہی کے پیش نظر یہ کہتے تھے۔ لیکن ان میں سے بعض نے جو مجھ سے ایسی باتیں کیں تو میں نے ان سے کہا کہ میرا ایک فرض ہے جس کو ہم ادا کریں گے۔ ہم نے کامیابی کی شرط پر تحریک نہیں چلائی ہے، ہم ایک فرض ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم غالب آ گئے تو نتیجہ بھی حاصل ہو جائے گا اور اگر غالب نہ آئے اور قتل کر دئے گئے [تب بھی فرض ادا ہو جائے گا] بہت سے انبیاءؑ اور بہت سے اولیاء (ع) نے بھی قیام کیا وہ بھی اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکے۔ ہمارا فرض ہے کہ ایک ایسے ظلم کے خلاف کہ جو اسلام کو الٹ پلٹ دینا چاہتا ہے اور ان غلط افکار و نظریات کے خلاف کہ جو اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہیں، ہم ایسی بدعتوں کے خلاف اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں، چاہے ہم غالب آئیں یا غالب نہ آئیں۔[2]

ہم وجاہت حاصل کرنا نہیں چاہتے ہیں

خدائے تبارک و تعالیٰ عفو و رحمت کے مقام پر رحیم ہوتا ہے اور انتقام کے مقام پر انتقام لینے والا۔ امام المسلمینؑ بھی ایسے ہی تھے۔ رحمت کے مقام پر وہ رحمت (رکھتے تھے) اور انتقام کے مقام پر انتقام۔ ہمیں اس بات کا کوئی خوف نہیں ہے کہ سابقہ اخبارات میں، ایران سے باہر شائع ہونے والے اخبارات میں ہمارے بارے میں کچھ لکھا جاتا ہے۔ ہم ایران میں، اسلام میں، بیرون ملک وجاہت حاصل کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہم خدا کے فرمان پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور کر کے رہیں گے۔[3]

---

1. کوثر، ج۱، ص ۳۵۲۔
2. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۱۳۸۔
3. صحیفہ امام، ج۹، ص ۲۸۲۔

ہم سب کی ذمہ داری ہے

جن حضرات سے میری ملاقات ہوئی ان سب سے میں نے عرض کیا کہ ہم سب کی ذمہ داری ہے یعنی میں جو ایک طالب علم ہوں اور یہاں بیٹھا ہوا ہوں، وہ صاحب جو وہاں بیٹھے ہیں اور آپ جہاں بھی ہیں اور جس حالت میں بھی ہیں، سب کی ذمہ داری ہے۔ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ ملت ایران نے یہ تحریک جو شروع کرر کھی ہے اس میں شامل ہو جائیں۔ [1]

میں نے جس کسی کو جو کچھ دیا ہے واپس لے لوں گا

خدا نہ کرے کہ وہ دن آئے کہ میں اپنا فرض محسوس کروں، ایسا موقع نہ آنے پائے کہ مجھے اپنا فرض محسوس ہونے لگے، اگر فرض محسوس کیا تو میں نے جس کسی کو جو کچھ دیا ہے واپس لے لوں گا۔ [2]

جب بھی میں نے خطرہ محسوس کیا

جب بھی میں نے اسلام اور مسلمانوں کیلئے کوئی خطرہ محسوس کیا تو ایسی صورت میں اپنا فرض ادا کرنا اور مسلمانوں کو باخبر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ [3]

میرا فرض ہے کہ جہاں تک میری آواز پہنچتی ہے، پہنچاؤں

میں جانتا ہوں میرا فرض کیا ہے۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو یاد دہانی کراؤں۔ جہاں تک میری آواز پہنچتی ہے، پہنچاؤں۔ جہاں تک میرا قلم لکھ سکتا ہے، لکھوں، شائع کروں۔ اگر آپ حضرات بھی بہتر سمجھیں، اس اسلامی امت کو اپنی امت جانیں، اپنے شیعہ سمجھیں تو آپ بھی [یہی کام] انجام دیں اور اگر مناسب نہ سمجھیں، خدا تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ ہمارے مسائل یہ ہیں، ہم کیا کریں؟ کیا میں اس وقت آپ سے اخلاق کے بارے میں گفتگو کروں؟ اسلام اور مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جا رہا ہے اور کیا میں ایسی صورت میں آپ کے سامنے تہذیب نفس کی گفتگو کروں؟ ہم مہذب نہیں ہیں، اسی لیے] ان مسائل کی [ہم کو فکر نہیں ہے، اگر ہم مہذب ہوتے تو ہمیں فکر بھی ہوتی۔ [4]

---

1. کوثر، ج ۱، ص ۵۸۴۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۵۲۔
3. صحیفہ امام، ج ۸، ص ۱۵۹۔
4. کوثر، ج ۱، ص ۲۴۷۔

کوشش کیجئے صرف خدا پیش نظر ہو

میں آپ لوگوں کو پدرانہ نصیحت کرتا ہوں کہ کوشش کیجئے کہ صرف خدا پیش نظر ہو اور مقدس نما اور ان پڑھ مولویوں سے متاثر نہ ہوں، کیونکہ اگر خدا کے حکم کے اعلان اور اس کی اشاعت سے احمق مقدس نما افراد اور ان پڑھ مولویوں کے نزدیک ہماری حیثیت پر ضرب پڑتی ہے تو یہ ضرب زیادہ سے زیادہ پڑنے دیجئے۔[1]

میں نے خدا کی خوشنودی کی خاطر یہ گھونٹ پیا ہے

میں پھر کہتا ہوں کہ اس بات [قرارداد نمبر ۵۹۸] کو قبول کرنا میرے لیے زہر سے زیادہ مہلک ہے، لیکن میں خدا کی خوشنودی پر راضی ہوں اور اس کی خوشنودی کیلئے ہی میں نے یہ گھونٹ پیا ہے۔۔۔

اے ایران کے عزیز و شریف عوام! میں، آپ میں سے ایک ایک فرد کو اپنی اولاد کی مانند سمجھتا ہوں۔ تم جانتے ہی ہو کہ مجھے تم سے انتہائی محبت ہے اور میں تمہیں پہچانتا ہوں، تم بھی مجھے جانتے ہو۔ موجودہ حالات میں جو چیز اس امر کا موجب بنی ہے، وہ میری الٰہی ذمہ داری ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ عہد کیا تھا کہ خون کے آخری قطرے اور آخری سانس تک لڑتا رہوں گا اور آج کا فیصلہ صرف بھلائی کی تشخیص کی خاطر ہے اور صرف اس کی رحمت و خوشنودی کی امید کے سہارے، میں نے جو کچھ بھی کہا تھا اس کو نظر انداز کر دیا اور اگر میری کوئی حیثیت تھی، میں نے خدا سے اس کا سودا کر لیا ہے۔

میرے عزیزو! تم جانتے ہو کہ میں نے کوشش کی ہے کہ اپنی آسائش کو حق تعالٰی کی خوشنودی اور تمہاری آسائش پر ترجیح نہ دوں۔[2]

موت اور شہادت میرے لیے زیادہ گوارا تھی

جہاں تک قرارداد کو قبول کرنے کا تعلق ہے جو کہ واقعی سب کیلئے خصوصاً میرے لیے ایک بہت ہی تلخ اور ناگوار امر تھا تو [مسئلہ] یہ ہے کہ میں چند دن قبل تک دفاع کے طریقے اور جنگ میں اعلان کردہ مواقف کا قائل تھا اور نظام، ملک اور انقلاب کا مفاد انہی پر عملدرآمد کئے جانے میں جانتا تھا، لیکن ایسے واقعات اور اسباب کی بنا پر کہ فی الحال جن کو میں بیان نہیں کر رہا ہوں اور امید ہے کہ انشاءاللہ مستقبل میں واضح ہو جائیں گے اور ملک کے تمام بڑے سیاسی و فوجی ماہرین جن کی ہمدردی، فرض شناسی اور صداقت پر مجھے اعتماد ہے، کے فیصلے سے میں نے قرارداد کو قبول کرنے اور جنگ بندی سے اتفاق کیا ہے اور موجودہ حالات میں اسی کو انقلاب اور نظام کے مفاد میں جانتا ہوں اور خدا جانتا ہے کہ اگر محرک نہ ہوتا کہ ہم سب کو، ہم سب کی عزت

---

1. صحیفہ امام، ج۲۱، ص ۱۵۲؛

امام خمینیؒ سے شطرنج کے بارے میں فتوی دریافت کیا گیا تو آیت اللہ قدیری نے اس استفتاء کے جواب کی نوعیت کے بارے میں امامؒ کو خیر خواہی پر مبنی تجویز پیش کی۔ امام خمینیؒ کا یہ بیان اس تجویز کا جواب ہے۔

2. صحیفہ امام، ج۲۱، ص ۹۵۔

وحیثیت کو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے راستے میں قربان ہو جانا چاہیے تو میں ہر گز اس اقدام پر راضی نہ ہوتا اور موت اور شہادت میرے لیے زیادہ گوارا ہوتی، لیکن اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم سب کو حق تعالی کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم ہونا چاہیے اور یقینا ایران کی دلیر وشجاع ملت ایسی ہی تھی اور رہے گی۔[1]

میں نے اپنے حاصل عمر کو بر طرف کر دیا ہے

عزیز فرزندو، پارلیمنٹ کے اراکین محترم اور وزرائے محترم (دامت افاضاتھم) کی خدمت میں

السلام علیکم

میں نے سنا ہے کہ آپ لوگ حضرت جناب منتظری کے معاملے سے آگاہ نہیں ہیں اور نہیں جانتے ہیں کہ مسئلہ کیا ہے، اسی قدر جان لیجئے کہ دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ تمہارے بوڑھے باپ نے اعلامیوں اور پیغامات کے ذریعے اپنی پوری کوشش کی کہ معاملہ یہاں تک منتج نہ ہو، لیکن افسوس کہ کامیاب نہ ہوا۔ دوسری جانب شرعی فرض کا تقاضا تھا تاکہ نظام اور اسلام کی حفاظت کیلئے ضروری فیصلہ کیا جائے اس لیے میں نے خون بھرے دل کے ساتھ نظام اور اسلام کے مفاد کے پیش نظر اپنے حاصل عمر کو بر طرف کر دیا ہے۔ انشاء اللہ، بہن بھائیوں کو مستقبل میں کسی حد تک آگاہی ہو جائے گی۔ اس مسئلے کی تاکید ضروری معلوم نہیں ہوتی کہ اسلام کے دفاع کے سلسلے میں مذاق نہیں کیا جا سکتا اور خطا کی صورت میں ہر شخص کو چاہے وہ جس عہدے پر بھی ہو گا، فوراً عوام کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

میں خداوند تعالی سے آپ سب کی توفیق کیلئے دعا گو ہوں۔[2]

و: شہادت سے عشق

جب تک قلم میرے ہاتھ میں ہے

میں نے اپنے دل کو تمہارے کارندوں کے نیزوں کیلئے تیار کر لیا ہے، لیکن تمہاری سینہ زوری کو قبول کرنے اور تمہارے جابروں کے سامنے خضوع کیلئے تیار نہیں ہوں گا۔ میں خدا کی مشیت سے ہر مناسب وقت پر احکام خدا کو بیان کرتا رہوں گا اور جب تک قلم میرے ہاتھ میں ہے، ملک کے مفادات کے منافی کاموں کو فاش کرتا رہوں گا۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۹۲۔
2. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۳۵۰؛

آیت اللہ منتظری کو قائم مقام قائد کے عہدے سے معزول کئے جانے کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔

میں خدا سے شہادت کیلئے دعا گو ہوں

سوال: آپ نے گزشتہ جمعرات کے دن اس امکان کا اظہار کیا تھا کہ آپ کے تہران داخلے کے وقت خطرناک واقعات پیش آ سکتے ہیں، کیا گزشتہ چند گھنٹوں کے واقعات سے اس تشویش کی تصدیق ہوتی ہے؟

امام خمینی: جب تک یہ حکومت ہے، جب تک یہ حکومت قائم ہے، اس طرح کے امکانات پائے جاتے ہیں۔ جب اس حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا، امن قائم ہو جائے گا۔ مسئلہ میری ذات کا نہیں ہے، میں خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میں ملت کے سامنے شہید ہو جاؤں اور اس کے درمیان قتل کیا جاؤں۔ میں نے بارہا کہا ہے کہ مجھ میں اور ایک عام شخص میں کوئی فرق نہیں ہے۔[2]

میں دوسروں سے زیادہ اہم نہیں ہوں

سوال: کیا حضرت آیت اللہ کو اپنی سلامتی کے حوالے سے کسی طرح کی کوئی تشویش یا خوف لاحق ہے؟

امام خمینی: یہ چیزیں اہم نہیں ہیں اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر میرے قتل ہونے کے سے انقلاب اپنی منزل پر پہنچ جائے تو میں کیوں اس پر راضی نہ ہوں؟ میں دوسرے ایرانیوں سے زیادہ اہم نہیں ہوں۔ بہر حال خدا تعالیٰ عالم و حافظ ہے۔[3]

اگر میرا خون بہنا ہی ہے

سوال: آپ کے خیال کے مطابق آپ کب ایران جا سکیں گے؟

امام خمینی: جب بھی رکاوٹ دور کر دی جائے گی اور ہوائی اڈے کھول دیے جائیں گے، میں ایران چلا جاؤں گا اور اگر میرا خون بہنا ہی ہے تو [کیا ہی اچھا ہو کہ] میرے رفقاء کے پاس اور ایرانی جوانوں کے درمیان بہے۔ ہمیں اس کا کوئی خوف نہیں۔ میں اسلام اور ایران کی سرافرازی کا خواہاں ہوں۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱، ص۱۷۹۔
2. صحیفہ امام، ج۵، ص۵۳۹۔
3. صحیفہ امام، ج۴، ص۴۳۹۔
4. صحیفہ امام، ج۵، ص۵۳۱۔

یاکامیاب ہو جاؤں یا قتل

سوال: کیا آپ آج رات جا رہے ہیں؟ اگر ہوائی اڈا بند ہوا تو آپ کیا کریں گے؟ کہا جا رہا ہے کہ آپ کسی دوسرے راستے سے جائیں گے، کونسے راستے سے؟

امام خمینی: جب تک ہوائی اڈا بند رہے گا، میں نہیں جاؤں گا اور ائیر پورٹ کھلتے ہی میں اپنے ہم وطنوں کے پاس پہنچ جاؤں گا تا کہ ان کے درمیان یا کامیاب ہو جاؤں یا قتل۔[1]

انہیں میری زندگی کا خاتمہ کرنے دیجئے

میں اسلامی ممالک کے سربراہوں اور عرب اور غیر عرب حکومتوں سے کہتا ہوں کہ علمائے اسلام، زعمائے دین، ایران کی دیندار ملت اور نجیب فوج اسلامی حکومتوں کی بھائی ہے اور ان کے مفادات اور نقصانات کے سلسلے میں ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور اسرائیل جو کہ اسلام اور ایران کا دشمن ہے کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کو ناپسند کرتی ہے۔ میں نے اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اسرائیلی پٹھوؤں کو میری زندگی کا خاتمہ کرنے دیجئے۔[2]

میں باضابطہ طور پر معذرت خواہ ہوں

میں یہاں پر شہیدوں اور زخمیوں کے والدین، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں سے ان دنوں کئے جانے والے غلط تجزیوں کی خاطر باضابطہ طور پر معذرت خواہ ہوں اور خداوند تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مسلط کردہ جنگ کے شہیدوں میں مجھے بھی قبول کرلے۔ ہم جنگ کے دوران اپنی کارکردگی کے حوالے سے ایک لمحے کیلئے بھی نادم و پشیمان نہیں ہیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۵، ص۵۴۱۔

2. صحیفہ امام، ج۱، ص۱۹۸؛

مدرسہ فیضیہ پر حکومت کے وحشیانہ حملے کو چالیس دن ہونے کی مناسبت سے ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام۔

3. صحیفہ امام، ج۲۱، ص۲۸۴؛

امام خمینیؒ کا اشارہ ان بعض حکام کے بیانات کی جانب ہے جو یہ اظہار خیال کیا کرتے تھے کہ خرم شہر کی فتح کے بعد ہمیں جنگ کو جاری نہیں رکھنا چاہیے تھا اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے تھے کہ کاش جنگ جاری نہ رہتی۔ یہ بیانات ۱۳۶۷ھ ش کے عشرہ فجر کے فیسٹیول میں شائع ہوئے۔

ہم ہر جگہ موجود ہیں

یہ اسلحہ جو بے عقل کے پاس ہے، ہم اس سے نہیں ڈرتے ہیں، کیونکہ ہم اس دنیا سے بہت زیادہ محبت نہیں کرنا چاہتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دنیامیں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں سوائے بھوک، ظلم سہنے اور بڑی طاقتوں کی مار کھانے کے علاوہ ہماری ملت کے پاس کچھ نہیں بچاہے تاکہ ہم ڈریں یا ہماری ملت ڈرے۔ ہم ہر جگہ اس کام [شہادت] کیلئے موجود ہیں۔ [1]

اس طرح قتل ہونامیری سب سے بڑی آرزو ہے

میں حضرت ولی عصر امام زمانہ (ع) کی نیابت [2] میں دنیا بھر کے مسلمانوں، خصوصاً مصیبت زدہ گھرانوں کو چہارم شوال ۹۸ھ ق کے المیے کی تعزیت پیش کرتاہوں اور اس کے ساتھ ساتھ مبارک باد بھی۔ خدا گواہ ہے کہ میرا مصطفی صرف وہی نہیں تھا جس کا برسی قریب ہے، بلکہ شوال کے المیے میں خاک وخون میں غلطاں ہونے والے سب افراد میرے مصطفی تھے۔

میں اس ثابت قدمی اور شہادت کے اس فیض پر جو خداوند تعالیٰ نے میری اولاد کو نصیب فرمایا ہے،ان کے والدین اور رشتہ داروں کو مبارک باد پیش کرتاہوں اور اس طرح قتل ہوناجو کہ ایک فخر کی بات ہے، میری سب سے بڑی آرزو ہے۔ [3]

میں شہادت کی عظیم کامیابی کامنتظر ہوں

ہیہات کہ قرآن کریم، رسول خدا ﷺ کی عترت (ع)، امت محمدؐ اور ابراہیم حنیف (ع) کے حریم کے کافروں نیز دیو صفت افراد اور مشرکوں کے ظلم وستم پر خمینی خاموشی اختیار کرے اور چین سے رہے یا مسلمانوں کی ذلت وتوہین کے مناظر کا تماشائی بنارہے۔ میں نے اپنے ناچیز خون اور جان کو حق تعالیٰ کے واجب اور مسلمانوں کے دفاع کے فرض کی ادائیگی کیلئے تیار کرلیاہے اور میں شہادت کی عظیم کامیابی کامنتظر ہوں۔ [4]

اس کی راہ میں شہید ہو جائیں

خدا تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ ہمیں بھی یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی راہ میں شہید ہو جائیں۔ [5]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۱۶۶۔
2. جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے، امام خمینیؒ کا یہ بیان کہ جس میں صراحت کے ساتھ آپ نے امام زمانہؑ کی نیابت کی بات کی ہے کسی دوسرے مقام پر دہرایا نہیں گیا ہے۔
3. صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۶۲۔
4. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۳۱۸۔
5. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۸۱۔

قتل ہونے کیلئے تیار ہو جاؤ

اِنَّ الَّذِينَ قالُوا رَبُّنَا االلهُ ثُمَّ اسْتَقامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيهِمُ الْمَلاَئِكَةُ اَلاَّ تَخافُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُون [1]

''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر انہوں نے استقامت سے کام لیا ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ مت ڈرو، حزن کا شکار نہ ہو اور تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''۔

ہمارا پروردگار، امریکہ نہیں ہے۔ ہمارا پروردگار، برطانیہ نہیں ہے۔ ہمارا پروردگار، اسرائیل نہیں ہے، بلکہ ہمارا پروردگار ''اللہ'' ہے۔ اس لیے ہم کس سے ڈریں؟ کس وجہ سے ہم حزن کا شکار ہوں؟ یہ تو انسان ہی نہیں ہیں کہ ہم ان سے ڈریں۔ یہ ہم کو کس چیز سے ڈرا رہے ہیں؟ ہم کس لیے ان کی دھمکیوں سے خوفزدہ ہوں؟ اس سال میں مکمل تریسٹھ سال کا ہو گیا ہوں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی تھی (حاضرین کا گریہ)۔ حضرت علی بن ابی طالب تریسٹھ سال کے تھے جب آپ شہید ہوئے (حاضرین کا گریہ)۔ ہم کس لیے ان سے ڈریں! ہم پیغمبر اکرمؐ کے پیرو ہیں۔ ہم حضرت امیرؑ کے پیرو ہیں۔ ہم حضرت اباعبداللہ (ع) کے پیرو ہیں، ڈر کس بات کا ہے؟ قتل ہونے کیلئے تیار ہو جایئے، جیل جانے کیلئے تیار ہو جایئے۔ اسلام اور آزادی کے دفاع کے راستے میں پیش آنے والی مشکلات برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جایئے۔

جیل جانے، شہر بدر ہونے، جبری فوجی خدمت انجام دینے اور عمامہ اتارے جانے وغیرہ کیلئے اپنی کمریں کس لیجئے۔ [2]

میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا ہوں

ہمارا کہنا یہ ہے کہ جناب آئین پر عمل کیجئے۔ اخبارات و جرائد آزاد ہیں، قلم آزاد ہے، ان کو مطالب تحریر کرنے دیجئے۔ اگر آپ دین رکھتے ہیں تو دین پر عمل کیجئے۔ اگر آپ دین کو قدامت پرستی سمجھتے ہیں تو آئین پر ہی عمل کریں، لکھنے دیجئے۔ (اطلاعات کا ایڈیٹر) منت وزاری کرنے لگا۔ میں نے اسے پیغام بھیجا کہ میں ان افراد سے نہیں ہوں جو حکم دے کر اس خیال سے سو جاتے ہیں کہ اب اس کے مطابق خود ہی عمل ہو جائے گا، بلکہ میں اس کی نگرانی کرتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ میں دیکھوں کہ اسلام کا مفاد اس میں ہے کہ میں کوئی بات کروں تو میں وہ بات کئے بغیر نہیں رہتا ہوں اور اس کی پیروی کرتا رہتا ہوں اور میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا ہوں۔ بحمداللہ تعالیٰ، خدا کی قسم میں آج تک خوفزدہ نہیں ہوا ہوں (حاضرین کی جانب سے جذبات کا اظہار)۔ جس دن مجھے گرفتار کر کے لے جا رہے تھے اس دن بھی وہ خود ہی ڈر رہے تھے اور میں ان کو تسلی دے رہا تھا کہ مت ڈرو! (حاضرین کا قہقہہ)۔ اگر ہم اسلامی مقصد کے سلسلے میں، اس مقصد کے سلسلے میں کہ جس کیلئے انبیاء (ع) نے ہر خطرہ مول لیا، اولیاء (ع) قتل ہوئے، عظیم مسلمان علماء کو زندہ جلایا گیا، ان کے سر کاٹے گئے، انہیں جیل میں ڈالا گیا، دیس نکالا دیا گیا، طویل مدت تک زندان میں قید کیا گیا، اگر ہم اسلام کے مقاصد کے سلسلے میں خوفزدہ ہو جائیں تو ہم دین نہیں رکھتے ہیں۔ کیا دیندار اس دنیا سے جانے سے خوفزدہ ہوتا ہے؟ اگر ہمارا آخرت پر ایمان ہو تو ہمیں راہ خدا میں قتل ہونے

---

1. سورہ فصّلت، ۳۰
2. بررسی و تحلیلی از نہضت امام خمینی، ج ۱، ص ۱۳۱۔

اور صف شہداء میں شامل ہونے پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس میں ڈرنے کی کونسی بات ہے؟ کس چیز سے ڈریں؟ ڈرنا تو اس کو چاہیے کہ جس کے پاس اس دنیا کے علاوہ کوئی اور ٹھکانہ نہ ہو۔ خدائے تبارک وتعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم میرے دین کے مطابق عمل کروگے تو تمہیں اچھی جگہ ملے گی اور مجھے امید ہے کہ ہم ایسا ہی کریں گے اور ہم اس کے دین کے مطابق عمل کریں گے۔ ہم کس چیز سے خوفزدہ ہوں؟ ہم، تم سے کیونکر خوفزدہ ہوں؟ تم زیادہ سے زیادہ جان سے ہی تو مار سکتے ہو تو یہ تو ہماری سکون بھری زندگی کا آغاز ہوگا۔ ہم ان غلاظتوں سے باہر چلے جائیں گے۔ ان دکھوں اور مشقتوں سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ ہمارے آقا نے فرمایا ہے: (وَاللهِ! لابنُ أبي طالبٍ آنَسُ بِالْمَوتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْيِ أمِّهِ)[1] یہ آپؑ کا فرمان ہے۔ ہم ایسا دعوی نہیں کر سکتے ہیں، لیکن ہم آپؑ ہی کے شیعہ ہیں۔[2]

اگر خمینی اکیلا رہ گیا

میں نے اپنے ناچیز خون اور جان کو حق تعالیٰ کے واجب اور مسلمانوں کے دفاع کے فرض کی ادائیگی کیلئے تیار کر لیا ہے۔ طاقتیں، بڑی طاقتیں اور ان کے پٹھو یقین رکھیں کہ اگر خمینی اکیلا رہ گیا تب بھی وہ کفر، ظلم اور شرک وبت پرستی کے مقابلے پر مبنی اپنے راستے پر گامزن رہے گا اور خدا تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ ڈکٹیٹروں کے ظلم وستم کا نشانہ بننے والے عالم اسلام کے ان غریب رضاکاروں کے شانہ بشانہ عالمی لٹیروں اور ظلم وستم جاری رکھنے والے نوکروں کی آنکھوں سے چین کی نیند چھین لے گا۔[3]

شہادت، شہد سے زیادہ میٹھی ہے

اے میرے انقلابی فرزندو! اے ایک لمحے کیلئے بھی اپنے مقدس وقار کو نظرانداز نہ کرنے والو! جان لو کہ میری عمر کا ایک ایک لمحہ تمہاری خدمت کی مقدس محبت میں گزر رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں سختیوں کا سامنا ہے، لیکن کیا تمہارے بوڑھے باپ کو شدائد کا سامنا نہیں ہے؟ میں جانتا ہوں کہ تمہارے نزدیک شہادت، شہد سے زیادہ میٹھی ہے، لیکن کیا تمہارے اس خادم کیلئے ایسی نہیں ہے؟ آپ برداشت کیجئے، کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔[4]

---

1. "خدا کی قسم ابو طالب کا بیٹا، موت سے اتنا مانوس ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اتنا مانوس نہیں ہوتا"۔
نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۵۔
2. کوثر، ج ا، ص ۱۲۰۔
3. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۳۱۸۔
4. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۹۵؛
قرارداد نمبر ۵۹۸ قبول کئے جانے کے موقع پر امام خمینیؒ کا پیغام۔

میں بدنصیب ہوں جو ابھی تک زندہ ہوں

بارالٰہا! شہادت کا دروازہ اس کا اشتیاق رکھنے والوں کیلئے بدستور کھلا رکھ اور اس میں داخل ہونے سے ہمیں بھی محروم نہ کر۔

خداوندا! ہمارا ملک اور ہماری ملت ابھی جدوجہد کے ابتدائی مراحل میں ہے اور مشعل شہادت کی محتاج ہے تو خود اس پر فروغ چراغ کا محافظ بن جا۔

ہماری ملت خوش نصیب ہے، آپ خواتین و مرد خوش نصیب ہیں۔ جنگی معذور، جنگی قیدی، لاپتہ ہونے والے اور معزز شہداء کے اہل خانہ خوش نصیب ہیں۔ میں بدنصیب ہوں جو ابھی تک زندہ ہوں اور مجھے قرارداد قبول کرنے کا زہر آلود جام پینا پڑا ہے۔ میں اس عظیم ملت کی فداکاری اور عظمت کے سامنے شرمندہ ہوں۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۹۳۔

دوسری فصل

امام خمینی(علیہ الرحمہ) اور عوام

الف: عوام سے محبت

خدا کا شکر ادا کرتا ہوں

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں ایسی ملت میں ہوں، ایسی ملت کا فرد ہوں، ایسی ملت کا خادم ہوں کہ جس میں معنوی انقلاب برپا ہوا ہے اور یہ معنوی انقلاب خدا نے برپا کیا ہے۔[1]

بنیادی مسئلہ میرے بیٹے کا نہیں

سوال: کیا آپ کا خیال ہے کہ آپ کے بیٹے کو قتل کیا گیا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس کی موت دھماکوں اور مظاہروں کا سبب کیوں بنی ہے؟

امام خمینی: میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہوا ہے، لیکن یہ جانتا ہوں کہ دنیا سے جانے سے ایک رات قبل وہ بالکل تندرست تھا اور مجھے ملنے والی اطلاعات کے مطابق اس رات مشتبہ افراد اس کے گھر گئے تھے اور اگلے ہی دن اس کی موت واقع ہو گئی۔ اب یہ موت کیسے ہوئی، اس بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لوگوں نے اسی بات کے پیش نظر احتجاج اور مظاہرے کئے ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ لوگ اپنے خادموں سے عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ مجھے اور میرے بیٹے کو اپنا خادم جانتے ہیں۔ اس واقعے کے بعد حکومت نے جس قتل کا بھی ارتکاب کیا، وہ قتل کئے جانے والوں کے چہلم کی مناسبت سے نئے مظاہروں کا سبب بنتا گیا۔ لیکن اصل اور بنیادی مسئلہ میرے بیٹے کا نہیں ہے۔ بنیادی مسئلہ سارے عوام کا ظالموں کے خلاف احتجاج اور اٹھ کھڑے ہونے کا ہے جو ان پر ظلم کر رہے ہیں۔[2]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۴۸۱۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۷۔

ہم عوام کے خادم ہیں

سوال: حضرت عالی نے بیرون ملک رہ کر اس تحریک کے دوران بے انتہا طاقت حاصل کر لی ہے۔ یہ بہت بڑی طاقت ہے۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اگر آپ ایران میں ہوتے تو کیا پھر بھی یہ طاقت حاصل کر سکتے؟

امام خمینی: یہ مذہبی طاقت ہے۔ اگر ایران میں بھی ہوں تب بھی لوگ ہمیں دینی فرد کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ ہم عوام کے خادم ہیں اور ایران میں رہنے یا ایران سے باہر رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔[1]

ایک منٹ بھی دیر نہیں کروں گا

سوال: کیا آپ جلد ایران واپس لوٹ جائیں گے؟

امام خمینی: اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ میں کہاں رہ کر ملت ایران کی زیادہ خدمت کر سکتا ہوں۔ اگر مجھے پتہ چلے کہ میں دنیا کی بدترین جگہ پر رہ کر ایران کی مظلوم ملت کی بہتر خدمت کر سکتا ہوں تو میں ایک منٹ بھی دیر نہیں کروں گا۔[2]

ملت ہمیں اپنا خادم جانتی ہے

سوال: آپ کی مجوزہ حکومت کیسی ہو گی اور کون اس کا انتظام سنبھالے گا؟

امام خمینی: حکومت کے بارے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ وہ اسلامی جمہوریہ ہو۔ ہماری ملت چونکہ مسلمان ملت ہے اور وہ ہمیں بھی اپنا خادم جانتی ہے، اس لیے ہمارا خیال ہے کہ وہ ہماری تجویز کے حق میں فیصلہ کرے گی۔ ہم ریفرنڈم کے ذریعے اسلامی جمہوریہ تشکیل دیں گے اور جہاں تک کسی فرد کا تعلق ہے تو اس کا فیصلہ لوگوں کے ووٹوں سے ہو گا، اس وقت کوئی خاص فرد پیش نظر نہیں ہے۔[3]

جب تک زندہ ہوں سب کا خادم ہوں

میں آیا ہوں تاکہ آپ عزیزوں کی خدمت کروں۔ میں جب تک زندہ ہوں، سب کا خادم ہوں۔ میں اسلامی ملتوں کا خادم ہوں۔ ایران کی عظیم ملت کا، یونیورسٹی والوں اور علماء کا، ملک کے تمام طبقات کا خادم ہوں۔ اسلامی ممالک کے تمام طبقات کا خادم ہوں اور دنیا بھر کے تمام مستضعفین کا خادم ہوں۔[1]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۱۲۔
2. صحیفہ امام، ج ۵، ص ۳۸۱۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۵۱۔

اپنی ناچیز زندگی پورے خلوص کے ساتھ پیش کرتا ہوں

میں اپنی ناچیز زندگی، اسلام اور شریف ملت کی خدمت کیلئے پورے خلوص کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔[2]

سب کا خادم ہوں

میں جس حال میں ہوں اس میں جو خدمت مجھ سے ہو سکتی ہے اس سے میں دریغ نہیں کرتا ہوں اور میں سب کا خادم ہوں۔[3]

دعا کریں کہ میں کوتاہی نہ کروں

میں آپ سب اور تمام حضرات کیلئے دعا گو ہوں میرے جو فرائض ہیں ان میں سے ایک دعا کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ دعا کریں گے کہ میں کوتاہی نہ کروں۔[4]

دعا کریں میں دعا مانگنے سے غافل نہ ہوں

خدا تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے اور آپ کی نصرت کرے، انشاءاللہ۔ میں آپ کیلئے دعا گو ہوں اور آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں دعا مانگنے سے غافل نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کی حفاظت کرے اور آپ امام زمانہ (ع) کی پناہ میں حق تعالیٰ کی عنایت سے ہمکنار ہوں، انشاءاللہ۔[5]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۲۷۴۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۱۷۷۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۱۶۹۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۲۸۰۔

5 صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۲۸۹۔

دعا تمام تحائف سے بڑھ کر ہے

اگر میں دعا سے بڑھ سے کوئی چیز جانتا تو اسے آپ حضرات کو بطور تحفہ پیش کرتا لیکن میں آپ کیلئے ایسی دعا کرتا ہوں اور میں نے کی ہے جو تمام تحائف سے بڑھ کر ہے۔ میں خدائے تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آپ حضرات تمام مراحل میں کامیاب ہوں اور اپنے ملک اور پیارے اسلام کی حفاظت کریں۔[1]

میں جہاں بھی رہوں آپ سب کا خادم ہوں

میں جہاں بھی رہوں، آپ سب کا خادم ہوں اور جو خدمت میں کر سکتا ہوں، وہ دعا ہے۔ میں آپ جوانوں، بھائیوں اور بہنوں کیلئے دعا گو ہوں۔[2]

میں حقیقت میں آپ کا خادم ہوں

خدا تعالیٰ آپ سب کو کامیاب کرے، انشاءاللہ۔ میں حقیقت میں آپ سب کا خادم ہوں اور میری زندگی کے یہ جو چند لمحے باقی ہیں، ان میں آپ کی خدمت میں ہوں۔ خداوند آپ کو معرفت کے کمال تک پہنچائے اور اس ملک اور اسلام کے دشمنوں کی یا ہدایت کرے یا انہیں کیفر کردار تک پہنچائے، انشاءاللہ۔[3]

اگر میں شکریہ ادا نہ کروں تو ظالم ہوں

میں ان انجمنوں اور تنظیموں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور اگر میں شکریہ ادا نہ کروں تو میں ظالم ہوں۔ میں ان کی قدردانی کو ضروری سمجھتا ہوں، کیونکہ انہوں نے واقعی خدمت کی ہے۔[4]

عمر کے اس آخری حصے میں، آپ کی خدمت کروں گا

میں ان افراد میں سے ایک ہوں جو آپ عزیزوں کی خدمت کیلئے آمادہ ہیں۔ امید ہے کہ میں عمر کے اس آخری حصے میں آپ کی خدمت کروں گا۔ میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس تحریک اور اس انقلاب کے ذریعے ہمیں ساری ملت کے روبرو کر دیا ہے۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۳۶۵۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۱۳۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۰۷۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۲۱۷۔

میرے پاس صرف خلوص بھری دعا ہے

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے زحمت اٹھائی دور دراز سے تشریف لائے اور گرمی کے موسم میں اس تنگ جگہ میں تشریف فرما ہیں ۔میرے پاس صرف خلوص بھری دعا اور مقدور بھر اور اپنی طاقت کے مطابق آپ لوگوں کی خدمت کرنا ہے۔[2]

میں ڈاکٹروں کے کہنے پر عمل نہیں کر سکا

ڈاکٹروں نے مجھے زیادہ گفتگو کرنے سے منع کیا ہے لیکن اس کے باوجود آج بھی میں نے مختلف گروہوں سے خطاب کیا ہے۔ میں ڈاکٹروں کے کہنے پر عمل نہیں کر سکا۔ایسی صورت میں کہ جب کردستان سے یعنی اسی جگہ سے کہ جہاں سب زحمت میں تھے ،ہمارے بھائی خصوصاً کردستان کے بزرگ علماء یہاں تشریف فرما ہیں [مجھے مناسب معلوم نہ ہوا کہ] میں ان کے سامنے بعض باتیں بیان نہ کروں۔[3]

جب تک زندہ ہوں، آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا

جوانوں کی تربیت کریں اور انہیں تعلیم دلوائیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت ضروری ہے۔ خداوند آپ سب کی حفاظت کرے ،انشاءاللہ۔ آپ کامیاب ہوں اور آپ کو خداوند تعالی کی تائید وحمایت حاصل ہو۔ میں جب تک زندہ ہوں مقدور بھر آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا۔ البتہ میں خدمت کا حق تو ادا نہیں کر سکتا ہوں، لیکن جس قدر کر سکا، کروں گا۔[4]

جب تک سانس ہے، آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا

خداوند آپ لوگوں، میرے بہن بھائیوں کو سلامتی عطا کرے ،انشاءاللہ۔ میں آپ سب کیلئے دعا گو ہوں اور جب تک سانس کا سلسلہ جاری ہے، میں آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا۔ خداوند آپ سب کی حفاظت فرمائے، انشاءاللہ۔[5]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۱۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۲۰۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۵۱۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۲۸۔
5. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۲۶۱۔

میں اپنی ذمہ داری نبھاتا رہوں گا

میں، انشاءاللہ، بہت جلد آپ لوگوں سے آملوں گا تاکہ آپ لوگوں کی خدمت کر سکوں۔۔۔خداوند تعالیٰ کی توفیق سے چند دنوں کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور آپ لوگوں کی پیروی میں، اپنی ذمہ داری نبھاتا رہوں گا۔[1]

عام آدمی کی تصویر شائع کیجئے

میں اخبارات و جرائد سے متعلق مسائل کے بارے میں اظہار خیال نہیں کر سکتا ہوں۔ اس وقت حالیہ مسائل سے جن امور کا تعلق ہے وہ یہ ہیں کہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد کا تعلق سب سے ہے، جیسا کہ آپ لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کہ ان پر سارے عوام کا حق ہے۔ اس لیے میں، میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ میرے بارے میں کم بیان کیا جائے، سوائے حساس مواقع کے اور وہ بھی مجھ سے پوچھا جائے کہ آیا فلاں بات کو بیان کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ وگرنہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد میں ان چیزوں کا بیان کیا جانا بہتر ہے جو ملک کیلئے مفید ہوں۔ مثلاً اگر کسی کسان نے اچھی طرح کاشتکاری کی ہو اور اچھی فصل حاصل کی ہو۔ آپ حکومتی عہدیداروں کی بجائے اس شخص کی تصویر پہلے صفحے پر شائع کیجئے اور اس کے نیچے تحریر کیجئے کہ یہ کسان کیسا ہے؛ اسے شائع کیجئے۔ (یا اگر) کسی ملازم نے اچھی طرح کام انجام دیا ہو یا کسی ڈاکٹر نے اچھا آپریشن کیا ہو تو پہلے صفحے پر اس کی تصویر شائع کریں اور اس کے کئے ہوئے آپریشن کی وضاحت درج کریں۔ یہ چیز دوسرے ڈاکٹروں کے شوق میں اضافہ کرے گی اور وہ اپنے کام کی جانب زیادہ مائل ہوں گے۔ یا مثلاً اگر کسی نے کوئی چیز دریافت کی ہو تو اس کی تفصیل اور تصویر شائع ہونی چاہیے۔ یا اگر کسی نے چور کو پکڑا ہو یا کاشتکار یا ہنر مند یا سرجن؛ افسوس کہ اخبارات میں نہ تو ان کے نام آتے ہیں اور نہ ہی تصاویر، لائق ہونے کی صورت میں ان افراد کو کوریج دی جائے۔ الغرض اس ملک میں جو لوگ سرگرم عمل ہیں ان کو شوق دلانے کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ ان کا اس ملک پر حق ہے، ان کا اخبارات پر حق ہے، ان کا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر حق ہے اور ان کی نسبت ہمارا حق کم ہے۔ البتہ میری مراد میری اپنی ذات ہے دوسروں سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کا اختیار خود ان کو اور آپ کو ہے۔ میں یہ بات پسند نہیں کرتا ہوں کہ جب بھی ریڈیو کو آن کیا جائے تو میرا نام سنائی دے۔ عرصہ دراز سے مجھے اس سے نفرت ہے، یہ ایک غلط چیز ہے۔ معمول کی حد تک یہ سب کیلئے اچھا ہے، لیکن افراط نقصان دہ ہے۔ یہ اخبارات کے نقصان میں ہے۔ اس سے اخبارات و جرائد کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ افراد کی شخصیت کا دارومدار خود ان کی اپنی ذات پر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اگر کسی کا نام زیادہ یا کم لیا جائے تو اس کی شخصیت بلند یا پست ہوتی ہو۔ ایران میں ہر ایک کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ کیا ہے۔ بنابریں، اپنے حوالے سے مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر میری تصویر آپ کو شائع کرنا ہو تو اس کی بجائے ایک عام آدمی کی تصویر شائع کیجئے۔ اور اس کے نیچے لکھ دیجئے کہ اس عام آدمی نے کتنا اہم کام انجام دیا ہے۔[2]

---

1. صحیفہ امام، ج۵، ص ۵۰۲؛

ایران واپس لوٹنے کے سلسلے میں ملت کے نام پیغام۔ لوگوں کے ساتھ تعلق کے سلسلے میں یہ امام خمینیؒ کی ایک عجیب ترین تعبیر ہے !

2. صحیفہ امام، ج۱۹، ص ۳۶۱؛

ب: عوام کا روحانی ارتقاء

ہم نے اسے راضی کر لیا

کل ہی ایک جوان یہاں آیا۔ وہ ایک لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ جب مہر کی بات ہوئی تو لڑکی نے کہا کہ میرا مہر یہ مقرر کرو کہ مجھے مکہ لے کر جائے۔ جوان نے کہا کہ میں اتنی دیر تک زندہ نہیں رہوں گا کہ تمہیں مکہ لے کر جاسکوں۔ میں شہید ہو جاؤں گا۔ آخر کار ہم نے کچھ دیر تک گفتگو کے بعد اسے اس بات پر راضی کر لیا کہ تم انشاءاللہ، زندہ رہو گے اور خدمت کرو گے۔ یہ ایک بہت عمدہ جذبہ ہے جو جوانوں میں پیدا ہوا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ جذبہ ہم سب میں پیدا ہو گا۔ میری مراد اپنے مکتب فکر کی طرف توجہ کا جذبہ ہے۔ دوسرے امور کی طرف توجہ کا جذبہ نہیں۔[1]

ہم شہادت کیلئے آئے ہیں

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ثابت قدم رہیں۔ اگر تم ثابت قدم رہو گے تو کامیابی حاصل کرو گے۔ بحمد اللہ ایرانی ملت کے بہت سے طبقات اس صفت سے آراستہ ہیں اور مجھے جمعہ کے دن کا واقعہ نہیں بھولتا ہے جو اس قدر باشکوہ، نورانیت اور استقامت کے ساتھ گزرا ہے۔ ان آوازوں کے باوجود جو سنائی دے رہی تھیں، گولیاں چلنے کی سنائی دینے والی آوازوں کے باوجود لوگ انتہائی پرسکون تھے۔ میں نے ملاحظہ کیا، میں نے دیکھا، میں نے لوگوں کی صورتحال کو جانچنے کیلئے خاص طور سے دیکھا تو مجھے ایک بھی ایسا شخص نظر نہ آیا جس میں تزلزل پیدا ہوا ہو اور اس وقت امام جمعہ نے اس طرح مضبوط آواز میں تقریر کی اور لوگوں نے بھی توجہ سے تقریر سنی اور نعرے لگائے کہ ہم شہادت کیلئے آئے ہیں۔[2]

شہید ہونے والے کے ایک ساتھی] یا چند یا چند ایک ساتھیوں [نے مجھے بتایا ہے کہ اس شہید نے وصیت بھی کی تھی کہ میں شہادت کیلئے جا رہا ہوں ۔ اس نے وصیت کی اور یہ انہی میں سے ہے جو وہیں شہید بھی ہو گیا۔ ایک ایسی ملت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ ایسی ملت کہ جس کو جب یہ دھمکی دی جاتی ہے کہ ہم نماز جمعہ کے موقع پر بمباری کریں گے تب بھی اس ملت کے افراد نماز جمعہ میں شریک ہوتے ہیں اور زیادہ تعداد میں شریک ہوتے ہیں حتیٰ کہ جو افراد نماز کیلئے نہیں آیا کرتے تھے جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے حتیٰ کہ وہ افراد جو اس سے پہلے نماز جمعہ پڑھنے کیلئے نہیں آتے تھے اس دن وہ

جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ امام خمینیؒ نے کثیر الاشاعت اخبارات میں اپنے نمائندوں کو خود بلایا اور ان کے سامنے یہ تقریر کی۔ اس تقریر میں موجود ایک دوست نے مجھے بتایا کہ امام خمینیؒ یہ مطالب بیان کرتے وقت غصے کی حالت میں اپنے ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مار رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ”میں یہ پسند نہیں کرتا ہوں کہ جب بھی ریڈیو آن کیا جائے تو میرا نام سنائی دے“۔

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۶۸۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۱۹۵؛

حضرت امام خمینیؒ کا اشارہ عراق کی بعثی حکومت کی دھمکی کی جانب تھا۔ اس حکومت نے دھمکی دی تھی کہ وہ تہران پر بمباری کرے گی اور اس نے اپنی دھمکی کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ لیکن لوگ بمباری کے دوران بھی بڑے سکون کے ساتھ آیت اللہ خامنہ ای کے خطبوں کو سنتے رہے۔

بھی آئے تھے۔ یہ ایک ایسی ملت ہے۔۔۔ یہ ایک گفتنی بات ہے، ایک تاریخی بات ہے۔ جب تک کوئی شخص اس جگہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے، اس منظر کو نہ دیکھ لے، تب تک اسے یقین نہیں آتا ہے کہ عورت کی گود میں اس کا بچہ ہے۔ مرد کی گود میں اس کا بچہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ وہاں سے ہلتا نہیں ہے۔ اس دباؤ کے باوجود وہاں سے جاتا نہیں ہے۔ گرچہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دوسری جانب ان بزدلوں کے دھماکے تھے اور ان کی گولیوں کی بوچھاڑ تھی، لیکن اس کے باوجود ملت کے افراد سکون کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے اندر کسی طرح کی کوئی کھلبلی پیدا نہیں ہوئی۔ ہماری ملت ایک ایسی ملت ہے۔[1]

جیسے حجلہ عروسی میں جا رہے ہوں

بحمد اللہ ہمارے سب عوام آگاہ اور تیار ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ فوجی، پاسدار، رضاکار اور دوسرے مجاہد محاذ جنگ پر کیا کیا کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ وہ جب محاذ جنگ کے اگلے مورچوں پر جاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے حجلہ عروسی میں جا رہے ہوں۔ حتیٰ کہ صدر اسلام میں بھی ایسے مناظر کم ہی دکھائی دیتے ہیں لیکن بعض افراد اس ساری فداکاری کو نہیں سمجھ سکتے، یہ افراد انجام شدہ کاموں کو نظر انداز کرتے ہیں۔[2]

ملت اسلام کو دوست رکھتی ہے

بار بار یہ نہ کہو کہ ملت میرے ساتھ ہے، ملت میرے ساتھ ہے۔[3] بلکہ ملت تو اسلام کے ساتھ ہے۔ وہ نہ میرے ساتھ ہے، نہ تمہارے ساتھ اور نہ ہی کسی اور کے ساتھ۔ میں اگر اسلام کے خلاف ایک لفظ بھی بولوں گا تو یہی ملت مجھ پر ٹوٹ پڑے گی اور مجھے نابود کر کے رکھ دے گی۔ ملت، اسلام کو دوست رکھتی ہے، کسی خاص شخص کو نہیں۔[4]

ملت نے ہم سے صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے

ملت نے بعض افراد کے ساتھ صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے۔[5] ہم میں سے کسی کے ساتھ بھی انہوں نے صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے۔ اگر لوگوں نے کبھی یہ محسوس کر لیا کہ میں اس ملت اور لوگوں کے اس ٹھاٹھیں مارتے سمندر کے راستے سے ہٹ گیا ہوں اور میں اس کی مخالف سمت میں چلنا چاہتا ہوں تو لوگ مجھے نابود کر دیں گے۔ جو شخص بھی ایسا کرے گا اس کے ساتھ یہی ہو گا۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۱۹۹۔
2. صحیفہ امام، ج۱۷، ص۳۴۔
3. امام خمینیؒ کا اشارہ ''بنی صدر'' کی جانب تھا جو لوگوں کی جانب سے مینڈیٹ دئے جانے کے محرکات پر توجہ کئے بغیر اپنے حاصل کردہ ووٹوں پر اتراتا تھا۔
4. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۳۷۱۔
5. امام خمینیؒ کا اشارہ اس زمانے کی جانب ہے جب ''بنی صدر'' اور امام خمینیؒ کے حامی افراد کے درمیان کشمکش اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی۔

میں سب کیلئے دعا کرتا ہوں

نجانے کس زبان سے [میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں]۔ میں آپ لوگوں کے بارے میں جو جذبات رکھتا ہوں اور ملت کے تمام طبقات، خصوصاً علماء کے طبقہ کے بارے میں اپنے جذبات کو زبان سے بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ یقین رکھیں کہ جن مواقع پر مجھے دعا کی قبولیت کا گمان ہوتا ہے، میں ان مواقع پر سب کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اس وقت بھی میں خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ جس راستے پر آپ گامزن ہیں، اس پر آپ کا تحفظ فرمائے۔ خداوند اسلام کے دشمنوں کی ہدایت فرمائے اور اگر وہ ہدایت قبول نہ کریں تو انہیں نیست و نابود کر دے۔[2]

ہم یہ ملک اسکے اصل وارث کے سپرد کریں گے

مجھے امید ہے کہ اس ملک میں پایا جانے والا جذبہ، اس ملک میں پایا جانے والا اسلامی اور توحیدی جذبہ بدستور باقی رہے گا تا کہ ہم یہ ملک اس کے اصل وارث حضرت امام زمانہ (ع) کے سپرد کر دیں، انشاءاللہ۔ آپؑ کی خدمت میں ہم سب حاضر ہوں اور اس ملک اور ملت کو آپؑ کی خدمت میں پیش کر دیں، انشاءاللہ۔[3]

ج: عوام سے ہمدردی

میں، سب سے معذرت خواہ ہوں

میں پندرہ خرداد کے بعد جب قید سے آزاد ہوا اور ایران میں رونما ہونے والے واقعات سے آگاہ ہوا اور اس کے بعد، میں قم آیا اور میری ملاقات ایسے بعض افراد سے ہوئی جو اپنے عزیزوں سے محروم ہو گئے تھے، مجھے گمان نہیں تھا کہ اس چیز کا نتیجہ ان مناظر کی صورت میں نکلے گا جو میں اب دیکھ رہا ہوں۔ اس وقت جب پندرہ خرداد کے واقعے، جو کہ ایک عظیم تاریخی واقعہ تھا اور میرے کندھے پر سنگین وزن تھا، کے زخمیوں اور شہداء کے لواحقین میں سے بعض سے میری ملاقات ہوئی تو میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس وقت مجھے گمان نہیں تھا کہ پندرہ خرداد کے بعد بھی ایسے مناظر کا سامنا کرنا ہو گا اور ہماری ملاقات ایسے عزیز بھائیوں اور ایسی قابل احترام بہنوں سے ہو گی جو اپنے عزیزوں سے محروم ہو چکی ہوں گی۔ ہمارا سامنا شہداء کے لواحقین، زخمیوں اور ان کے اہل خانہ سے ہو گا۔ اگرچہ یہ بہت کم ہیں اور پورے ایران میں یہ مسائل پائے جاتے ہیں۔ میں آپ سے اس بات پر معذرت

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۴۵۔
2. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۴۲۳۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۱۸۳۔

خواہ ہوں کہ آپ نے جو مصائب جھیلے ہیں، یہ مصائب ساری ملت کیلئے تھے۔ ہم ان کا ازالہ نہ تو کر سکے ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کو تسلی دینے سے قاصر ہیں۔[1]

میں آواز بلند کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں

وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں اس زندگی سے بہت خوش ہوں، جبھی تو [مجھے موت کی] دھمکی دیتے ہیں۔ یہ میری کیا زندگی ہے؟ وائے ہو اس زندگی پر! جتنی جلدی ممکن ہو انسان کو اکرم الاکرمین کی طرف جانا چاہیے۔ اس طرح کم از کم انسان ایسی خبریں تو نہیں سنتا ہے۔ ہر روز خبریں آ رہی ہیں۔ ہر روز انسان لوگوں کی فریاد سنتا ہے۔ ہر روز خبریں پہنچتی ہیں کہ بد معاش اور تازیانے مارنے والوں نے یونیورسٹی پر حملہ کر کے متعدد افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ ابلتے ہوئے سالن کی دیگ لڑکیوں کے سروں پر انڈیل دی ہے۔ جن کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ کہتی تھیں کہ ہمیں اڑھائی ہزار سالہ جشن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جشن تو ان کو منانا چاہیے جو زندگی گزار رہے ہیں۔ جشن وہ منائیں جو حکومت کر رہے ہیں۔ جو اس حکومت کی نگرانی میں آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جن کو پناہ حاصل ہے۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں تک میری آواز پہنچ رہی ہے، آواز بلند کروں۔ جہاں تک میرا قلم لکھ سکتا ہے، لکھوں اور شائع کروں۔[2]

میری یہ زندگی مردہ باد

ملت ایران کا فرض ہے کہ اس (اڑھائی ہزار سالہ جشن) کے خلاف منفی جدوجہد کرے، مثبت نہیں، ضروری نہیں؛ جب یہ جشن منایا جا رہا ہو اپنے گھروں سے ہی باہر نہ نکلیں۔۔۔ اگر علمائے ایران مل کر احتجاج کریں گے تو کیا سب کو گرفتار کر لیا جائے گا؟۔۔۔ اگر یہ احتجاج کریں اور خاموشی، جو کہ ان کی رضا شمار کی جاتی ہے، کو توڑ دیں تو کیا ان سب کو نابود کر دیا جائے گا؟ اگر وہ سب کو نابود کرنا چاہتے تو بہتر یہ تھا کہ سب سے پہلے مجھے نابود کرتے لیکن انہوں نے مجھے نابود نہیں کیا کیونکہ اسے وہ اپنے مفاد میں نہیں جانتے تھے۔ کاش یہ ان کے مفاد میں ہوتا۔ میں اس زندگی کا کیا کروں گا؟ میری یہ زندگی مردہ باد! وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں اس زندگی سے بہت خوش ہوں جو مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ یہ کیا زندگی ہے جو میں گزار رہا ہوں! وہ جتنی جلدی آئیں اتنا ہی اچھا ہے، جتنی جلدی ہو اس قدر اچھا ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۷۵۴۔
2. نہضت امام خمینیؒ، ج ۱، ص ؟۔
3. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۶۔

میں پسند نہیں کرتا کہ چھوٹے بچے مارے جائیں

جو چیز فائدہ مند ہے، اس کی کنجی "اعلیٰ حضرت ہمایونی" کے اپنے پاس ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ جناب یہاں سے چلے جائیں (حاضرین کی ہنسی)۔ کنجی اس کے اپنے پاس ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ امن قائم ہو تو اپنے بیوی بچوں کا ہاتھ پکڑے اور اس ملک سے چلا جائے اور خود نجات حاصل کرلے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں شورش برپا نہ ہو جائے اور چھوٹے بچے بھی نہ مارے جائیں۔ میں ایسی کوئی چیز پسند نہیں کرتا ہوں۔ میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ چھوٹے بچے ہلاک ہوں۔[1]

یہ سب میرے عزیز ہیں

ان بچوں کی قدردانی کیجئے۔ میں ان کے بچگانہ جذبات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں انہیں دوست رکھتا ہوں، اسی طرح جس طرح آپ لوگ اپنے عزیزوں کو دوست رکھتے ہیں۔ یہ سب میرے عزیز ہیں۔ میری آنکھوں کا نور ہیں اور مستقبل میں میری امیدیں انہی سے وابستہ ہیں۔ میں خداوند تبارک وتعالیٰ سے بچوں، کہ جو مستقبل میں ہماری سربلندی کا باعث ہوں گے، کے طبقے کی سلامتی وسعادت کا خواہاں ہوں اور آپ سب کیلئے دعا گو ہوں۔ خداوند پھول بن کر کھلنے کے قریب ان غنچوں کو اسلامی تربیت کے سائے میں پھول بنائے۔ خداوند تعالیٰ ان کو اپنی پناہ میں محفوظ رکھے اور ان کے نور فطرت میں اضافہ کرے۔ میں اس سے زیادہ کلام کو طویل نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ یہ بچے اس دباؤ میں پریشان ہیں اور دھوپ کی گرمی ان کیلئے نقصان دہ ہے۔[2]

اب میرے لیے گوارا نہیں ہے

اس حوزہ (دینی تعلیمی مرکز) کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اسے نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے۔ صرف افراد کی تبدیلی کا مسئلہ ہے، فرض کریں کہ ہم حضرت امیر (ع) کے جوار میں رہنے کے قابل نہیں ہیں تو خداوند تعالیٰ ان افراد کا انتخاب کرے گا جو حضرت امیر (ع) کے جوار میں رہنے کے قابل ہیں اور جو اسلام کی مدد اور مکتب شیعہ کی حمایت کر سکتے ہیں۔ بہر حال مجھے گوارا نہیں ہے، میں نے بہت غور کیا کہ یہاں رہنا میرے لیے گوارا ہو جائے، جبکہ دوست بھی جا رہے ہیں، جبکہ ہمارے دینی بھائی ہمیں اس طرح بھیج رہے ہیں، جبکہ جیسا کہ مجھے کہا گیا ہے، حالانکہ جب یہودیوں کو بغداد سے نکالا جانا تھا تو ان کو بھی چھ مہینے کا وقت دیا گیا تھا۔ ایک اجلاس بلایا گیا تھا، ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی کہ ان کے اموال کو منصفانہ طور پر خریدا جائے اور ان کی تحویل میں دیا جائے تاکہ وہ چلے جائیں۔ آپ حضرات، آپ شیعہ ملت کے ساتھ یہاں، ایرانیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے اور یہ میرے لئے ناگوار ہے کہ ایک ایسی مملکت میں جس میں۔۔۔ ایسا سلوک کیا جاتا ہے۔ ائمہ (ع) کے مجاوروں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہو۔ میرے لیے اب یہاں ٹھہرنا گوارا

---

1. کوثر، ج۲، ص۱۲۰۔

2. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۸۸۔

نہیں ہے۔ بنابریں، کل میں پاسپورٹ جمع کراؤں گا اور لبنان کے ویزے کی درخواست دوں گا تاکہ جس طرح شہیدین (علیہما الرحمہ) شہادت پر فائز ہوئے ہیں، ہم بھی وہاں شہادت، بلکہ انشاءاللہ، خداوند (طویل مدت تک حاضرین کا شدید گریہ)۔۔۔[1]

کوئی خاص مقام میرے پیش نظر نہیں ہے

اب جبکہ میں مولی امیر المومنین (ع) کے جوار سے جانے پر مجبور ہوں۔[2] اور میں، آپ محروم ملت، کہ جس پر اغیار اور ان کے پٹھوؤں نے ہمہ گیر حملہ کرر کھا ہے، کی خدمت، اسلامی ممالک میں رہ کر نہیں کر سکتا ہوں۔ کویت کا ویزا ہونے کے باوجود مجھے کویت میں داخل ہونے نہیں دیا گیا! اب میں فرانس جارہا ہوں۔ کوئی خاص جگہ میرے پیش نظر نہیں ہے بلکہ الہی ذمہ داری کو نبھانا اہم ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے عظیم مفادات کو اہمیت حاصل ہے۔ آج جبکہ اسلامی تحریک ایک حساس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے، ہم جوابدہ ہیں۔ اسلام کو ہم سے توقع ہے۔۔۔

میں اپنی حالیہ مصروفیات میں ایران کی خبریں اور کرمانشاہ اور کردستان کے بعض علاقوں میں چلنے والی مسلسل تحریکوں اور شاہ کے پٹھوؤں کے ہاتھوں ہونے والے قتل عام کے واقعات کے بارے میں سنتا تھا تو میں متاثر بھی ہوتا۔ مجھے افسوس بھی ہوتا اور میں امیدوار بھی ہوتا اور سربلند بھی۔ میں عظیم ملت کی شجاعت کا امیدوار ہو جاتا اور اسلام و مسلمین کی راہ میں ان کی فداکاری کی بنا پر سربلند بھی۔

خداوند تعالٰی سربلند کرے اس ملت کو جس نے اپنی فداکاری کے ساتھ حق کی کامیابی کے راستے میں قدم اٹھایا ہے اور اس راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو ہٹا دیا ہے۔ کامیابی عطا ہو ان دلیر مردوں کو جنہوں نے اپنے خون کے ذریعے اپنی تباہ شدہ عزت کو دوبارہ حاصل کیا اور ظالم سلاطین کے ہاتھوں پامال شدہ عظمت کو بازیاب کیا۔ میں جب اس دنیا سے چلے جانے والے جوان لڑکوں اور لڑکیوں، جنہوں نے بڑی دلیری کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا اور کر رہے ہیں کے جذبے کے بارے میں غور کرتا ہوں تو مجھے اپنے بارے میں شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ مجھے ان تمام مشکلات اور مصائب میں آپ کے ساتھ ہونا چاہیے جو آپ لوگوں نے برداشت کی ہیں۔ افسوس کہ میں آپ لوگوں کے درمیان نہیں رہ سکا اور جو آپ لوگوں نے جھیلا اسے نہ جھیل سکا۔ لیکن آپ سے دور رہ کر بھی میری آنکھوں میں آپ کی وجہ سے ٹھنڈک ہے اور میرا دل امت اسلامی کیلئے دھڑکتا ہے۔[3]

---

1. کوثر، ج۱، ص۲۵۷۔

2. امام خمینیؒ کے ان بیانات کا تعلق اس زمانے سے ہے جب عراق کی بعثی حکومت نے عراق میں مقیم ایرانیوں کو نکالنے کیلئے بہت زیادہ دباؤ ڈالا تھا اور یہ سب ایسے عالم میں تھا کہ یہ حکومت خاص شیطانی پالیسی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف امام خمینیؒ کے سدراہ نہیں ہوئی تھی، بلکہ اس سلسلے میں امام خمینیؒ کو یقین دہانی کرائی تھی کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا۔ لیکن امام خمینیؒ نے عوام سے ہمدردی کی خاطر حکومت کو دھتکار دیا۔

3. صحیفہ امام، ج۳، ص۴۸۱؛

عراق سے نکلنے کی مناسبت سے ملت کے نام، امام خمینیؒ کا پیغام۔

میں نے کوئی خدمت نہیں کی ہے

میری ملاقات جب ایسے افراد سے ہوتی ہے جنہوں نے اپنی امیدوں کے تمام سہارے راہ خدا میں دے دیئے ہیں، اپنے جوان دے دیئے ہیں، مشکلات برداشت کی ہیں، جب میں ان انسانی صورتوں سے ملاقات کرتا ہوں تو سوائے اس کے کہ میرے اندر اپنے لئے حقارت کا احساس پیدا ہو میں کچھ نہیں کہہ پاتا۔ یہ بات ہمیشہ میرے ذہن میں رہی ہے کہ میں نے اس ملت ایران کہ جو اپنا سب کچھ اسلام کی راہ میں دے رہی ہے اور جوان بیٹوں سے محروم ہو جانے والے ان باپوں کی کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ میں ان حضرات، ان افراد کہ جنہوں نے خدا کیلئے تحریک چلائی، کا حق ادا نہیں کر سکا، ان کا جو حق میرے ذمے ہے وہ میں ادا نہیں کر سکا۔ سوائے اس کے کہ حق تعالی کی بارگاہ میں اپنی کوتاہی کیلئے توبہ کروں۔[1]

ہمیں پہنچنے والی تکلیف وہی ہے جو اس ملت کو پہنچی ہے

ہمیں ذاتی طور پر کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اس شخص [شاہ] کی مخالفت کر رہے ہوں۔ ہمیں پہنچنے والی تکلیف وہی ہے جو اس ملت کو پہنچی ہے۔ جب میرے ذہن میں ان مردوں کا تصور آتا ہے جن کے بیٹے قتل کر دیئے گئے ہیں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔[2]

جس چیز سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے

جب میرے ذہن میں ان مردوں کا تصور آتا ہے جن کے بیٹے قتل کر دیئے گئے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ میں جب اس ماں کا تصور کرتا ہوں جو اپنا گریبان پھاڑتے ہوئے کہتی ہے کہ "آؤ! مجھے مار ڈالو۔ تم نے میرے جوان بیٹے کو تو مار ڈالا ہے۔ آؤ! مجھے بھی مار ڈالو" تو اس سے ہمیں بھی دکھ ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مجھ پر کوئی مصیبت آئی ہو جس کی مجھے تکلیف پہنچی ہو، نہیں، میری ذاتی زندگی تو بہت اچھی گزری ہے جس چیز سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے، وہ مصیبت ہے جو ہماری ملت پر نازل ہوئی ہے۔ اگر کسی مسلمان کو اپنی ملت پر نازل ہونے والی مصیبت پر دکھ نہ ہوتا ہو تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔[3]

---

1. کوثر، ج ۱، ص ۵۳۱۔
2. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۰۳۔
3. کوثر، ج ۲، ص ۱۳۷۔

میں کل حکام کے پاس اپنا پاسپورٹ بھیجوں گا

میں نے ٹیلی گراف کے ذریعے عراقی حکام کو مصلحت، ان کی بھلائی اور اپنے موقف سے آگاہ کیا تو انہوں نے نہ صرف جواب نہیں دیا، بلکہ اس کے خلاف اپنے شدید رد عمل کا اظہار بھی کیا ہے۔ اس صورتحال میں، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اب یہاں میری موجودگی ضروری نہیں ہے۔ اس لیے کل میں سرکاری حکام کے پاس اپنا پاسپورٹ بھیجوں گا اور یہاں سے جانے کا ویزا حاصل کروں گا، (حاضرین کا گریہ)۔

بہر حال اب یہاں ٹھہرنا مجھے ناگوار گزرتا ہے، جبکہ میرے دوستوں کو یہاں سے جبراً بھیجا جا رہا ہے اور ہمارے دینی بھائیوں کو اس انداز میں یہاں سے نکالا جا رہا ہے۔ حالانکہ میں نے سنا ہے کہ جب عراق میں رہنے والے یہودیوں کو یہاں سے نکالنے کا فیصلہ کیا گیا تو ان کو چھ ماہ کا وقت دیا گیا تھا! اجلاس بلایا گیا تھا تاکہ ایک کمیٹی کی نگرانی میں ان کے اموال کو منصفانہ طور پر فروخت کر کے رقم ان کی تحویل میں دی جائے۔ لیکن آپ حضرات، شیعوں اور ایرانیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے اور جس ملک میں مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہو، ائمہ طاہرین (ع) کی قبور کے مجاورین کے ساتھ اس طرح رویہ اختیار کیا جاتا ہو۔ وہاں ٹھہرنا میرے لیے مشکل ہے۔[1]

اگر میرا خون بہنا ہی ہے

میں ان ایرانیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرے ہمراہ تھے۔ میرا ارادہ تھا کہ کل ملت کے درمیان ہوتا اور جو تکلیف وہ جھیل رہے ہیں، میں بھی ان کا شریک ہوتا۔ لیکن خیانت کار حکومت اس کے سد راہ ہوئی اور اس نے تمام ہوائی اڈے بند کر دیئے۔ میں ہوائی اڈے کھلنے کے فوراً بعد چلا جاؤں گا اور اسے [شاہ کو] یہ بات سمجھادوں گا کہ تم غاصب ہو اور ہماری ملت کے ساتھ تم نے خیانت کی ہے اور اب ملت تم غیر ملکی پٹھوؤں کو برداشت نہیں کرے گی۔

ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اب زبردستی کرنے کا زمانہ گزر چکا ہے۔ میں ملت ایران کو تحریک جاری رکھنے کی دعوت دیتا ہوں۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ ان بدمعاشوں کو ان کی اوقات دکھادی جائے۔ البتہ بدامنی نہ پھیلے۔ میں تمام ملت ایران کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور پہلی فرصت میں اپنے عوام کے پاس ایران چلا جاؤں گا تاکہ ان کے ہمراہ قتل ہو جاؤں یا ملت کے حقوق حاصل کر کے ملت کو واپس لوٹادوں۔[2]

اس بوجھ کا اٹھانا میرے بس میں نہیں ہے

ایرانی بھائیوں پر جو مصیبت بھی پڑ رہی ہے اور وہ جو بھی مشکلات برداشت کر رہے ہیں، یہ سب ایک سنگین بوجھ کے مترادف ہے جو میرے کندھوں پر پڑ رہا ہے اور اس بوجھ کا اٹھانا میرے بس میں نہیں ہے۔ انہی دو تین دنوں میں ایران میں قتل کے واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے میں متاثر ہوں۔ ایران کے باشندے، مختلف علاقوں سے تہران میں آئے۔ انہوں نے مشکلات برداشت کیں۔ موسم سرما کی اس سردی میں تہران آئے۔ یہ بھی

---

1. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۰۵۔

2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۴۳؛

نوفل لوشاتو میں امام خمینیؒ کو الوداع کہنے کیلئے آنے والے ایرانیوں اور نامہ نگاروں کے اجتماع سے خطاب۔

ہمارے لیے دکھ کا سبب ہے۔ یہ سب ایک بوجھ ہے جو میرے کندھوں پر ہے۔ میں خداوند تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ملت ایران اور ایرانی عوام کو توفیق عطا فرمائے۔ میں خدا تعالیٰ سے آپ سب کی سلامتی کیلئے دعا گو ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ایرانی ساتھیوں کے پاس جاؤں اور ان کی صف میں شامل ہو کر خدمت انجام دوں۔ میری خواہش تھی کہ اگر ان کو کوئی صدمہ پہنچے تو میں بھی ان کا شریک ہوں۔ اگر خدانخواستہ ان کا لہو بہے تو ان کے ساتھ میرا لہو بھی بہے۔[1]

آپ لوگوں کے گھروں کی تباہی کو اپنے گھر کی تباہی جانتا ہوں

میں ان تمام عزیزوں کی خدمت میں جو ان واقعات اور میدان کارزار میں اپنے گھروں اور جگر کے ٹکڑوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ عرض کرتا ہوں کہ یقیناً آپ اپنے اس خادم اور بوڑھے باپ کے احساس ہمدردی کا ادراک رکھتے ہیں۔ میں آپ لوگوں کے گھروں کی تباہی کو اپنے گھر کی تباہی اور آپ کے عزیزوں اور بچوں کی شہادت اور ان کے زخمی ہونے کو اپنے بچوں کی شہادت اور زخمی ہونا سمجھتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور آپ لوگوں کو صبر اور استقامت کی تاکید کرتا ہوں۔[2]

لوگ مجھے دوست رکھتے ہیں

سوال: اس وقت ایران میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو آپ کو ڈکٹیٹر، بلکہ جدید ڈکٹیٹر اور نئے اختیارات کا حامل جانتے ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا کہنا ہے؟ کیا یہ مسئلہ آپ کو پریشان کرتا ہے یا آپ اس پر توجہ نہیں دیتے ہیں؟

امام خمینی: ایک جانب تو میں پریشان ہوتا ہوں اور مجھے افسوس ہوتا ہے کیونکہ یہ بالکل غلط اور غیر انسانی ہے کہ مجھے ڈکٹیٹر کہا جائے۔ دوسری جانب میرے لیے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بعض الزامات انسان کے کردار کا حصہ ہوتے ہیں اور وہ ہمارے دشمنوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔ جس راستے کا ہم نے انتخاب کیا ہے وہ ایسا راستہ ہے جو سپر طاقتوں کے خلاف ہے۔ اس میں یہ ایک فطری چیز ہے کہ اغیار کے پٹھو ہمیں زہر آلود ڈنک ماریں گے اور ہر طرح کا غلط اور بے بنیاد الزام، ہم پر لگائیں گے۔ اس کے علاوہ ہمیں ان سے کوئی توقع بھی نہیں ہے۔ جن ممالک کو ہمیں لوٹنے اور کھانے کی عادت پڑی ہوئی ہے، کیا وہ خاموش اور چین سے بیٹھے رہیں گے؟ اور شاہ کے پٹھو تو اس سے بھی بڑی بڑی بے بنیاد باتیں کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ خمینی نے عورتوں کے پستان کاٹنے کا حکم دیا ہے! آپ لوگ جو یہاں موجود ہیں، خود ہی بتائے، کیا خمینی عورتوں کے پستان کاٹنے جیسے ہولناک ظلم کا مرتکب ہوا ہے؟

---

1. کوثر، ج ۲، ص ۶۳۳۔
2. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۱۹۸۔

سوال: نہیں! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن آپ لوگوں کو ڈراتے ہیں اور آپ کے ساتھی بھی لوگوں کو ڈراتے ہیں۔ آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ جب آپ شب و روز نعرے سنتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ وہ گھنٹوں تک یہاں کھڑے رہتے ہیں حالانکہ وہ دوسروں کے نیچے آکر کچلے جاتے ہیں اور وہ یہ سب سختیاں برداشت کرتے ہیں تاکہ حتی ایک لمحے کیلئے آپ کو دیکھ سکیں اور اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں۔

امام خمینی: میں بہت خوش ہوتا ہوں جب ان کو دیکھتا ہوں، ان کے نعرے سنتا ہوں، کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے ملکی اور غیر ملکی دشمنوں کو ملک سے نکال باہر کرنے کیلئے تحریک چلائی اور اس وجہ سے بھی کہ ان کے جذبات کا اظہار اسی نعرے کا تسلسل ہے جس کے ذریعے انہوں نے اس ایک غاصب کو ملک سے نکال باہر کیا اور ان کے اندر اسی جذبے کا باقی رہنا بہتر ہے۔ دشمن ابھی نابود نہیں ہوئے ہیں۔ جب تک ملک میں امن قائم نہیں ہو جاتا، لوگوں کو تیار رہنا چاہیے۔ ان کو نئے سرے سے آگے بڑھنے اور حملے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ اس کے علاوہ یہ ان کا عشق ہے۔ اس عشق کا سرچشمہ ان کی معرفت ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کی خوشی نہ ہو۔

سوال: یہ عشق ہے یا فناٹزم ہے؟ میرے خیال میں تو یہ فناٹزم ہے اور فناٹزم، فاشزم سے زیادہ خطرناک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایران میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو ایران میں فاشزم کا خطرہ محسوس کررہے ہیں، بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ایران میں فاشزم کی حکمرانی ہے؟

امام خمینی: نہیں! اس کا فاشزم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فناٹزم سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ایک بار پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ ملت نعرے لگاتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے عقیدت رکھتی ہے اور مجھے دوست رکھتی ہے اور اس وجہ سے کہ ملت محسوس کرتی ہے کہ میں ان کی بھلائی چاہتا ہوں اور ان کی بہتری کیلئے کام کر رہا ہوں، کیونکہ میں اسلامی تعلیمات پر عمل کر رہا ہوں۔ اسلام میں عدالت ہے۔ اسلام کے نزدیک ڈکٹیٹر شپ بہت بڑا گناہ ہے۔ فاشزم اور اسلام دو ایسی متضاد چیزیں ہیں جو کبھی بھی اکٹھی نہیں ہو سکتی ہیں۔ فاشزم مغرب میں آپ لوگوں کے یہاں وجود میں آتا ہے۔ اسلامی ثقافت کے حامل لوگوں کے ہاں نہیں۔[1]

مجھے شرم محسوس ہوتی ہے

مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں ایمان، عشق اور فداکاری سے لبریز ان عزیزوں کے سامنے اپنے آپ کو کچھ سمجھوں۔ یہ خدا تعالیٰ سے عشق کے ذریعے اپنے معشوق تک پہنچ گئے ہیں اور ہم ابھی تک گلی کے موڑ تک بھی نہیں پہنچے ہیں۔[2]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۵۱؛

"اوریانا فالاچی" نے آپ سے یہ انٹرویو لیا۔ غور کیجئے کہ اوریانا فالاچی نے کس قدر گستاخی پر مبنی الفاظ امام خمینیؒ کیلئے استعمال کئے ہیں اور امام خمینیؒ نے کس حد تک صبر اور بردباری کے ساتھ یہ القاب یورپ والوں کی جانب پلٹادئے ہیں !

2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۳۱۰۔

یہ مناظر کیسے برداشت کروں

بارالٰہا! تو جانتا ہے کہ میری کیا حالت ہے۔

بارالٰہا! کس طرح میں یہ مناظر دیکھوں کہ ہمارے بھائیوں، ہماری بہنوں، ہمارے بچوں نے اپنے اعضائ، اسلام کی راہ میں دے دیئے ہیں ۔ وہ اپنی سلامتی سے محروم ہو چکے ہیں۔ میں یہ مناظر کیسے برداشت کروں؟ میں کس طرح یہ بات کہ یہ بچہ جو یہاں کھڑا ہے معذور ہو گیا ہے اور بچپن کے اوائل میں ہی معذور ہو گیا ہے، کس طرح برداشت کروں؟۔۔۔

بارالٰہا! ان بڑی طاقتوں کو، جنہوں نے اس طاقت کہ جو چاہے چند سال کے بعد ہی کیوں نہ حاصل ہو کے حصول کی خاطر دنیا میں یہ جرائم کئے ہیں، ان کے کیفر کردار تک پہنچا دے۔ اپنی قدرت کے ذریعے انہیں ان کی حیثیت دکھا دے۔

اے میرے بھائیو! اے میری بہنو! اے میرے پیارے بچو! میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ مشکلات برداشت کر رہے ہیں اور میں ان مشکلات میں تمہارا شریک ہوں۔ میں اس بھائی کی طرح ہوں جس کا بھائی غمزدہ ہوتا ہے، جس کی بہن غمزدہ ہوتی ہے۔ اس باپ کی طرح ہوں جس کی اولاد غمزدہ ہوتی ہے۔ اس طرح میں تمہارے غم اور دکھ میں برابر کا شریک ہوں۔[1]

میں کم متاثر ہوتا ہوں

میں اس منظر سے کس قدر زیادہ متاثر ہوا ہوں، اسے بیان نہیں کر سکتا۔ میں [عموماً] کم متاثر ہوتا ہوں لیکن اس وقت میں ان عزیزوں سے متاثر ہوں۔ میں آپ لوگوں کا باپ ہوں اور میں آپ لوگوں کا خادم ہوں۔ آپ میرے ہی بچے ہیں۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں کس طرح بیان کروں کہ میں اس منظر سے کس حد تک متاثر ہوا ہوں۔۔۔ میں آپ سب سے عقیدت رکھتا ہوں۔ آپ سب کا مخلص ہوں۔ سب سے محبت کرتا اور سب کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ سب مجھ سے ہیں اور میں بھی آپ سے ہوں۔[2]

مجھے توقع نہیں تھی کہ زندہ رہوں گا

مجھے توقع نہیں تھی کہ میں زندہ رہوں گا اور اپنے گرانقدر اور پیارے دوستوں کو یکے بعد دیگرے کھوتا رہوں گا۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۵۶۔
2. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۳۸۶۔
3. صحیفہ امام، ج ۹، ص ۴۸۶۔

مجھے ان سب سے عقیدت ہے

میں ان تمام گروہوں سے جو اسلام کی خدمت کررہے ہیں، چاہے وہ علماء کا گروہ ہو کہ جنہوں نے آغاز سے اب تک خدمت کی ہے، چاہے سیاستدانوں اور روشن خیال افراد کے گروہ ہوں کہ جو اپنے قلم یا عمل کے ساتھ اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں، جو بھی مسلمان اور جو بھی انسان دیکھتا ہے کہ یہ لوگ اسلام اور انسانیت، اسلام انسان سازی کا مکتب ہے، کی خدمت میں مصروف ہیں۔ جب انسان دیکھتا ہے کہ کچھ گروہ انسان کی خدمت میں مصروف ہیں، انسانیت کی خدمت کررہے ہیں اور اسلام، جو کہ ایک انسان ساز دین ہے کی خدمت کررہے ہیں تو لامحالہ اسے ان سے عقیدت ہو جاتی ہے اور اس عقیدت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسری جانب مجھے تمام گروہوں سے شکوہ بھی ہے، عقیدت پر مبنی شکوہ۔ یہ جو روشن خیال، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اور جدید تعلیم کے حامل گروہ ہیں، خدا ان کی مدد کرے، جو اسلام کے خادم ہیں، خداوند ان کی مدد کرے، مجھے ان سے شکوہ ہے، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان کی تحریروں میں، البتہ بعض تحریروں میں یہ لوگ فقہا کے بارے میں ، فقہ کے بارے میں، علمائے اسلام کے بارے میں، فقہ اسلام کے بارے میں، انہوں نے کسی حد تک انتہاپسندی سے کام لیا ہے، انہوں نے ایسی باتیں تحریر کی ہیں جن کا تحریر کیا جانا مناسب نہیں تھا۔ البتہ ان کا کوئی غلط مقصد نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں اکثر ایسے ہیں جو اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور ان کا کوئی برا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے غلط نیت کی بنا پر یہ باتیں تحریر کی ہیں، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی معلومات کم ہیں۔[1]

کاش میں بھی پیدل آسکتا

میں سب کچھ بھول سکتا ہوں، یہ جذبات نہیں بھول سکتا۔ ان جوانوں کے جذبات کہ جو دور دراز سے پیدل آکر مجھ سے ملاقات کرتے ہیں۔ کاش میں آپ اور ملت ایران کا خادم بھی۔۔۔ میں خداوند تعالیٰ سے آپ سب کی سعادت کیلئے دعاگو ہوں۔[2]

یہ جذبات میرے کندھے پر بوجھ ہیں

ملت کے طبقات کے یہ جذبات، یہ جذبات جوان افراد کو دور دراز کے علاقوں]چہار محال و[بختیاری سے، شمال سے یہاں لائے۔ انہوں نے اس سردی میں اور ان دشوار گزار راستوں میں تکالیف اٹھائی ہیں، یہ جذبات میرے کندھوں پر بوجھ ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان جذبات کا حق کیسے ادا کروں۔ آج ایک جوان کا فوٹو میرے پاس بھیجا گیا ہے جو یونیورسٹی کے قریب شہید ہوا ہے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اگر میں فلاں سے ملاقات نہ کرسکا

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص۴۸۶؛

امام خمینیؒ کی مراد ڈاکٹر شریعتی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''تشیّع علوی و تشیّع صفوی'' کے مقدمے میں لکھا ہے کہ ''علامہ مجلسیؒ صفوی بادشاہ کے درباری عالم تھے''۔ دریں اثنا اس تقریر میں امام خمینیؒ نے علماء کو ان جیسے افراد کو کافر قرار دینے کے بارے میں بھی خبردار کیا ہے۔

2. صحیفہ امام، ج۹، ص۴۴۳؛

امام خمینیؒ نے یہ تقریر ''گرگان شہر'' کے ان باشندوں کے اجتماع میں کی تھی جو آپؒ سے ملاقات کیلئے ''قم'' تک پیدل چل کر آئے تھے۔

تو میری یہ تصویر ان تک پہنچا دینا! میں یہ تصویر اور اس راستے میں شہید ہونے والے دوسرے جوانوں کی تصاویر دیکھ کر اپنے کندھے پر بوجھ محسوس کرتا ہوں۔ یہ جذبات میرے کندھوں پر بوجھ کے مترادف ہیں اور اس بوجھ کو جو چیز ہلکا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم خدا کی جانب سے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں جانا ہے۔ یہ راستہ، خدا کا راستہ ہے۔ آپ لوگ جو [چہار محال و] بختیاری سے یہاں تک آئے ہیں، یہ سب خدا کیلئے تھا۔ میرے لیے نہیں، خدا کیلئے ہے اور جو حضرات شمال سے آئے ہیں، انہوں نے بھی یہ جو راستہ طے کیا ہے تو یہ خدا کا راستہ ہے اور خدا کیلئے ہی انہوں نے اسے طے کیا ہے۔ جو چیز مشکلات کو آسان بناتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اسلام کی خاطر مشکلات اٹھا رہے ہیں۔ [1]

ہم یتیم بچوں کے غم میں شریک ہیں

میں مجرموں کے ظلم کی بنا پر باپوں سے محروم ہونے جانے والے بچوں کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ ہم بھی تمہارے غم میں شریک ہیں۔ ہم اس مسئلے میں کہ ہم جناب موسیٰ صدرؒ سے مطلع نہیں ہیں، تمہارے غم میں شریک ہیں۔ ہم ملت عراق کے غم میں بھی برابر کے شریک ہیں، کیونکہ جناب صدر اور ان کی عزیز بہن کو اس قدر برے طریقے سے قتل کیا گیا ہے اور ان پر تشدد کیا گیا ہے اور ہم دنیا کے تمام مظلوموں کے غم میں برابر کے شریک اور ہم دنیا کے تمام مظلوموں کے پشت پناہ ہیں۔ [2]

میں کھلاڑیوں کو دوست رکھتا ہوں

میں خود تو کھلاڑی نہیں ہوں، لیکن کھلاڑیوں کو دوست رکھتا ہوں۔

(اُحِبُّ الصّالِحِینَ وَلَستُ مِنهُم) [3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۵۱۱۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۱۳۸۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۸۰؛

کھلاڑیوں کے ایک گروہ نے آپ سے ملاقات کی تو اس وقت آپ نے یہ فرمایا۔

د: محرومین

خدا جانتا ہے کہ میں پریشان ہوں

خدا جانتا ہے کہ میں بعض اوقات جب یہ سوچتا ہوں کہ موسم سرما میں ہمارا کیا حال ہوگا تو پریشان ہو جاتا ہوں۔ آیا سال رواں میں ان کے پاس کھانے کو روٹی بھی ہوگی یا نہیں؟ اس سال بھی خوراک کی صورتحال اچھی نہیں ہے۔۔۔ کیا بنے گا؟ اس سیاہ موسم سرما میں اس غریب اور بدنصیب ملت پر [کیا گزرے گی]۔[1]

ہم نادار طبقے کے مرہون منّت ہیں

تمام مسائل جو پیش آئے ہیں ان کے سلسلے میں ہم خدائے تبارک وتعالٰی کے بعد ایرانی ملت خصوصاً نادار طبقے کے مرہون منت ہیں نہ کہ امرائ، مالدار، اپر کلاس طبقے اور اشرافیہ کے۔ ضرورت پڑنے پر اسی (نادار طبقے) سے تعلق رکھنے والی خواتین، مرد اور بچے بڑے بڑے سڑکوں پر آتے تھے، مشین گنوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے سینے تان کر نعرے لگاتے تھے کہ "مارو" بجا طور پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ٹینکوں اور مشین گنوں پر گوشت اور خون کو فتح حاصل ہوئی اور یہ خدا تعالٰی کی قدرت ہی تھی۔[2]

حکومت پسماندہ علاقوں پر زیادہ توجہ دے

حکومت کو یہ بات اپنے پیش نظر رکھنی چاہیے کہ پسماندہ علاقوں کی جانب اس کی توجہ زیادہ ہونی چاہیے اور ان کے مسائل کو نسبتاً زیادہ حل کرنا چاہیے۔ خداوند تعالٰی آپ سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی آپ لوگوں کے خادموں میں شمار کرے۔[3]

فوری طور پر مجھے صورتحال سے آگاہ کیا جائے

السلام علیکم

---

1. صحیفہ امام، ج۱، ص۳۸۶؛

۱۳۴۳ ھ ش (۱۹۶۴ئ) میں قم میں بہت سخت سردی پڑی تھی اور امام خمینیؒ نے نجف اشرف سے ایک پیغام کے ذریعے محروموں کی صورتحال کے بارے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا تھا اور لوگوں کو ان کی مدد کرنے کیلئے کہا تھا۔

2. صحیفہ امام، ج۶، ص۲۲۸۔
3. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۴۶۹۔

جتنی جلدی ممکن ہو صوبہ کرمان میں آنے والے زلزلے کی صورتحال کے جائزے کیلئے ایک وفد بھیجا جائے تاکہ کرمان کے علمائے کرام اور شجاع ومجاہد عوام کے تعاون سے المناک زلزلے سے متاثرہ افراد کی ضروریات کا جائزہ لیا جائے اور فوری طور پر مجھے صورتحال سے آگاہ کیا جائے تاکہ میں اپنی غمزدہ بہنوں اور بھائیوں کی مقدور بھر مدد کر سکوں۔[1]

میں جہاد سازندگی میں جانا چاہتا تھا

میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپ لوگوں کے حسن تعاون سے بہت مسرور ہوں۔ میرا دل بہت چاہتا تھا کہ میں خود بھی ایک مرتبہ جاؤں اور جہاد سازندگی [تعمیر نو کے محکمے] میں خدمت انجام دوں۔ لیکن رکاوٹیں زیادہ ہیں اور میں کوئی خدمت بھی انجام دینے پر قادر نہیں ہوں۔ میں اب یہی خدمت کر سکتا ہوں کہ آپ لوگوں کیلئے دعا کروں۔ خداوند تعالیٰ آپ سب کا تحفظ فرمائے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی جانب سے توفیق اور اس کی تائید حاصل ہو، انشاءاللہ۔[2]

ہم سب، کمزور طبقے کے رہین منت ہیں

ہم اور اسلامی جمہوریہ کے تمام دیگر عہدیدار، فداکار ملت خصوصاً کمزور اور مظلوم طبقے کے رہین منت ہیں، کیونکہ انہی کی جاں نثاری اور فداکاری کی بدولت جابروں کو شکست ہوئی اور سرکشوں کی بجائے مستضعفین کی حکومت قائم ہوئی ہے۔ یہ حقیقت ہمیشہ سب کے مد نظر رہنی چاہیے کہ ہم سب کو اس طبقے کی خدمت کرنی چاہیے اور ہم اپنے بھرپور خلوص کے ساتھ اس عزیز ملت کو جو کچھ بھی پیش کریں گے تب بھی ان کے شکریہ کا حق ادا نہیں کر پائیں گے۔[3]

جھونپڑیوں میں رہنے والوں پر توجہ دی جائے

میں دو باتیں کرنا چاہتا ہوں، ایک تو اپنے حال کے بارے میں جو الحمدللہ برا نہیں ہے۔ شاید ڈاکٹروں اور وزیر صحت نے کچھ زیادہ ہی سہولتیں فراہم کر دی ہیں، جبکہ ہم طلباء ان سہولتوں کے عادی نہیں ہیں۔ میں اس وقت زیادہ خوش ہوں گا، جبکہ مجھے یہ پتہ چلے گا کہ یہ حضرات شہروں کے

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۲۴؛

کرمان میں ۲۲ خرداد ۱۳۶۰ھ ش (۱۲ جون ۱۹۸۰ئ) کو آنے والے زلزلے کی مناسبت سے امام خمینیؒ نے اس دن اپنے ایک پیغام کے ذریعے آیت اللہ صدوقیؒ کو زلزلے سے متاثرہ افراد کی ضروریات پوری کئے جانے پر مامور فرمایا۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۲۶۱۔

3. صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۳۷۱۔

جھونپڑیوں میں رہنے والوں اور خیموں کے اندر رہنے والے ان شہریوں پر توجہ دے رہے جن پر طاغوت کے زمانے میں توجہ نہیں دی گئی تھی۔ صحت تو لوگوں کی بنیادی ضرورت ہے اور اس کا انتظام سب کیلئے ہونا چاہیے۔[ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ] ایک شخص کیلئے تو تمام سہولتیں [فراہم ہوں] اور ایک شخص کیلئے کچھ بھی نہ ہو۔[1]

یہ سگریٹ کی بھیک مانگتے تھے

عالمی جنگ کے دوران میں نے خود دیکھا کہ اتحادیوں کی تینوں حکومتوں کے سربراہ آئے تھے، تینوں حکومتوں کے سربراہ۔ ایران میں انہوں نے ایک کانفرنس کا انعقاد کیا اور یہ ایران آئے۔ شاید آپ میں سے اکثر کو یاد نہ ہو لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان میں سے ایک چرچل تھا۔ ایک روزولٹ تھا اور ایک اسٹالن تھا۔ جیسا کہ نقل کیا گیا ہے اس کے مطابق چرچل ہوائی اڈے پر اترا اس کے بعد ٹیکسی پر سوار ہوا اور جہاں اسے جانا تھا وہاں گیا۔ دوسرا بھی اسی سادگی سے آیا۔ لیکن اسٹالن اپنے ساتھ گائے بھی لایا تھا تاکہ اسے اس گائے کے دودھ کے علاوہ کوئی دوسرا دودھ پینا نہ پڑے۔ اس کے جو امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ تھے کسی اور کے نہ تھے لیکن اس کے باوجود اس جیسے افراد کا کہنا تھا کہ ہم سب ایک جیسے ہیں! جب یہ شخص اس طرح یہاں آیا کہ اس کیلئے سب کچھ فراہم تھا اور کیا کیا انتظامات کئے گئے تھے۔ حتیٰ گائے بھی ساتھ لائی گئی تھی تاکہ اسے مثلاً ایرانی گائے کا دودھ نہ پینا پڑے یا ایسی گائے کا دودھ نہ پینا پڑ جائے جو سدھائی نہ گئی ہو۔ اس دوران میں خود تہران سے بس کے ذریعے مشہد گیا۔ اس جانب سے مشہد تک کا علاقہ روسی فوجوں کے قبضے میں تھا اور روسی فوجی آکر سگریٹ کی بھیک مانگتے تھے، لیکن پروپیگنڈہ یہ تھا کہ کہتے تھے "قارداش"۔ آپس میں ایک دوسرے کو قارداش کہتے تھے، یعنی ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں! ایک جیسے ہیں۔[2]

میں نے مستضعفین کو دینے کا حکم دیا ہے

ہم دنیا بھی سنواریں گے اور آخرت بھی۔ ایک کام جو انجام پایا جانا چاہیے یہی ہے جو ہو کر رہے گا۔ یہ ثروت اسلام کے غنائم میں سے ہے اور یہ ملت اور مستضعفین کی ملکیت میں ہے۔ میں نے مستضعفین کو دینے کا حکم دیا ہے اور دے کر رہیں گے۔ اسکے بعد امور میں آسانیاں پیدا ہوں گی لیکن آپ کو کسی قدر برداشت کرنا ہوگا۔ ان باطل باتوں پر توجہ نہ دیجئے۔ یہ لوگ باتیں کرتے ہیں اور ہم کر کے دکھاتے ہیں۔ یہ لوگ آپ کو اسلام سے بیزار کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام آپ کا پشت پناہ ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۱۲۶۔
2. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۱۶۴۔
3. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۲۷۳۔

اخبارات کا تعلق نچلے طبقے سے ہے

اخبارات کا تعلق نچلے طبقے سے ہے، امراء کے طبقے سے نہیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اخبارات حکومت کے ہوں اور وہ صرف حکومتی امور کے بارے میں ہی تحریر کریں، یہ درست نہیں ہے۔ میرے نزدیک اخبارات تمام عوام کیلئے ہیں اور سارے عوام کا ان پر حق ہے، یہ کہا جاسکتا ہے کہ بعض اوقات دوسروں کی جگہ غصب کرلی جاتی ہے۔ البتہ غصب کے حقیقی معنوں میں نہیں، لیکن اس سے ملتے جلتے معنوں میں۔ یہ میری عرض ہے۔ [1]

غرباء خدا تعالی کے عیال ہیں

یہ نادار لوگ اور غرباء خدا تعالی کے عیال ہیں۔ ان کے امور کا انتظام کیا جانا چاہیے۔ خدا تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم غرباء کی ضروریات پوری کریں۔ [یہ نہیں کہ] امراء کا ٹولہ بے اعتنائی برتے اور یہ بے چارے اپنی زندگی غربت میں ہی گزار دیں۔

میں نے اس سے قبل ان فیکٹریوں کے مالکوں اور مالداروں سے جو کہ بعض اوقات میرے پاس آتے تھے اور مجھے بہکانے کی کوشش کرتے تھے، کہا تھا کہ جناب! اب طاغوت کے زمانے کے کام نہیں ہونے دئے جائیں گے کہ ایک طبقہ بالا نشین ہو اور وہ جس طرح کے چاہیں برے اعمال انجام دیں اور دوسرا طبقہ تہران کے ان غاروں میں رہنے والوں پر مشتمل ہو کہ جن کو آپ سب جانتے ہی ہیں اور ان جیسے افراد آپ لوگوں کے شہروں میں بھی ہیں، اب یہ نہیں ہوگا۔ اب یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ میں نے خبر دار کیا تھا کہ یہ عوام کیلئے ایک خطرہ ہے اور اگر خدا نخواستہ اسلامی جمہوریہ ان اقتصادی مسائل کو جو کہ لوگوں کی زندگی کے بنیادی مسائل ہیں، حل نہ کر سکا تو لوگ اسلامی جمہوریہ سے مایوس ہو جائیں گے۔ لوگ اسلام سے مایوس ہو جائیں گے کہ وہ بھی یہاں ان کیلئے کوئی کام انجام نہیں دے سکا ہے۔ اگر ایسی صورتحال میں کوئی گڑبڑ پھیل گئی تو پھر ہم میں سے کوئی بھی حتی علماء اور اسلام بھی اس کی روک تھام پر قادر نہ ہوگا۔ اگر یہ گڑبڑ طاغوت کے زمانے میں ہوتی تو ہم لوگ موعظہ و نصیحت اور حکم کے ذریعے اس پر قابو پا سکتے تھے لیکن اگر خود اسلام ہی میں گڑبڑ حاصل ہو جائے اور لوگ اسلامی جمہوریہ سے ناامید ہو کر آواز بلند کر دیں تو پھر اس پر قابو پانا ممکن نہیں ہے۔ دولتمندوں کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ اگر خدا نخواستہ کسی وقت ملت کے درمیان ایسی شورش پیدا ہو گئی جس پر قابو پانا ممکن نہ ہو تو پھر یہ سب بڑے، یہ سب دولتمند اور سب خشک و تر سب اس کی آگ میں جل جائے گا۔ غور کریں مل بیٹھ کر ایک ملت کے بارے میں غور کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپس میں مل کر بیٹھیں تو سہی لیکن جیسا ان کا جی چاہے عمل انجام دیں، جس طرح کی چاہیں زندگی گزاریں اور غار نشینوں کو بس دیکھتے ہی رہیں۔ ان لوگوں کو بس دیکھنے پر ہی اکتفا کریں کہ جن کو [انسان] کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ کیا یہ زندگی ہے جو یہ جی رہے ہیں، کیا یہ زندگی ہے؟ میں جب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ جانوروں کی زندگی ان کی نسبت بہتر ہے۔ [2]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص ۳۶۳۔
2. صحیفہ امام، ج۱۰، ص ۳۳۵۔

غرباء کا ریڈیو ٹیلی ویژن پر جتنا حق ہے اتنا ہمارا نہیں ہے

میں دوسروں کی بات نہیں کرتا اپنے بارے میں کہتا ہوں کہ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی صورتحال سے خوش نہیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ریڈیو ٹیلی ویژن پر جتنا حق غرباء کا ہے اتنا ہمارا حق نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کوئی تکلف نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ نظام انہوں نے ہی قائم کیا ہے اور یہ تحریک انہوں نے ہی چلائی ہے، اسی طبقے نے کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اونچے طبقے کے لوگوں میں سے کسی کو اس مسئلے میں حق حاصل نہیں ہے۔ البتہ ہم نے بھی اس میں حصہ لیا ہے لیکن حق ان کے ساتھ ہے۔ عرصے سے میں جب یہ دیکھتا ہوں کہ میں جب بھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن آن کرتا ہوں اور میرا ہی نام سنائی دیتا ہے تو یہ چیز مجھے اچھی نہیں لگتی ہے۔ ہمیں لوگوں کو اہمیت دینی چاہیے، خود مختاری دینی چاہیے، خود ایک طرف کھڑے ہو جانا چاہیے اور امور کی خوبیوں اور خامیوں کی نگرانی کرنی چاہیے۔ لیکن یہ کہ تمام کام ہمارے اختیار میں ہوں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہمارے اختیار میں ہوں اور یہ بے چارے جو کہ محنت کرتے ہیں ان کے اختیار میں کچھ نہ ہو اور ہم جو کچھ نہیں کرتے ہیں سب کچھ ہمارے اختیار میں ہو یہ میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے کہ میرے متعلق بیان نہ کیا جائے۔ میرا حضرات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ البتہ بعض مواقع پر جب کچھ کہنا ضروری ہو اور وہ میری تشخیص سے ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے نشر کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً عید الفطر، بقر عید، کسی کیلئے صدارت کے عہدے کی توثیق جیسے مسائل، لیکن دوسرے جو مسائل ہیں، مثلاً میری آپ لوگوں سے ملاقات اور باہمی گفتگو تو اس کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر کئے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ ریڈیو اس کو نشر کرے، ٹیلی ویژن اس کو نشر کرے۔ ریڈیو بار بار اسے نشر کرے اور ٹیلی ویژن بھی متعدد بار اس کو نشر کرے۔ لوگ اس سے تنگ آجاتے ہیں۔ پھر اس میں کوئی خاص بات بھی نہیں ہے۔ ہم آپس میں گفتگو کر رہے ہیں اور اسی طرح دوسرے بھی، یعنی دوسرے بھی مجھ سے گفتگو کرتے ہیں۔ اسی طرح اس وقت ٹیلی ویژن سے جو چیزیں [نشر ہوتی] ہیں۔ مثلاً خبریں شروع کرنے سے پہلے میری تصویر دکھائی جاتی ہے۔ یہ کام بند کر دیجئے اور اگر کوئی تم سے اس کے بارے میں پوچھے تو کہہ دینا کہ میں نے اس سے منع کیا ہے۔ [اس موقع پر اس وقت کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر جنرل جناب محمد ہاشمی نے کہا کہ آپ لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں تو امام خمینیؒ نے فرمایا:] لوگوں کا دل اس سے الگ ہے، مسئلہ یہ نہیں ہے۔ ماضی میں لوگوں سے ہمارا رابطہ تھا اور ہمیں ان سے عقیدت تھی اور لوگوں کی ہم پر عنایت تھی۔ لیکن ہمارے پاس کوئی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا محکمہ تو نہیں تھا، یہ ایک الگ بات ہے۔ بہر حال جن بعض مواقع پر ضروری ہو وہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان مواقع کے علاوہ میں پسند نہیں کرتا ہوں۔ دوسرے افراد اپنے بارے میں خود جانتے ہیں۔[1]

ھ: مجاہدین اور زخمی

بہتر یہ ہے کہ میں خاموش ہو جاؤں

عَن أمیر المؤمنین (ع) :

اِنَّ الْجِهادَ بَابٌ مِنْ أبْوابِ الْجَنَّةِ فَتَحَهُ االلهُ لِخاصَّةِ أوْلِيائِهِ

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۳۴۶۔

مجاہدین فی سبیل اللہ کی شان میں منقول بے شمار فضائل میں سے یہ عظیم فضیلت انسان کی توجہ اپنی طرف زیادہ مرکوز کرتی ہے۔ یہ الفاظ اپنے عرفی معنوں میں نہ کہ الٰہی و عرفانی اسرار کہ جن تک ہماری رسائی نہیں ہے، بے شک عام انسان کی تحریر و تقریر ان کے بیان سے قاصر ہے۔ اسرار غیبی و ملکوتی کے حامل افراد کے نزدیک یہ الٰہی تمغہ مجاہدین کے بازوؤں پر سورج کی طرح چمکتا ہے۔ کیا یہ اسی خلت کا جلوہ نہیں ہے جس نے ابراہیم خلیل الرحمن (ع) کو سرفراز کیا تھا؟ کیا یہ حبیب اللہی کے مقام کی ایک چمک نہیں ہے کہ جو افضل الموجودات کی پیشانی پر نظر آتی ہے؟ اور کیا یہ اس مقام ولی اللہی کہ جس سے امیر المومنین (ع) سے خاتم الاولیاء (ع) تک تمام اولیاء اللہ مشرف ہوتے ہیں کا نچلا درجہ نہیں ہے؟ اگر ہے، یقیناً ہے، تو کس بیان کے ساتھ اس کو ادا کیا جا سکتا ہے اور کس انسانی آنکھ کے ذریعے اس کا جلوہ دیکھا جا سکتا ہے؟ اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں عاجز (السلام عليكم يا خاصة أولياء الله) کہہ کر خاموش ہو جاؤں!۔[1]

بہتر یہ ہے کہ میں اپنا قلم توڑ دوں

واقعی یہ کیا انقلاب ہے جو صاحب الزمان روحی فداہ، کے اس سارے ملک میں نور افشاں ہے۔ یہ کیسا آتش فشاں ہے جو گمراہوں، کج خیالوں اور دشمنوں کو نگل رہا ہے اور انہیں پگھلا کر رکھ دیتا ہے؟ کیا یہ ارادۂ خدا اور اس کے جلوے کے علاوہ کچھ اور ہے کہ جس سے چمگادڑ دور بھاگتے ہیں اور اولیائے خدا اور عرفا اس سے لو لگائے ہوئے ہیں؟ میں اس ٹوٹے ہوئے قلم اور ان بند آنکھوں کے ساتھ اس ملت اور اس کے اس ارادے، ان مجاہدین اور ان کے جہاد کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں قلم توڑ دوں اور فداکاروں، مجاہدین، ان کے اہل خانہ، متاثرین اور ان کے عزیزوں کا اجر و پاداش خدا تعالیٰ سے طلب کروں۔[2]

ہم ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکے ہیں

یہ ایک ایسا محرک ہے جو ہمارے جوانوں کے اندر پیدا ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے اندر بھی پیدا ہو گا۔ میں جب بھی ان میں سے بعض جوانوں کو دیکھتا ہوں، ان میں سے بعض جوانوں کی باتیں سنتا ہوں، محاذ جنگ پر ان کی بعض خوشیوں کا ملاحظہ کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ جہاں اس وقت آگ ہے اور روزانہ آگ برستی ہے، وہاں یہ سرفرازی، عظمت روح اور مسرت کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں اور اس مقام تک پہنچنے کی آرزو میرے دل میں ہی رہ گئی ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۱۷۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۴۹۷۔
3. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۲۰۵۔

ہم پیچھے رہ گئے ہیں

راہ خدا میں آپ لوگوں کا خلوص، محبت اور ایثار آپ کیلئے سب سے گرانقدر چیز ہے۔ ایثار اور خلوص ہی ہے جس کو حق عالم غیب کے ترازو سے بھی تولا نہیں جاسکتا ہے۔ یہ صرف خدائے تبارک و تعالی کی بارگاہ میں ہی پرکھا جاسکتا ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہم ایک ایسے زمانے میں دنیا میں آئے ہیں کہ جس زمانے اور جس جگہ آپ عزیزوں جیسے افراد دنیا میں آئے ہیں۔ ہم اس ماحول میں سانس لے رہے ہیں جس میں آپ لوگ سانس لے رہے ہیں۔ آپ لوگ ایثار کرنے والے ہیں۔ آپ لوگ خلوص کے حامل ہیں۔ آپ لوگ اپنے نفس کو مغلوب کر چکے ہیں اور ہم پیچھے رہ گئے ہیں۔[1]

کاش میں تمہارے پاس مورچے میں ہوتا

میں ملک کے تمام غیور جوانوں اور عزتمند طبقات سے چاہتا ہوں کہ ہمیشہ کی طرح محاذ ہائے جنگ کا رخ کریں اور حضرت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ، کے سپاہیوں سے جاملیں اور صدامیوں کی عمر کی آخری سانسیں ان سے چھین لیں۔ حق تعالی کی مدد آپ کو حاصل ہے اور اس نے تمام میدانوں میں آج تک تمہیں اپنی غیبی امداد اور خصوصی عنایات سے سرفراز کیا ہے۔ وہ اب کے بعد بھی تمہارا حامی و مددگار ہوگا اور تمہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ میں بھی تمام حالات میں تمہارے لیے دعا کروں گا اور تمہیں دوست رکھتا ہوں۔ کاش میں تمہارے پاس اور تمہارے مورچے میں ہوتا۔[2]

میں کس طرح آپ کی ستائش کر سکتا ہوں

مجھے آپ لوگوں کے نورانی اور چمکتے ہوئے چہرے اور اشتیاق بھرے گریہ کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ مجھے اپنے حقیر ہونے کا احساس ہوتا ہے، جب میں ان چہروں کو دیکھتا ہوں اور یہ دل کہ جنہوں نے خدا تعالی کی جانب توجہ کی وجہ سے چہروں پر اس قدر اثر کیا ہے تو مجھے اپنے حقیر ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ میرے پاس آپ لوگوں کیلئے دعا کرنے کے علاوہ کچھ [تحفہ] نہیں ہے۔ میں ان الٰہی جذبات، خدا تعالی کی جانب آپ لوگوں کی ان توجہات، آپ لوگوں کے اس پکے ارادے اور اس بے مثال شجاعت کی کس طرح ستائش کر سکتا ہوں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۱۹۸۔
2. صحیفہ امام، ج۲۰، ص۲۰۰۔
3. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۳۹۱۔

یہ نورانی چہرے مجھے کتنے پیارے لگتے ہیں

یہ نورانی، ایمانی اور اسلامی چہرے مجھے کتنے پیارے لگتے ہیں، (حاضرین کا گریہ)۔ان بھائیوں اور اپنی اولاد کو کس قدر زیادہ دوست رکھتا ہوں ۔آپ لوگ آج فرزندان اسلام ہیں۔ آج آپ لوگ رسول خداﷺ کے فرزند ہیں۔ آپ دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں نے خدا کی راہ میں قیام کیا ہے۔ آپ قرآن کریم کے پاسبان ہیں۔ آپ مقدس اسلام کے محافظ ہیں۔ کتنی اچھی محفل ہے یہ محفل کہ جس میں آپ بھائیوں کو ایسا پاتا ہوں کہ آپ سچے دل سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کے چہرے کتنے اچھے ہیں اور آپ اسلام کیلئے کس قدر زیادہ مفید جوان ہیں۔ [1]

میں بھی متمنی ہوں

جس طرح یہ بھائی، یہ بہت ہی عزیز بھائی مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، ویسے ہی میں بھی ان کے پیارے اور نورانی چہرے دیکھنے کا متمنی ہوں۔ [2]

میں آپ لوگوں سے مصافحہ کرنے کا مشتاق ہوں

میں آپ معزز جوانوں سے ملاقات اور آپ کے دمکتے چہرے دیکھ کر مسرور ہوں اور آپ سے ملاقات کا متمنی رہتا ہوں۔ میں آپ لوگوں سے مصافحے کا مشتاق ہوں۔ لیکن میری صحت اور میری مصروفیات اس کے سد راہ ہیں۔ [3]

میں آپ لوگوں کی حالت سے مسرور ہوتا ہوں

میں جب یہ مناظر دیکھتا ہوں، جب آپ جوانوں کے یہ پکے ارادے اور اٹل فیصلے دیکھتا ہوں تو آپ کی اس حالت سے مسرور بھی ہوتا ہوں اور متاثر بھی۔ مسرور اس لیے کہ ایک ملت اس حد تک تبدیل ہو چکی ہے کہ اپنا سب کچھ خدا کے راستے میں قربان کر رہی ہے اور خندہ پیشانی کے ساتھ موت کا استقبال کرتی ہے۔۔۔ متاثر اس بات پر ہوتا ہوں کہ ہمارے یہ جوان جن کو ملت کی خدمت کرنی چاہیے تھی اور اسلام کی خدمت کرنی چاہیے تھی، اوباشوں کے ہاتھوں شہید یا معذور ہو گئے ہیں اور یہ انتہائی دکھ کا باعث ہے۔ [4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۲۸۶۔
2. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۲۸۶۔
3. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۲۸۶۔
4. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۴۴۰۔

شکریہ ادا کروں یا شرمندگی کا اظہار؟

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مراغہ سے یہاں تک پیدل آنے والے اور اس قدر زیادہ زحمت اٹھانے والے آپ جوانوں کا شکریہ ادا کروں یا شرمندگی کا اظہار کروں؟ میں جب اپنے وطن کے جوانوں کے اس طرح کے جذبات اور اسلام کے دفاع کی خاطر شہادت کیلئے اس طرح تیار ہونے کو دیکھتا ہوں تو اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ ہمارے پاس ایسے جوان ہیں۔[1]

ہم نے اپنی تربیت نہیں کی، آپ خودسازی پر توجہ دیں

خدا جانتا ہے کہ جب میں محاذ جنگ پر جانے والے ان جوانوں کو دیکھتا ہوں، جب محاذ جنگ پر جانے والوں کے شوق واشتیاق کو دیکھتا ہوں تو خود سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ ہم کون ہیں، ہم کیا ہیں؟

ہم نے اس دنیا میں اسّی سے اوپر کچھ سال زندگی میں، اپنی بات کر رہا ہوں، گزاری لیکن ہم اس قدر بھی خدمت نہیں کر سکے جتنے انہوں نے ان چند دنوں میں کر دی ہے۔ ہم نے اپنی تربیت نہیں کی ہے، میں توجہ نہیں دے سکا، لیکن آپ لوگ خودسازی پر توجہ دیں۔ دنیا کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔ اس بات پر توجہ دیں کہ ہم سب کو جانا ہے اور ہمیں خدائے تبارک وتعالیٰ کے قریب ہونا چاہیے تاکہ وہاں ہمیں راستہ مل سکے۔[2]

میں خود کو حقیر جانتا ہوں

۔۔۔اور ملت کی ذمہ داری یہ ہے کہ جس طرح بحمد اللہ اس وقت میدان میں موجود ہے اور جو بھی واقعہ پیش آتا ہے، بحمد اللہ، یہ میدان میں موجود ہیں اور میں بعض اوقات جب ان کے اجتماعات کو اور ان کی فرض شناسی کو دیکھتا ہوں تو خود کو حقیر جانتا ہوں کہ اگر پاسدار ایسا ہے کہ جو مورچے میں نماز شب بھی پڑھتا ہے، جبکہ وہ ایسی جگہ پر ہے جہاں اس کی جان کو خطرہ بھی لاحق ہے۔ اگر رضاکار یہ ہے کہ وہ محاذ جنگ پر اپنی جان خطرے میں دیکھتے ہوئے بھی نماز شب بجالاتا ہے اور وصیت کرتا ہے، وہ بھی ویسی وصیتیں، اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔[3]

مجھے خود سے شرم آتی ہے

میں جب محاذ جنگ پر جانے والوں کے چہرے دیکھتا ہوں تو واقعی مجھے خود سے شرم آتی ہے کہ یہ کس مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ یہ عرفان کے کس درجے اور معرفت کے کس مرحلے پر پہنچ چکے ہیں جو اس طرح اشتیاق کے ساتھ، اس طرح خدا کیلئے محاذ جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۳۶۰۔
2. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۵۴۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۱۹۔
4. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۱۴۹۔

کاش میں بھی پاسدار ہوتا

آپ لوگوں کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ یہ اسلامی کارروائیاں آپ کے ہاتھوں انجام پا رہی ہیں۔ ہر کسی کو اس عمل کی توفیق نہیں ملتی ہے۔ آج صبح پاسداروں کے چند افراد سے ملاقات کے بعد مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ کاش میں بھی پاسدار ہوتا۔ یہ کیا کر رہے ہیں اور میں کیا؟ یہ لوگ دشمن اسلام کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں اور میں یہاں ہوں اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے قاصر ہوں۔[1]

مجھے مجاہدین کی عظیم روح پر رشک آتا ہے

آج ایران کی صورتحال الٰہی ہے۔ جب ہمارے جوان جنگی محاذوں پر فداکاری کے مظاہرے کر رہے ہوتے ہیں یا آکر مجھ سے گفتگو کرتے ہیں تو مجھے ان کی پاکیزہ اور عظیم روح پر رشک آتا ہے۔ ایسی صورتحال جہاں بھی پیدا ہو جائے پھر وہاں کامیابی ہوتی ہے۔ یہ چیز جہاں بھی حاصل ہو جائے وہاں خدا کی عنایات ہوتی ہیں اور خدا کی عنایت کے بعد کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے تاکہ ہم خدمت کر سکیں۔[2]

مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوتا ہے

میں جب بھی کسی چہرے کو دیکھتا ہوں اور اس کے بیان اور نورانی چہرے میں شہادت سے عشق کو دیکھتا ہوں تو میں [اپنے بارے میں] شرم اور حقارت محسوس کرتا ہوں اور جب بھی ٹیلی ویژن پر دشمن خدا پر حملے کیلئے آمادہ ان عزیزوں کی محفلوں اور دشمن پر حملے کے موقعے پر ان خدا کی راہ میں فنا ہونے والوں اور خدا کے عاشقوں کی دعا و عبادات کو دیکھتا ہوں کہ جو موت سے دست و گریبان ہیں اور شوق واشتیاق سے پھولے نہیں سماتے ہیں تو میں خود کو ملامت کرتا ہوں اور مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوتا ہے۔۔۔ ان کے حال اور دعا کی محفلیں سید الشداء (ع) کے اصحاب کی شب عاشور کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۵، ص۴۹۶۔
2. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۱۳۶۔
3. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۱۵۱۔

میں حقارت محسوس کرتا ہوں

میں جب بھی کسی ایک چہرے کو دیکھتا ہوں اس کے بیان اور نورانی چہرے میں شہادت سے عشق کو دیکھتا ہوں تو میں [اپنے بارے میں] شرم اور حقارت محسوس کرتا ہوں۔[1]

میرا شکریہ کچھ نہیں

میں آپ تمام عزیز جوانوں کا اور ان تمام افراد کا جو اسلام کے راستے میں فداکاری کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اسلام کی راہ میں جاں نثاری کر رہے ہیں اور جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام کیلئے پیش کر دیا ہے، شکریہ ادا کرتا ہوں اور میرا شکریہ کچھ نہیں ہے۔ خدا تبارک و تعالی [تمہارا] شکر گزار ہے۔[2]

میں ہر رات آپ لوگوں کیلئے دعا کرتا ہوں

پہلے میں یہ بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب میں آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو خوش ہوتا ہوں آپ ایسے افراد ہیں جنہوں نے اسلام اور ملک کو عزت سے نوازا ہے۔۔۔ میں ہر رات آپ لوگوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔ آپ کو کامیابی عطا ہو، انشاءاللہ۔ خداوند تعالی آپ لوگوں کو اپنی پناہ میں رکھے اور آپ لوگوں کی حفاظت فرمائے۔[3]

میں تمہیں اپنے بہترین عزیزوں میں سے جانتا ہوں

میرا فرض تمام لشکریوں، رضاکاروں اور فوجیوں کیلئے دعا کرنا، ان کی قدردانی اور ان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ میں ملک کی تمام مسلح افواج اور آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک زندہ ہوں اور جب تک میرے بدن میں جان ہے، میں تمہاری حمایت اور تمہارے لیے دعائے خیر سے دریغ نہیں کروں گا۔ میں تمہیں اپنے بہترین عزیزوں اور ساتھیوں میں سے جانتا ہوں اور جس طرح جنگ کے زمانے میں، میں تمہارے ساتھ تھا اور شاید تم میں سے ہر ایک نے اپنے بارے میں میری محبت اور عقیدت کو محسوس کیا ہو، اب کے بعد بھی ایسا ہی ہو گا۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۱۵۱۔
2. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۲۳۴۔
3. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۱۷۱۔
4. صحیفہ امام، ج۲۱، ص۱۳۳۔

میرا فرض تمہارے لیے دعا کرنا ہے

میرا فرض تمہارے لیے دعا کرنا ہے۔ میں بلاشبہ ہر رات تمہارے لیے دعا کرتا ہوں۔ بغیر کسی استثناء کے، ایک رات ایسی نہیں گزری جس میں ، میں نے آپ مسلح افواج کیلئے دعا نہ کی ہو اور جو تمہارے دشمن ہیں ان کیلئے بد دعا نہ کی ہو۔ خدا تعالی آپ سب کو عزت اور سلامتی عطا کرے، انشاءاللہ اور آپ سب اس کی بارگاہ میں سرخرو ہوں ، جب آپ اس بارگاہ میں داخل ہوں اس جماعت میں کہ جس کے سربراہ سید الشہداء (ع) ہیں، آپ لوگ بھی اس میں شامل ہوں۔[1]

میں صرف دعا ہی کر سکتا ہوں

البتہ میرا اسلام محاذ جنگ پر موجود تمام افراد تک پہنچا دیجئے اور کہہ دیجئے کہ میں صرف دعا ہی کر سکتا ہوں، آپ سب کیلئے۔ خدا آپ سب کی حفاظت فرمائے، انشاءاللہ۔[2]

یہ باعث فخر ہے کہ میں خود رضاکار ہوں

مجھے ہمیشہ رضاکاروں کے خلوص اور پاکیزگی پر رشک آتا ہے اور میں خدا تعالی سے دعا گو ہوں کہ مجھے رضاکاروں کے ساتھ محشور کرے، کیونکہ اس دنیا میں میرے لیے یہ باعث فخر ہے کہ میں خود رضاکار ہوں۔[3]

میں آپ لوگوں کیلئے غمزدہ ہوں

آپ لوگ جو میدان جنگ میں گئے اور معذور ہو گئے اور اس وقت میرے سامنے ہیں اور میں آپ لوگوں کیلئے غمزدہ ہوں۔[4]

میں کس طرح تعریف کروں

نجانے کہاں سے شروع کروں، نجانے ایسے افراد سے ملاقات کے وقت کہ جو اسلام کے راستے میں اور خدا تعالیٰ کے راستے میں معذور ہوئے ہیں اور یہاں حاضر ہیں اور جو افراد اسلام کے دفاع کیلئے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں، ان کی، میں کس طرح تعریف کروں؟[1]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص ۴۶۰۔
2. صحیفہ امام، ج۱۸، ص ۴۴۱۔
3. صحیفہ امام، ج۲۱، ص ۱۹۵۔
4. صحیفہ نور، ج۱۳، ص ۲۰۵۔

میں ضرور وہاں جاؤں گا

مجھے ابھی بتایا گیا ہے کہ یہاں جو معذور افراد ہیں، یہ معذروں کا ایک گروہ ہے۔ ان میں بہت سے وہ افراد ہیں جو انقلاب کے دوران معذور ہوئے ہیں اور ان [پہلوی حکومت] کے ہاتھوں معذور ہوئے ہیں۔ مجھے کہا گیا ہے کہ عید غدیر کے دن ان کی ایک میٹنگ ہے، آپ بھی اس میں شریک ہوں۔ میں ضرور وہاں جاؤں گا۔[2]

میں کیسے شکریہ ادا کروں

میں، آپ جوانوں کا، آپ لوگوں کا کہ جنہوں نے اسلام کی راہ میں اور ایمان کی راہ میں مشکلات برداشت کی ہیں اور معذور ہوئے ہیں اور آپ جوانوں کا جو محاذ جنگ پر جا رہے ہیں، کیسے شکریہ ادا کروں۔[3]

مجھے اپنی پستی کا احساس ہوتا ہے

میں جب بھی ان عظیم عزیزوں کے روبرو ہوتا ہوں یا کسی شہید کی انسان ساز وصیت پڑھتا ہوں تو مجھے اپنی حقارت اور پستی کا احساس ہوتا ہے۔[4]

میں مسلسل درود بھیجتا ہوں

میں خداوند تعالیٰ سے شہیدوں کیلئے بے کراں رحمت اور عزیز معذوروں اور زخمیوں کی صحت و سلامتی کیلئے دعا گو ہوں اور ان پر مسلسل درود بھیجتا ہوں۔[5]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۴۰۸۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۴۹۲۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۴۰۸۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۲۷۔
5. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۷۹۔

میں پوری سچائی کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں

میں، آپ بھائیوں اور عزیزوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ میری اس نقاہت کی حالت میں یہاں آئے۔ آپ لوگوں کی آمد میرے افسوس میں اضافے کا بھی سبب ہے اور میری سرفرازی کا موجب بھی۔ آپ عزیزوں اور آپ کے رشتہ داروں، شہداء اور شہیدوں کے لواحقین کے پاس ثبوت ہے۔ آپ کا وجود دو چیزوں کا ثبوت ہے۔ ایک تو امریکہ اور اس کے پٹھو صدام کے مظالم کا ثبوت ہے اور دوسرے آپ لوگوں کی از حد شجاعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ لوگوں نے اپنی فرض شناسی کو ثابت کر دکھایا ہے۔ تم نے ثابت کر دیا ہے اور تمہارے پاس اس کا ثبوت ہے کہ تم اسلام، قرآن کریم اور ملت اسلام کے وفادار ہو۔۔۔ تم اس تحریک کے قائد ہو اور ہم قافلے سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ میں پوری سچائی کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں کہ اگر ہم کوئی دعویٰ کریں تو ہمارے پاس اس کا ثبوت نہیں ہے لیکن تم عزیزوں نے بغیر کسی دعوے کے بغیر کسی مدح و ثناء کی توقع کے اور بغیر کسی صلے کی توقع کے اسلام اور قرآن کریم سے اپنی وفاداری ثابت کر دی ہے۔ آپ لوگ، اس ملت کے شہید، تمہارے رشتے دار اور شہیدوں کے لواحقین خدا کی بارگاہ میں اندراج شدہ ثبوت کے ساتھ داخل ہوں گے جبکہ ہمارے پاس کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے۔ سعادت آپ لوگوں کیلئے ہے۔ آپ کے رشتہ داروں کیلئے ہے، شہیدوں کیلئے ہے اور شہیدوں کے لواحقین کیلئے ہے۔[1]

کیسے دیکھوں کہ میں سالم ہوں اور آپ لوگ زخمی

نجانے میں ان مصائب کے بارے میں اپنے دکھ کا اظہار کس طرح کروں جو ہم پر آئے ہیں؟ نجانے آپ بھائیوں اور اپنی اولاد کا سامنا کیسے کروں اور یہ کیسے دیکھوں کہ میں سالم ہوں اور آپ لوگ زخمی اور غمزدہ ہیں؟۔[2]

میں خود کو اور ملت کو ان عزیزوں کا مرہون منّت جانتا ہوں

میں ایک خادم اور حقیر دعاگو کی حیثیت سے خود کو اور ملت کو ان عزیزوں کا مرہون منت جانتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے مغفرت کا دعاگو ہوں۔ تاریخ ان غیور اور فرض شناس جوانوں کی فداکاری کو بھلا نہیں پائے گی اور ایران کی عظیم ملت کا نام نامی تاریخ کے صفحات اور دہر کے سینے میں درج ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۱۴۔
2. صحیفہ امام، ج۸، ص۱۵۱۔
3. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۱۰۸۔

میں آپ لوگوں کو بھولتا نہیں ہوں

مجھے اس بات پر سربلندی کا احساس ہوتا ہے کہ آپ برادران اور فوج وسپاہ کے کمانڈر آپس میں متحد ہیں اور یدِ واحد ہیں۔ میں کسی وقت بھی آپ لوگوں کو بھولتا نہیں ہوں۔ میں دعا کی قبولیت کے مواقع پر آپ لوگوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔ مضبوط بنئے، مفید بنئے اور دنیا کے شوروغل سے ہرگز ہراساں نہ ہوں۔[1]

میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں پاتا ہوں

آپ لوگ [پاسدار] میدان جنگ میں اس عظیم ملت کی شجاعتوں اور مظلومیتوں کا مجسم آئینہ اور انقلاب کی مجسم تاریخ ہیں۔ آپ لوگ دفاع مقدس کے فرزند، عزت مسلمین کے علمبردار اور اس ملک کے واقعات کی ڈھال ہیں۔۔۔ میں، اپنے اور آپ لوگوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں پاتا ہوں اور انقلاب اسلامی کے آپ سب عاشقوں کے دل کی بات قلم کے ذریعے کاغذ پر آنے سے پہلے ہی جان لیتا ہوں۔[2]

میں آپ لوگوں کا ہاتھ چومتا ہوں

میں آزادی کے پیشرو آپ لوگوں میں سے ایک ایک کا ہاتھ چومتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اگر اسلامی نظام کے حکام آپ [رضاکاروں] سے غافل ہوں تو دوزخ الٰہی کی آگ میں جلیں گے۔[3]

و: شہداء اور ان کے اہل خانہ

جلد از جلد مجھ سے رجوع کیا جائے

شریف اور فرض شناس ملت سے میری اپیل یہ ہے کہ بہت زیادہ اہمیت اور خلوص کے ساتھ مقتولین اور ان کے اہل خانہ کے بارے میں تحقیق کا اقدام کریں اور۔۔۔ ان کے لواحقین کے پاس بھائیوں کی طرح جائیں، ان کی دلجوئی کریں اور خمینی، کہ جوان کے غم میں سوگوار ہے، کا سلام سب کو پہنچائیں اور ان کے عزیزوں کی موت پر میری ہمدردی کے جذبات ان تک پہنچادیں۔ اگر کسی کو اپنے کسی عزیز کے زخمی ہونے یا اس سے محروم ہو جانے

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۸، ص ۴۳۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۱۳۴۔
3. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۱۹۶۔

کی بناپر کسی چیز کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ بطریق احسن اس کو پورا کیا جائے یا جلد از جلد، مجھ سے رجوع کیا جائے تا کہ میں اپنی ساری توانائی کے ساتھ ان کی ضروریات پوری کروں۔[1]

میں تم لوگوں کے درمیان نہیں رہ سکا

میں جب ان جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے جذبے کے بارے میں غور کرتا ہوں جو ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہو گئے ہیں، جنہوں نے مصائب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کر رہے ہیں تو مجھے خود سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ مجھے تمام مصیبتوں میں قدم قدم پر آپ لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیے تھا اور جو آپ لوگوں پر گزری ہے مجھ پر بھی گزرتی لیکن افسوس کہ میں، آپ لوگوں کے درمیان نہیں رہ سکا اور جو کچھ آپ لوگوں نے محسوس کیا ہے، اسے محسوس نہ کر سکا۔ البتہ اس دوری کے باوجود میری آنکھیں تمہاری وجہ سے روشن ہیں اور میرا دل امت مسلمہ کیلئے دھڑکتا ہے۔[2]

پرائمری اسکول کے بچوں کی یاد سے میرا دم گھٹنے لگتا ہے

میں جو کچھ بھی انجام دوں اور مجھ پر جو بھی گزرے پھر بھی میں، آپ لوگوں، کہ جنہوں نے آزادی اور اسلام کی راہ میں اپنا خون پیش کیا ہے، کے مقابلے میں شرمندہ ہوں۔ اس دکھ اور درد دینے والی جگہ میں جو چیز میری خوشی کا باعث ہے وہ آپ لوگوں کی خدمت سے عبارت ہے۔ میں ایران بھر کے باعث افتخار خاندانوں کے غم میں اپنے آپ کو شریک جانتا ہوں اور ظالم شاہ کے ہاتھوں حال میں قتل کئے جانے والے پرائمری اسکول کے بچوں کی یاد سے میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔[3]

میں صبر نہیں کر پاتا

میری نگاہ جب ان میں سے بعض افراد پر پڑتی ہے جو اپنی اولاد کھو چکے ہیں تو میرے کندھوں پر ایسا بوجھ پڑتا ہے کہ میں صبر نہیں کر پاتا۔۔۔ میں بیٹوں سے محروم ہو جانے والی ماؤں کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور ان کے غم میں شریک ہوں۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۳۳۔
2. صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۸۲۔
3. صحیفہ امام، ج۳، ص ۵۱۳۔
4. صحیفہ امام، ج۶، ص ۱۰۔

خدا جانتا ہے کہ میرے دل پر کیا گزری ہے

آپ جوانوں کا، جو کہ عوام اور معاشرے کا حصہ ہیں، ہم پر احسان ہے۔ سب پر اسلام کا احسان ہے۔ ہمارا، اسلام پر کوئی احسان نہیں ہے۔ اسلام کا ہم پر احسان ہے۔ قرآن کا ہم پر احسان ہے۔ لیکن مجھ پر تمہارا احسان ہے۔ آپ طاقتور جوانوں، آپ باایمان جوانوں اور آپ ثابت قدم جوانوں نے یہ کامیابی حاصل کی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ مدرسہ (رفاہ) میں ایک دو دنوں کے بعد جب میں مدرسے میں موجود اپنے جوانوں کی تصاویر کی طرف متوجہ ہوا۔ البتہ یہ ہمارے بعض شہید ہیں تو خدا جانتا ہے کہ میرے دل پر کیا گزری اور مجھے کس قدر افسوس اور دکھ ہوا۔ یہ ہمارے اپنے جوان ہیں۔ یہ میرے اپنے بیٹے ہیں۔[1]

میرے لیے موت ان مصیبتوں کا ذکر سننے سے بہتر ہے

(شہید کی ماں:) اے امام! گنبد میں، ہمیں بالکل تحفظ حاصل نہیں ہے۔ ہماری ناموس اور ہمارا مال خطرے میں ہیں۔ میں اپنی چودہ سالہ بیٹی وہاں چھوڑ کر آئی ہوں تاکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ جب میں وہاں سے چلی تو میری بیٹی نے مجھ سے کہا: "مجھے بھی امام کی خدمت میں لے جاؤ۔ مجھے یہاں کس کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہی ہو؟ میں اپنے آپ اور اپنی ناموس کا کیسے دفاع کروں گی؟" اے قائد! مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آ رہی ہے کہ ایک ماں روتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ "میری آنکھوں کے سامنے اس ظالم گروہ نے میری بیٹی کی آبروریزی کی اور اس کے بعد اس کا سر تن سے جدا کر دیا!"

امام خمینی:

اے ماں! میرے لیے موت ان مصیبتوں کا ذکر سننے سے بہتر ہے۔ اے میری بہنو! تمہارے جوان ہمارے ہی جوان تھے۔۔۔ میں اگر مر جاؤں تو یہ اس سے بہتر ہے] کہ یہ باتیں سنوں[۔۔۔ ہم سب کو اسلام کی راہ میں شہید ہو جانا چاہیے۔ اسلام ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ ماؤں اور بہنوں پر جو مصیبتیں ٹوٹی ہیں، ان کا مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔ اس لیے اب میں اس سے زیادہ گفتگو نہیں کر سکتا ہوں۔[2]

اس سے آگے قلم کچھ لکھنے پر قادر نہیں

راہ خدا میں شہادت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ انسانی معیاروں اور عام محرکات کے ذریعے لگایا جا سکتا ہو۔ حق تعالیٰ اور الٰہی مقصد کے راستے میں شہید ہونے والے کے بلند مقام کو امکانی زاویہ نگاہ سے سمجھا نہیں جا سکتا ہے، بلکہ اس کی عظیم قدر و قیمت کیلئے الٰہی معیار اور اس

---

1. صحیفہ امام، ج۶، ص۳۰۸۔

2. صحیفہ امام، ج۷، ص۱۰؛

گنبد شہر کے شہداء کے لواحقین نے امام خمینیؒ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں امام خمینیؒ اس حد تک متاثر ہوئے کہ اپنی گفتگو جاری نہ رکھ سکے۔

کے بلند مقام کیلئے ربوبی زاویہ نگاہ کی ضرورت ہے اور نہ صرف یہ کہ ہم خاک نشینوں کی رسائی ایسے مقامات تک نہیں ہے، بلکہ افلاک والے بھی اس کی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر ہیں، کیونکہ یہ انسان کامل کی خصوصیات میں سے ہیں اور ملکوت والے اس پراسرار مقام سے کوسوں دور ہیں۔ قلم اس سے آگے کچھ لکھنے پر قادر نہیں اور ہم پیچھے رہ جانے والوں اور پسماندہ افراد کو ان مقامات تک پہنچنے کی آرزو کے پورے ہونے کا بس انتظار ہی کرنا ہوگا اور شہادت، شہید اور ایسے شہید پرور افراد، کہ جو اپنی زندگی کے حاصل کی قربانی کے ساتھ ان شہیدان شاہد پر عاشقانہ انداز میں فخر کرتے ہیں، کے مقام تک پہنچنے کی ہماری آرزو پوری نہیں ہوگی بلکہ یہ آرزو ہمارے ساتھ قبر میں دفن ہوجائے گی اور ہم شہیدوں، قیدی دوستوں، لاپتہ اور متاثرین کی بے مثال شجاعت اور میدان شجاعت میں واپس جانے پر مبنی ان کے بیان سے باہر اشتیاق کو دیکھ کر ہم اپنے بارے میں شرمندگی اور حقارت ہی محسوس کرسکتے ہیں

بارالٰہا! ہمیں ان کے راستے میں اور ان کے عظیم مقصد کیلئے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارے پیارے شہداء کو اپنے معنوی دسترخوان پر اپنے خاص جلوؤں سے سرفراز فرما اور ان کے قابل احترام خاندان کو صبر و اجر عطا فرما۔ ہمارے عزیز متاثرین کو شفا دے۔ معظم قیدیوں اور لاپتہ افراد کو جلد از جلد عظیم الشان ملت کے پاس پلٹا دے۔ ان کے والدین اور بیویوں کو صبر اور ثابت قدمی عطا فرما اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی بہت زیادہ برکات ان سب کو اور ملت کو نصیب فرما۔[1]

شاید ہمیں مجبوراً اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑے

اگر ہم لوگ، مصنّفین، خطباء اور مقررین راہ خدا کے شہیدوں اور زخمیوں کے عمل کی قدر و قیمت اور شہادت اور جاں نثاری کے اثرات کی مقدار کا اندازہ لگانا چاہیں تو شاید ہمیں مجبوراً اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑے، چہ جائیکہ معنوی درجات اور ان کے الٰہی و انسانی مسائل، کیونکہ بلاشبہ ہم ان تک پہنچے سے قاصر اور ان سے کوسوں دور ہیں جو لوگ خدا کی ملاقات، شہادت، باطنی چمک اور روحی جلوؤں جو کہ ان عشق کے ثمرات ہیں، کے ساتھ عشق سے غافل ہوتے ہیں اور مجھ جیسے قلم شکستہ کی مانند آخری دم تک مادیات کی گرہوں اور شیطانی جالوں میں الجھے رہتے ہیں، وہ ان معجز نما الٰہی تبدیلیوں کی بلند چوٹی تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔[2]

ہم پیچھے رہ گئے ہیں

جو چیز خدا کو پیش کی جاتی ہے وہ ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ یہ شہداء زندہ ہیں اور خدائے تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ وہ اس وقت خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں معنوی اور ابدی رزق پا رہے ہیں۔ جو کچھ بھی خدا نے انہیں دیا تھا وہ انہوں نے پیش کر دیا۔ ان کے پاس جو کچھ تھا وہ ان کی جان ہی تھی وہ انہوں نے پیش کر دی اور خدا تعالیٰ نے انہیں قبول کر لیا ہے اور قبول کر رہا ہے اور ہم پیچھے رہ گئے ہیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۸، ص ۴۷۔
2. صحیفہ امام، ج۱۷، ص ۳۰۳۔
3. صحیفہ امام، ج۱۴، ص ۲۵۸۔

میں جب ان شہیدوں کی تصاویر دیکھتا ہوں

میں جب ان جوانوں کو عین شباب کے عالم میں دیکھتا ہوں کہ یہ مجھ پیچھے رہ جانے والے سے اپنے لیے شہادت کی دعا مانگنے کیلئے کہتے ہیں تو میں خود سے مایوس اور شرمندہ ہوتا ہوں اور جب میں ان نوخیز اور نورانی شہیدوں کی متعدد تصاویر دیکھتا ہوں اور ان کی انسانی اقدار اور الٰہی مقامات، کہ جن سے میں خود کوسوں دور ہوں، سے آگاہ ہوتا ہوں تو مجھے رشک آتا ہے اور جب میری ملاقات نوجوان اور جوان شہیدوں کے والدین سے ہوتی ہے اور میں ان کی ناقابل تصور شجاعت اور دلیری کا مشاہدہ کرتا ہوں تو اپنے بارے میں حقارت محسوس کرتے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ اور حضرت بقیۃ اللہ روحی لمقدمہ الفدا کی خدمت میں ایسی امت اور فرض شناس و مجاہد پیروکاروں کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔[1]

تعزیت کی بجائے مبارک باد پیش کرتا ہوں

بارالٰہا! یہ کتنی بڑی سعادت ہے جو تو نے اپنے خاص بندوں کو عطا کی ہے جس سے ہم محروم ہیں؟ میں خدا کے ان خاص بندوں کی تربیت کرنے والے والدین اور ان عزیزوں کی بیویوں اور لواحقین کو تعزیت کی بجائے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

(يا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزُ فَوزاً عَظِيماً)[2]

میں تمام شہیدوں پر درود بھیجتا ہوں

میں اسلام کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے والے تمام شہیدوں پر درود بھیجتا ہوں اور خدا تعالی سے سب کیلئے رحمت اور مغفرت کا دعا گو ہوں اور ان کے تمام لواحقین کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ میں سب کے غم میں شریک ہوں۔ میں سب کا خادم اور سب کیلئے دعا گو ہوں۔[3]

میں اپنی تمام تر ناتوانی کے باوجود سب کیلئے دعا گو ہوں

میں اپنی تمام تر ناتوانی کے باوجود سب کیلئے دعا گو ہوں اور خداوند تعالی سے سب کی سعادت، شہیدوں کیلئے رحمت و بلندی درجات، ان کے لواحقین کیلئے صبر و سلامتی، متاثرین کہ جو ہماری آنکھوں کا نور ہیں، کیلئے مکمل سلامتی و سعادت اور مجاہدین کیلئے حتمی کامیابی، اسلام کیلئے عظمت و طاقت اور اسلامی جمہوریہ کیلئے بقاء کا خواہاں ہوں۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۷، ص۳۰۵۔
2. صحیفہ امام، ج۱۷، ص۱۳۵۔
3. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۳۰۰۔

میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں

میں الٰہی مقصد کیلئے شہید ہونے والوں، کہ جنہوں نے بارگاہ ربوبی میں اپنی جان پیش کی اور اپنا فرض ادا کر دیا، کے قابل احترام لواحقین کی خدمت میں اظہار احترام کرتا ہوں اور خداوند تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ شہیدوں پر رحمت واسعہ نازل کرے اور ان کے عزیز لواحقین کو عزت اور سلامتی عطا فرمائے اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔[2]

ہم گلی کے موڑ تک بھی نہیں پہنچ پائے ہیں

مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ایمان، عشق اور فداکاری کے حامل ان عزیزوں کے مقابلے میں خود کو کچھ سمجھوں۔ وہ خدا تعالیٰ سے عشق کی وجہ سے اپنے معشوق کے وصال سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ جبکہ ہم گلی کے موڑ تک بھی نہیں پہنچ پائے ہیں۔

خداوندا! ان فداکار عزیزوں کو اپنے جوار رحمت میں قبول کرلے اور ہمیں خود پسندی اور خود غرضی کی قید سے نجات عطا کر۔[3]

میں تمہیں دل و جان سے دوست رکھتا ہوں

یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ شہیدوں، لاپتہ افراد، زخمیوں اور قیدیوں کے پیارے بچے پوری سنجیدگی اور شوق و اشتیاق کے ساتھ تعلیم حاصل کررہے ہیں تو یہ فخر اور خوشی کا موجب ہے۔ میرا پر تپاک سلام اور میری خلوص بھری عقیدت کا اظہار انقلاب کے ان گرانقدر سرمائے اور عشق و شہادت کی یونیورسٹی کے ابدی اساتذہ کی ان نشانیوں تک پہنچادیجئے اور میرا یہ پیغام بھی ان تک پہنچا دیجئے کہ میں تم سے انتہائی عقیدت رکھتا ہوں اور میں تمہیں دل و جان سے دوست رکھتا ہوں۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۲۶۸۔
2. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۲۴۲۔
3. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۳۱۰؛

شہیدوں کی وصیتوں پر مشتمل کتاب ''پیام خون'' میں امام خمینیؒ کے تحریر کردہ مقدمہ سے اقتباس۔

4. صحیفہ امام، ج۲۱، ص۱۳۷۔

میں عزیز بیٹوں سے محروم ہو گیا ہوں

میں فوج اور دیگر تمام مسلح افواج کے عزیز شہیدوں کیلئے بارگاہ خداوند سے رحمت اور اسلام کے محافظین اور زخمیوں کی عافیت کا طلبگار ہوں اور ان کے اعزاء واقرباء کو تعزیت اور مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ان عزیزوں کو جاننا چاہیے کہ جو دکھ ان کو پہنچا ہے اس میں پوری ملت ان کے ساتھ شریک ہے۔میں عزیز بیٹوں سے، کہ جو باعث فخر تھے، محروم ہو گیا ہوں اور آپ لوگوں نے اپنے پیارے عزیز، کہ جو آپ لوگوں کی سرفرازی کی وجہ تھے، رحمت حق کے جوار میں بھیجے ہیں۔خدا تعالی تمہارا پشت پناہ اور مددگار ہو۔[1]

میں تمہیں اپنی اولاد جیسا سمجھتا ہوں

میرے عزیزو! میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اور تمہیں اپنی اولاد جیسا سمجھتا ہوں اور تمہارے لیے دعا کرتا ہوں۔ میں تمہیں ایک باپ کی طرح شفقت بھری نصیحت کرتے ہوئے تم سے، کہ تم میری اچھی اور باوفا اولاد ہو، چاہتا ہوں کہ تم اپنے اجداد کی امانت کا بوجھ، کہ جوان کی عزت اور رہن سہن کی میراث سے عبارت ہے، کو بطریق احسن اٹھاؤ اور تقویٰ، پاکیزگی اور پاکدامنی کو اپنا شعار بناؤ۔[2]

نجانے تمہاری قدردانی کیسے کی جاسکتی ہے

اے میری عزیز بیٹی! حاجیہ شمسی نورانی میں نے تمہارا جذبات بھرا خط پڑھا ہے۔ نجانے تمہاری اور تم جیسے دوسرے افراد کی قدردانی کیسے کی جاسکتی ہے؟ میں اتنی ساری محبت اور خلوص کے بدلے میں سوائے دعا اور شکریئے کے کچھ انجام نہیں دے سکتا ہوں۔ میں تمہارا کنگن تمہارے پاس واپس بھیج رہا ہوں تاکہ یہ تمہارے لیے میری طرف سے ایک تحفہ قرار پائے اور اس کی قیمت کے برابر پیسے اور تم نے اپنی چھ مہینوں کی تنخواہ محاذ جنگ پر بھیجنے کی جو نذر کی ہے تو اس کے مساوی رقم بھی میں تمہاری طرف سے محاذ جنگ پر بھیج دوں گا۔اپنی عزیز اولاد کو، ایران کی شریف ملت کے ان عزیزوں کو میرا پرتپاک سلام کہنا۔خدا تمہارا حامی و مددگار ہو۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۳۰۱۔
2. صحیفہ امام، ج۲۰، ص۳۸۔
3. صحیفہ امام، ج۲۱، ص۱۰۹۔

میں قادر نہیں ہوں

مجھے آپ جیسے افراد اتنے اچھے لگتے ہیں کہ شاید میں اپنے جذبات کو اس سلسلے میں کما حقہ بیان نہ کر سکوں۔ میں آپ جیسے افراد کے جذبات کا جواب دینے پر قادر نہیں ہوں۔ خداوند تعالیٰ قادر ہے۔[1]

خدا کی بارگاہ میں تحفہ

میں ان کو تقریباً بیس سالوں سے پہچانتا ہوں۔ مہدی عراقیؒ ایک شخص نہیں تھے۔ وہ اکیلے ہی بیس افراد کے مساوی تھے۔ الحاج مہدی عراقیؒ میرے لیے ایک بھائی اور میرے اچھے اور عزیز بیٹے تھے۔ ان کی شہادت میرے لیے ایک بہت بڑا صدمہ تھا۔ لیکن جو چیز اس بات کو آسان بناتی ہے وہ یہ کہ ان کی شہادت خدا کے راستے میں تھی۔ ان کی شہادت تمام مسلمانوں کو مبارک ہو، ان کو شہید ہی ہونا چاہیے تھا۔ بستر پر مرنا ان کے شایان شان نہیں تھا۔

شہید کا بھائی: ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے حضرت ولی عصر (ع) اور ان کے نائب حضرت امام خمینی کی خدمت میں تحفہ پیش کیا ہے۔

امام خمینی: یہ خدا کی بارگاہ میں تحفہ ہے۔

شہید عراقی کا چھوٹا بیٹا: میرے والد دو افراد کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے، ایک مرحوم نواب صفوی کا اور دوسرا، امام خمینی کا اور مجھے خوشی ہے کہ اگرچہ دو افراد ہم سے بچھڑ چکے ہیں لیکن لاکھوں انسانوں کی ہمدردیاں اور دل ہمارے ساتھ ہیں۔

امام خمینی: خدا تمہارے ساتھ ہے۔ جس کی قدرت، ہر طاقت سے بڑھ کر ہے۔[2]

میرا لخت جگر تھا

میرا بہت ہی پیارا بیٹا مجھ سے بچھڑ گیا ہے اور میں اس کا سوگ منا رہا ہوں کہ جو ان شخصیات میں سے تھا جو میرا حاصل عمر شمار ہوتی ہیں۔۔۔ میں اگرچہ ایسے عزیز بیٹے سے محروم ہو گیا ہوں جو میرا لخت جگر تھا لیکن مجھے فخر ہے کہ اسلام میں ایسے فداکار بیٹے موجود رہے ہیں اور ہیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۲۰۲۔
2. صحیفہ امام، ج ۹، ص ۳۵۰؛

شہید مہدی عراقی کے اہل خانہ کے اجتماع میں امام خمینیؒ کا خطاب۔

3. صحیفہ امام، ج ۷، ص ۱۷۸؛

استاد شہید مطہریؒ کی شہادت کی مناسبت سے امام خمینیؒ کے پیغام کا اقتباس۔

تیسری فصل

اصول قیادت

الف: تحریک میں عوام کے کردار پر یقین

میں ملت کو پہچانتا ہوں

میں ملت کو پہچانتا ہوں، ان کے باطن کے بارے میں بتا رہا ہوں اور ان کی زبان سے بات کرتا ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کے سینوں میں کس چیز نے ہلچل مچا رکھی ہے اور میں تمام کمزوریوں سے آگاہ ہوں۔ میں نصف صدی کے واقعات کو دیکھتا رہا ہوں۔ میں لوگوں کو ڈرانے سے پیدا شدہ بد بختی کو جانتا، دیکھتا اور محسوس کرتا تھا۔ لوگ حکومت پر ٹوٹ پڑنے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ایسے ظلم کے ماحول نے حکومت کے خلاف لوگوں کے بھرپور احتجاج کو حقیقت میں بدل دیا اور علما کے انقلاب نے اس احتجاج کو عملی شکل عطا کر دی۔[1]

مجھے ملت سے ہوشیاری کی توقع ہے

سوال: اگر شاہ استعفیٰ دے دے اور آپ اسلامی جمہوریہ ایران کے قائد کے طور پر منتخب ہو جائیں تو کیا آپ یہ ذمہ داری قبول کر لیں گے؟ کیا شریعتمداری، سنجابی یا فوج جیسے نسبتاً اہم گروہوں کے درمیان مقاصد کے اختلاف اور اقتدار کیلئے رسّہ کشی شروع ہونے کا امکان پایا جاتا ہے؟

امام خمینی: میں ذاتی طور پر اس عہدے کو قبول نہیں کروں گا اور مجھے ملت سے ہوشیاری اور اتحاد کی اس حد تک توقع ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی طرح کی خانہ جنگی نہیں ہو گی۔[2]

---

1. اخبار کیہان، ص۶، تاریخ ۲؍۱۲؍۱۷؍۵۷، حسنین ہیکل کو انٹرویو۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۳۱۸۔

میں لوگوں کے دل کی بات کرتا ہوں

سوال: سال کے شروع ہونے کے بعد ہزاروں لوگ آپ کے نام پر سڑکوں پر آئے اور انہوں نے شاہ کے خلاف احتجاج کیا اور فوج اور پولیس کے ساتھ جھڑپوں میں ہزار سے زیادہ افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں، کیا اس شورش کو آپ نے منظم کیا ہے اور کس مقصد کے پیش نظر؟

امام خمینی: ملک کے عوام کے قیام کی اصلی وجہ اور سبب خود شاہ اور حکومت ہے۔۔۔ میں لوگوں کے دل کی بات کرتا ہوں۔ ہم سب ایک ہی صف میں شامل ہیں اور سب کی ایک ہی بات ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ شاہ اور شاہی حکومت نہ رہے۔[1]

میں ایرانی عوام کا موقف بیان کرتا ہوں

سوال: آپ اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کے سلسلے میں کس حد تک قادر ہیں؟ آپ بھی ایک انسان ہیں۔ آپ کس طرح یقین حاصل کر سکتے ہیں کہ آپ کا فیصلہ اسلامی قوانین اور مشیت الٰہی کے بالکل مطابق ہے؟ کیا خدا نے کبھی آپ سے گفتگو کی ہے یا اس نے کبھی کوئی راہنما آپ کیلئے بھیجا ہے؟

امام خمینی: میں نے [شاہ کے بارے میں جو] باتیں کی ہیں وہ ایران کے ایک ایک فرد کا فیصلہ ہے اور میں نے بارہا کہا ہے کہ میں تو صرف ایرانی عوام کا موقف بیان کرتا ہوں۔[2]

میں خود کو لوگوں کے ہمراہ محسوس کرتا ہوں

سوال: قومی محاذ نے آئینی بادشاہت کو مسترد کر کے آپ کی جانب ایک اہم قدم بڑھایا ہے، کیا آپ بھی حکومت مخالف غیر علماء سے اتحاد کی جانب قدم آگے بڑھانے پر تیار ہیں؟

امام خمینی: ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہے کہ ایران بھر کے عوام نے شاہی حکومت کو سختی کے ساتھ مسترد کر دیا ہے۔ بنابریں، اب جو شخص شاہی حکومت کو مسترد کرتا ہے تو گویا وہ ملت کے قریب تر ہوا ہے اور اگر وہ اس سلسلے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے گا تو ملت اسے نہیں بھلائے گی اور میں خود کو ملت کے ہمراہ محسوس کرتا ہوں۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ٦٥۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ٧٨-٣۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ٧٠۔

میں ہمیشہ ملت کے مطالبات کی بات کرتا ہوں

سوال: ڈاکٹر سنجابی اور قومی محاذ کے ساتھ آپ کے مذاکرات کا کیا نتیجہ نکلا؟

امام خمینی: مذاکرات میں حقیقی معنوں میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا ہے، بلکہ میرے پیش نظر جو امور تھے وہ میں نے بیان کئے تھے اور انہوں نے وہ قبول کئے۔ میں ہمیشہ ملت کے مطالبات کی بات کرتا ہوں اور ان کو قبول کرنے والا ملت کی مرضی کے مطابق عمل کرنے والا ہے۔[1]

میں نے ہمیشہ عوام کو مخاطب کر کے باتیں کی ہیں

سوال: آپ نے عالمی پریس میڈیا کی درخواستوں کے جواب میں ہمیشہ خاموشی ہی اختیار کی ہے، کیوں؟

امام خمینی: عالمی پریس میڈیا کی توجہ زیادہ تر شان و شوکت۔۔۔ اور سرکاری انتظامات کی طرف ہوتی ہے۔ تخت جمشید اور شاہ کی تاج پوشی وغیرہ۔۔۔ یا ان کی زیادہ توجہ تیل کی قیمت کی جانب ہوتی ہے۔ ایرانی عوام پر پڑنے والے دباؤ اور ان کی مشکلات کی جانب نہیں۔ ایسا نظر آتا ہے کہ شاہ سالانہ ایک سو ملین ڈالر غیر ممالک میں اپنے حق میں پروپیگنڈے پر خرچ کرتا ہے۔ اس لیے میں نے خصوصاً گزشتہ پندرہ سالوں میں ایرانی عوام کو مخاطب کر کے اپنی باتیں کی ہیں اور اسی سلسلے کو جاری رکھوں گا۔[2]

ملت میری مدد کرے گی

سوال: حال ہی میں لیبیا کی حکومت کے نمائندے نے آپ سے ملاقات کی ہے، کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے آپ کی مالی مدد کی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں ہے تو آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟

امام خمینی: لیبیا کا نمائندہ یہاں آیا لیکن اس نے دوسرے امور کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی اور مالی امور کے بارے میں بالکل گفتگو نہیں ہوئی۔ لیبیا اور کسی بھی دوسرے ملک نے میری مالی امداد نہیں کی ہے اور مجھے مالی امداد کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں ایک قلم اور چند کاغذوں کے ساتھ شاہ کا مقابلہ کروں گا اور اگر مجھے کبھی مالی امداد کی ضرورت پڑی تو ملت میری مدد کرے گی۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۸۶۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۸۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۳۱۰۔

میرا سہارا ملت ہے

سوال: جنابعالی کی طاقت کا انحصار کس سیاسی طاقت یا دوسرے کسی ادارے پر ہوگا؟ کیا آپ قومی محاذ کا سہارا لیں گے یا علماء کا؟ اس سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ یہ فقہاء اور دوسرے افراد ہیں جن کو حکومتی امور اپنے ہاتھ میں لینا چاہئیں، کیا جیسا کہ آپ نے پہلے کہا تھا اس پر اسی طرح عمل کیا جائے گا؟

امام خمینی: میں نے ایسی بات نہیں کی ہے کہ علماء حکومت کا انتظام سنبھالیں گے۔ علماء کی ذمہ داری دوسری ہے۔ البتہ قوانین کی نگرانی علما کے ذمے ہوگی اور علماء کا سہارا ملت ہے، پارٹی نہیں۔ میرا سہارا ابھی ملت ہے اور میرا کسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔[1]

میں ایرانیوں کا دوست ہوں

ایک فوجی نے امامؒ سے مخاطب ہو کر کہا: اس وقت بہت سے لوگ آپ کے قم تشریف لانے کے منتظر ہیں۔ وہ آپ کے وہاں تشریف لانے کا انتظار کر رہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس سے ان کو سکون مل جائے گا یعنی جب آپ قم جائیں گے تو پھر ہمیں اس پتلیوں کے تماشے سے نجات مل جائے گی۔

امام خمینی: نہیں! کہہ دیجئے کہ جب تک آپ کے مسائل حل نہیں ہوں گے تب تک نہیں جاؤں گا۔

دوسرا فوجی: قم کا بہت جلد محاصرہ کر سکتے ہیں اور رابطے کو ختم کر سکتے ہیں۔

امام خمینی: نہیں! آپ اطمینان رکھیے۔ میں اہل قم، اہل تہران اور اہل۔۔۔ [نہیں ہوں] میں اہل۔ ایران ہوں اور سارے ایرانیوں کا دوست ہوں۔[2]

ایران، ایرانی عوام کے ہاتھوں میں ہے

سوال: امام روح اللہ خمینی! سارا ملک آپ کے ہاتھ میں ہے۔ بہت سے افراد ایسے ہیں جن کا کہنا ہے کہ ایران میں آزادی نہیں ہے۔ انقلاب، آزادی کا پیش خیمہ ثابت نہیں ہوا ہے؟

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۳۷۔

2. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۷۶؛

انقلاب اسلامی کی کامیابی سے قبل انقلاب کے وفادار فوجیوں کے اجتماع میں امام خمینیؒ کے بیانات۔

امام خمینی: ایران میرے ہاتھ میں نہیں بلکہ ایرانی عوام کے ہاتھ میں ہے کیونکہ عوام نے ہی ملک کا انتظام اپنے خادم اور ملک کی بھلائی چاہنے والے شخص کے ہاتھ میں دیا ہے۔[1]

جب تک ملت نہ چاہے تب تک کچھ نہیں کیا جاسکتا

ایک دن روس کا سفیر میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''افغانستان نے ہم سے مدد طلب کی ہے اور ہم افغانستان میں داخل ہونا چاہتے ہیں'' تو میں نے کہا: ''افغانستان پر قبضہ تو کیا جا سکتا ہے، لیکن یاد رکھو کہ تم اس پر دائمی طور پر اپنا قبضہ قائم نہیں رکھ سکتے ہو کیونکہ جب تک ملت نہ چاہے تب تک کچھ نہیں کیا جا سکتا''۔ اب ان کی سمجھ میں یہ بات آئی ہے۔ لیکن اب وہ پھنس چکے ہیں اور وہی ہوگا جو میں نے کہا تھا۔[2]

ہماری ملت نے انقلابی عمل کیا ہے، ہم نے نہیں

انقلاب کو جتنا زیادہ عرصہ گزرتا جا رہا ہے یہ بات میرے لیے زیادہ واضح ہوتی جارہی ہے کہ ہماری ملت نے انقلابی عمل کیا ہے، ہم نے نہیں۔ ہم یا مقصر ہیں یا قاصر اور دونوں صورتوں میں ہم ملت کے سامنے جوابدہ ہیں۔ جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں، لوگوں نے دھاوا بول کر برائی کے اس جرثومہ [شاہ] کو ملک سے باہر نکالا اور نسبی کامیابی حاصل کی اور جب انتظام ہمارے ہاتھ میں آیا تو ہم میں سے کسی نے بھی انقلابی عمل نہیں کیا اور اگر ہمیں تجربہ ہوا ہوتا یعنی ہم نے ایک انقلاب برپا کیا ہوتا اور پھر ہمیں کچل دیا گیا ہوتا اور اس کے بعد دوبارہ انقلاب برپا کرتے تو اس صورت میں ہم ایسا عمل نہ کرتے۔ ہم نے تجربے کے بغیر یہ انقلاب برپا کیا ہے یعنی ملت نے انقلاب برپا کیا ہے اور انقلاب کے شروع میں جو کام کئے جانے چاہئیں تھے، ہم نے اپنے عدم تجربے کی بناپر ان کے بارے میں تساہل سے کام لیا اور اس تساہل کی وجہ سے ہمیں اب تک ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے اور آئندہ بھی کرنا پڑے گا مگر یہ کہ اس کا انقلابی ازالہ کریں۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۵۱۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۰۳؛

امام خمینیؒ کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ تمام ملتوں کے جائز مطالبات پورے ہونے کے سلسلے میں ان ملتوں کی طاقت کے قائل تھے اور یہ چیز ایرانی ملت سے مختص نہیں ہے۔

3. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۴۶۔

ب: کسی کو اپنے اوپر اثر انداز نہ ہونے دینا،

عوام سے براہ راست رابطہ

میں تکلّفات کا عادی نہیں ہوں

میں تکلّفات کا عادی نہیں ہوں۔ مثلاً میں نہیں چاہتا کہ میرے اور کسی دوسرے فرد کے درمیان کوئی شخص واسطہ ہو اور وہ رابطے کا کام انجام دے۔ یہ اسلام کی اقدار کے منافی ہے۔ جس قدر میرے بس میں ہے، میں تمام حضرات کی دسترس میں ہوں۔[1]

مجھے کہا گیا کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا

مجھے کہا گیا ہے، کسی غیر ملکی نے ایک دفعہ لکھا تھا [اور شائع کیا تھا] کہ وہ [امام] تو کوئی کام انجام نہیں دے سکتے ہیں۔ [ملک کا] انتظام ان کے ساتھی چلا رہے ہیں۔ میں اب تک ان ساتھیوں کو نہیں پہچان سکا ہوں جن کا یہ بار بار ذکر کرتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں یا [کہتے تھے] فلاں، فلاں افراد اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ حالانکہ جو لوگ مجھے پہچانتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ جو کام میں انجام دینا چاہتا ہوں، اسے میں کسی سے متاثر ہوئے بغیر انجام دیتا ہوں۔ اگر مجھے کسی کا اثر قبول کرنا ہوتا تو میں یہ کام ہی شروع نہ کرتا۔ اس کے باوجود کہ انہوں نے میرے ساتھ بہت بھلائی کی ہے، میں جب پیرس میں تھا اس وقت بھی میرے ساتھ ان کی بھلائی بہت زیادہ تھی کہ یہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ ہوگا، وہ ہوگا، کیا ہوگا، یہ کامیاب نہیں ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ ہمارا ایک فرض ہے جو ہمیں ادا کرنا ہے۔ اگر ہم ادا کر سکے تو اس کے ساتھ ساتھ بحمد اللہ، اگر کام بھی انجام دے سکے تو انجام دیں گے اور اگر کام انجام نہ دے سکے تو کم از کم ہمارا فرض ادا ہو جائے گا۔[2]

میرا کوئی خاص چینل نہیں ہے

خاص مقاصد رکھنے والے کہتے ہیں: ''کہ فلاں کا ایک چینل ہے!'' میرا کوئی خاص چینل نہیں ہے۔ میرے کوئی ساتھی نہیں ہیں۔ میں تمام لوگوں اور تمام طبقات سے ملاقات کرتا ہوں، سب کی باتیں سنتا ہوں۔ خطوط مجھ تک پہنچتے ہیں اور ایران میں جو کچھ ہو رہا ہے، ان میں سے جو اہم ہے اور جو مجھ تک پہنچنا چاہیے، وہ پہنچ رہا ہے۔ جب ریڈیو سے خبریں نشر ہوتی ہیں تو میں ریڈیو بھی سنتا ہوں اور میں ٹیلی ویژن بھی دیکھتا ہوں اور یہاں جن اخبارات کو اہم گردانا جاتا ہے، ان میں سے اکثر اخبار میرے پاس بھیجے جاتے ہیں اور ان کا خلاصہ میرے لیے تحریر کیا جاتا ہے اور وزیر ارشاد کے ذریعے تمام مقامات کی خبریں مجھ تک پہنچتی ہیں اور پولیس چیف اور فوج کے سربراہ کے ذریعے اور دیگر مقامات کی خبریں مثلاً مقامی تھانے کے توسط سے خبریں مجھ تک پہنچتی ہیں اور میں ملک کے حالات سے بے خبر نہیں ہوں۔

---

1. صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۸۸۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۲۸۸۔

یہ خود غرض لوگوں کا ایک ٹولہ ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے ایک تابوت میں، کسی چیز میں یا کسی بڑے ڈبے وغیرہ میں بند کر دیا گیا ہے اور اس کو تالا لگا دیا گیا ہے اور ایک دو عمامے والے اس کا دروازہ کھول کر مجھ سے ملاقات کرتے ہیں اور دوسرے لوگ مجھ سے ملاقات نہیں کرتے۔[1]

میں رابطے میں رہنا چاہتا ہوں

میں اپنی ضعیفی اور کمزوری کے باعث، حضرات سے زیادہ ملاقات کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ اس کی میں بہت زیادہ معذرت چاہتا ہوں۔ میرے اور آپ حضرات کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ اگر کسی کو مجھ سے کوئی کام ہو [تو وہ مجھ سے ملاقات نہ کر سکتا ہو]۔ میں سب سے ملاقات کرتا ہوں۔ سب کا بھائی ہوں اور بیرون ملک رہ کر اپنی ملت اور اسلام کی خدمت کرنے والے آپ حضرات کا عقید تمند ہوں۔ لیکن یہ جو میں زیادہ باہر آ کر آپ لوگوں سے ملاقات نہیں کر سکتا ہوں تو اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ایک تو میرے کام زیادہ ہیں اور وقت کم اور دوسرے یہ کہ میری عمر زیادہ ہو گئی ہے، ایسا اس وجہ سے ہے۔ یہ نہیں کہ میں آپ حضرات سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں تمام حضرات سے ہمیشہ رابطے میں رہنا چاہتا ہوں۔[2]

میں نے کسی کو اس کام میں مداخلت کی اجازت نہیں دی

عرض کر دوں کہ میرا مزاج اور حالت اب اس بات کی اجازت نہیں دیتی ہے کہ میں روزانہ یہاں آؤں۔ میں اب تھک گیا ہوں اور میں نے سوچا کہ اس کے سوا چارہ نہیں کہ میں آپ حضرات سے گفتگو کروں۔ میں آپ حضرات سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں اب آ نہیں سکتا ہوں۔ پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ جب سے میں نے اس کام کی ابتدا کی ہے، اس وقت سے میں نے کسی کو اس کام میں مداخلت کی اجازت نہیں دی۔ میں نے کبھی اپنے رشتہ داروں میں سے بھی کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں دی۔ میں اپنے کاموں میں، خود مختار تھا۔ جو کام میں کرنا چاہتا تھا میں نے خود ہی انجام دیا اور جو کام نہیں کرنا چاہتا تھا اسے انجام نہیں دیتا تھا اور اپنی تشخیص اور اپنی فکر کے مطابق کام انجام دیتا تھا۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں اب یہاں جو آیا ہوں تو مثلاً کسی سے میرا خاص رابطہ ہے یا کوئی میرے کاموں پر اثر انداز ہوتا ہے اور میں اس کی پیروی کرتا ہوں، یہ باتیں بالکل غلط ہیں۔ آپ لوگوں کے دل میں کدورت نہیں ہونی چاہیے کہ مثلاً اگر میں باہر استراحت کیلئے جاؤں تو یہ ایک ایسی چیز تھی کہ میں مثلاً حضرات پر توجہ نہ دوں یا حضرات کی خدمت میں حاضر نہ ہوں۔ نہیں! میں تمام حضرات کی خدمت میں ہوں اور میرے گھر کا دروازہ سب کیلئے کھلا ہے۔ جو صاحب بھی چاہیں وہاں آ سکتے ہیں۔ لیکن میں اس بات کی معذرت چاہتا ہوں کہ نہ تو میں یہاں آ کر رہ سکتا ہوں اور نہ ہر روز وہاں سے یہاں آ سکتا ہوں۔ اب میرا مزاج ان باتوں کا متقاضی نہیں ہے۔ مجھے وہاں واپس جانا اور استراحت کرنا ہے اور تمام حضرات کی خدمت کیلئے خود کو تیار کرنا ہے، انشاء اللہ۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۳۰۳۔
2. کوثر، ج ۲، ص ۲۰۔
3. صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۹۸؛

میرا گھر تمام حضرات کا گھر ہے

یہ محفل سب کی ہے۔ یہ میرے گھر کی طرح ہے جو کہ تمام حضرات کا گھر ہے اور اس کا دروازہ ہر شخص کیلئے کھلا ہے۔۔۔ میں سب کیلئے ایک جیسا ہوں۔ آپ سب سے عقیدت رکھتا ہوں اور سب کیلئے دعا گو ہوں۔ کسی خاص طبقے کی مداخلت نہیں ہے۔ یہ بدگمانی پیدا نہیں ہونی چاہیے کہ ان معاملات میں کسی خاص طبقے کا عمل دخل ہے یا میری کسی خاص طبقے سے دوستی ہے، نہیں! میں، آپ سب کا رفیق ہوں اور سب کیلئے دعا گو ہوں۔[1]

میں لوگوں کی باتوں سے آگاہ ہوں

جو افراد مجھ سے ملاقات کرتے ہیں، وہ مجھے دیکھتے ہیں۔ افراد روزانہ آتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ لوگوں سے یہ بات بیان کریں کہ ہمارے گھر کا دروازہ سب کیلئے کھلا ہوا ہے۔ لوگ مجھ سے اتنی زیادہ ملاقاتیں کرتے ہیں کہ میں تھک جاتا ہوں۔ بہر حال میں ایک اسّی سالہ بوڑھا ہوں، ضعیف ہوں، لیکن اس کے باوجود میرے پاس لوگوں سے ملاقات کا وقت ہے اور لوگ مجھ سے ملاقات کرتے ہیں۔ لوگوں کی خبریں مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں۔ لوگوں کی ضروریات کے بارے، خبریں مجھے ملتی رہتی ہیں۔ البتہ مشکلات تو بہت زیادہ ہیں، سب کی مشکلات زیادہ ہیں۔ مسائل کے خاتمے کے سلسلے، بعض افراد اور گروہ مصروف ہیں۔ حکومت بھی کوشاں ہے، لیکن کام زیادہ ہے، مسائل زیادہ ہیں۔ حضرات کو کسی قدر توجہ دینی چاہیے۔ خطباء اور جن افراد کی گفتگو ریڈیو سے نشر ہوتی ہے، ان کو خیال رکھنا چاہیے کہ حقیقت کے برخلاف کچھ نہ کہیں اور غلط باتوں کو باور نہ کریں کہ "فلاں کا ایک چینل ہے" "اے امام! لوگوں کی باتوں پر توجہ دیں"۔ جناب! میں لوگوں کی باتوں سے آگاہ ہوں۔ آپ جو چاہیں مجھ سے پوچھ سکتے ہیں [تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ] میں ملک کے حالات سے آگاہ ہوں۔ تمام پہلوؤں سے آگاہ ہوں۔ کردستان کے بارے میں ہر روز مجھے رپورٹ ملتی ہے۔[2]

لوگ وہی لوگ ہیں

کہا جا رہا ہے کہ "فلاں سے کوئی بھی ملاقات نہیں کرتا ہے" یہ فلاں صبح سے، یہ میرے بارے میں کہا جا رہا ہے، میں صبح جب اٹھتا ہوں تب سے زوال تک یہ سارے لوگ جن کو آپ باہر دیکھ رہے ہیں، اس صحن کو آپ دیکھ رہے ہیں، اس جگہ کو دیکھ رہے ہیں اور اب آپ سب یہاں اکٹھے ہیں، اس سے قبل یہ لوگ جو علیل تھے یہاں میرے پاس تھے اور ان سے پہلے ایک اور گروہ تھا اور ان کے بعد دوسرا گروہ ظہر تک یہی سلسلہ تھا۔ لیکن کہا یہ جا رہا ہے کہ کوئی شخص ان [امام] سے ملاقات نہیں کرتا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ تکامل حاصل نہ کرسکیں، لوگوں کو مایوس کردیں۔ "نہیں! فلاں

یہ بیانات پیرس میں امام خمینیؒ کی رہائش کے ابتدائی دنوں کے ہیں چونکہ امامؒ کی رہائش گاہ اور لوگوں سے ملاقات کے مقام کے درمیان فاصلہ تھا جس کی وجہ سے بعض افراد کو یہ بدگمانی پیدا ہو گئی تھی کہ امامؒ کے ساتھی لوگوں سے امام خمینیؒ کی ملاقات کے سدراہ ہیں۔ جب امام خمینیؒ نے نوفل لوشاتو میں سکونت اختیار کرلی تو یہ بدگمانی دور ہو گئی۔

1. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۶۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۳۰۴۔

کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے" حتی گزشتہ شب جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک خطیب، البتہ اس کی نیت بری نہیں، لیکن ادراک غلط ہے، ایک خطیب نے مسجد میں کہا ہے کہ "فلاں سے بالکل ملاقات نہیں کی جاسکتی ہے"۔ کیا اس وقت میری آپ لوگوں سے ملاقات نہیں ہو رہی ہے؟ اور اس سے قبل بھی نہیں ہوئی؟ اور اس کے بعد بھی نہیں ہو گی؟ عرض کروں، کیا ہماری بالکل ملاقات نہیں ہوتی؟ لوگوں سے بھی اسی طرح۔ کہا جارہا ہے کہ "فلاں سے ملاقات کرنے ہی نہیں دی جاتی" جس کو روزانہ گفتگو کا موقع ملتا ہے تو وہ بھی یہ کہنے کے درپے رہتا ہے کہ فلاں سے ملاقات کیلئے صرف ایک طریقہ، ایک چینل ہے۔ صرف بعض افراد ہی ہیں جو مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگوں کیلئے ملنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کیا یہ لوگ نہیں ہیں؟ کیا یہ کمرہ جو ہر گھڑی لوگوں سے خواتین اور مردوں اور تمام طبقات کے افراد سے بھرا رہتا ہے، کیا یہ سب موہومات ہیں؟ حقیقت نہیں ہے؟ ان کی باتوں میں سے ایک بات صحیح ہے۔ یہ افراد لوگوں کو ڈرانا چاہتے ہیں، ان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف یہ مجھے کمزور کرنا چاہتے ہیں، علماء کو کمزور کرنے کے درپے ہیں۔ ادھر یہ لوگوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو یہ کمزور نہیں کر سکتے ہیں۔ لوگ وہی لوگ ہیں اور میرے کمزور ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ میں دو چار دنوں تک مر جاؤں گا۔ آپ سب ہیں اور آپ سب آگے بڑھتے جائیں گے۔ یہ صرف کہنے کی بات نہیں ہے۔[1]

میں اس بات کی سختی سے تردید کرتا ہوں

میری زندگی میں بعض افراد نے یہ کہا ہے کہ میرے اعلامئے انہوں نے تحریر کئے ہیں۔ میں اس بات کی سختی سے تردید کرتا ہوں۔ ابھی تک کوئی ایک اعلامیہ بھی میرے علاوہ کسی اور نے تیار نہیں کیا ہے۔[2]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۲۱۲۔

2. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۴۵۲؛
امام خمینیؒ کا سیاسی الٰہی وصیت نامہ۔

ج: شریعت مقدسہ کی پابندی

اگر میری طرف سے کسی کی سفارش کی جائے

جو شخص مجرم ہے اسے اپنے کیفر کردار تک پہنچنا چاہیے اور کسی کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ میں نے بارہا کہا ہے کہ اگر میری طرف سے کسی کی سفارش کی جائے، میرے دفتر کی جانب سے جن افراد کا مجھ سے تعلق ہے، اگر ان کی جانب سے کوئی سفارش کی گئی ہو تو اسے دیوار پر دے مارو۔ جج کو کسی سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ جج آزاد ہے اور اسے ایک آزاد ماحول میں اپنا کام کرنا چاہیے۔ سفارشوں پر مطلق توجہ نہیں دی جانی چاہیے۔[1]

میں ترجیح دیتا ہوں کہ کوئی پھانسی پر نہ چڑھے

سوال: ہم کردوں کے بارے میں بات کرتے ہیں جن کو اس لیے پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے کہ وہ خود مختاری چاہتے ہیں!

امام خمینی: جن کردوں کو پھانسی دی جاتی ہے، یہ ملت کرد سے نہیں ہیں، بلکہ یہ ایسے تخریب کار ہیں جنہوں نے ملت اور انقلاب کے خلاف کارروائیاں انجام دی ہیں اور کل پھانسی پر چڑھائے جانے والے شخص کی طرح ہیں کہ جس نے تیرہ افراد کو قتل کیا ہے۔ میں ترجیح دیتا ہوں کہ کوئی بھی پھانسی پر نہ چڑھے لیکن جب کوئی ایسا شخص گرفتار ہوتا ہے اور اسے سزا ملتی ہے تو اس سے خوشی ہوتی ہے۔[2]

اقرباء کی سفارش قبول نہ کی جائے

جناب وزیر اعظم

ضروری ہے کہ آپ تمام وزارتوں اور حکومتی محکموں کو انتباہ کر دیجئے کہ میرے اقربا اور متعلقین میں سے جو افراد سفارش یا اشخاص کو نوکری دلانے یا ملازمت سے برطرف کرنے کیلئے متعلقہ اداروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ان کے کہنے کے مطابق بالکل عمل نہ کیا جائے۔ میرے متعلقین اور رشتے داروں کو ان امور میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۲۷۲۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۵۸۔
3. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۳۶۵؛

عبوری حکومت کے وزیر اعظم انجینئر بازرگان کو مخاطب کر کے امام خمینیؒ نے یہ حکم دیا تھا۔

میرا فوٹو کسی کی تائید یا تردید کا ثبوت نہیں ہے

تمام عزیز ہم وطنوں کو بتا دیجئے کہ میرا فوٹو کسی کی تائید کی دلیل نہیں ہے، جیسا کہ عدم تائید کی دلیل بھی نہیں ہے۔[1]

ایسی باتیں کرنے والوں کو توبہ کرنی چاہیے

سنا گیا ہے کہ [کچھ افراد نے کہا ہے کہ] میرے گھر کے بعض افراد میری مرضی کے بر خلاف یا میری اطلاع کے بغیر کام انجام دیتے ہیں۔ یہ بات چونکہ بے بنیاد ہے اس لیے ایسی باتیں کرنے والوں کو خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہیے۔[2]

میرے نام پر ظلم کرنے والا مجرم ہے

عدالت کا فرض ہے کہ وہ خدا کے بندوں کی جانوں، شرف اور مال پر حملہ کرنے والوں کا مقابلہ کرے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائے اور میں بارہا کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ ہر گروہ اور شخص، چاہے اس کا تعلق میرے رشتے داروں اور اقرباء سے ہی کیوں نہ ہو، اپنے اعمال و اقوال کا خود جوابدہ ہے اور اگر خدانخواستہ اس نے اسلامی احکام کی مخالفت کی ہو تو عدالت کا فرض ہے کہ اس کے خلاف کارروائی کرے۔ ہر شخص اور ہر ادارہ، چاہے جج ہوں یا عدالتیں یا دیگر کوئی ادارہ ہو، میرے نام پر یا مجھ سے منسوب کرکے ظلم کرنے والا مجرم اور تہمتی ہے۔[3]

اگر کوئی شخص میری توہین کرے

ملت ہوشیار رہے [ان دنوں] اسلامی قوانین اور مجھ پر براہ راست حملے کیے جا رہے ہیں۔ میری توہین کی جا رہی ہے تاکہ شورش برپا کی جائے۔ میں ملت ایران کو خبردار اور تاکید کرتا ہوں کہ اگر کوئی بھی شخص کسی بھی طور پر اس حساس وقت میں میری توہین کرے اور اختلاف پیدا کرنا چاہے تو آپ اس موقع پر اپنے رد عمل کا مظاہرہ نہ کریں۔

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۱۱۸؛

امام خمینیؒ کا یہ بیان پہلے صدارتی انتخابات کے موقع پر بعض امیدواروں کی جانب سے غلط فائدہ اٹھائے جانے کے بارے میں ہے۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۵۰۵۔

3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۲۲۱۔

ان دو دنوں میں مجھ سے رجوع کیا گیا ہے تاکہ توہین کرنے والے بعض جرائد کے خلاف رد عمل کا مظاہرہ کیا جائے۔ میں اس حساس موقع پر جائز نہیں جانتا ہوں۔۔۔ اگر بالفرض، مجھے گالی دی جائے یا میرا فوٹو پھاڑا جائے یا مجھ پر حملہ کیا جائے تو اس حساس موقع پر کسی کو رد عمل دکھانے کا حق حاصل نہیں ہے۔[1]

اگر کوئی شخص مجھے گالی دے

میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مجھے گالی دے، برا بھلا کہے یا میرا فوٹو پھاڑ دے تو کسی کو اس سے جھگڑنے کا حق حاصل نہیں ہے، مجھے گالی دینے والے، برا بھلا کہنے والے اور تصویر پھاڑنے والے کے ساتھ جھگڑنا حرام ہے۔ کسی کو] اس سے لڑنے [کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس وقت جبکہ ہم اس بڑی مصیبت کا شکار ہیں،] کسی کو ایسے شخص کا [مقابلہ کرنے کا حق حاصل نہیں جو جھڑپ یا شورش پر منتج ہو۔ آج ہمیں امن کی ضرورت ہے۔[2]

اگر میں علماء کی حمایت کرتا ہوں

شاید آپ یا لوگوں کے ذہن میں بعض اوقات یہ خیال آتا ہو کہ اگر میں علماء کی حمایت کرتا ہوں تو وہ اس لیے ہے کہ میں بھی ایک عالم ہوں، یہ تو پارٹی بازی ہے۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ میں ہر عمامہ بسر اور عالم کہلانے والے کے حق میں نہیں ہوں اور متعدد مرتبہ میں نے کہا ہے کہ علماء کے راستے اور اسلام کے برخلاف عمل کرنے والا اور سازش کرنے والا عالم ساواکی سے بدتر ہے، کیونکہ ساواکی، ساواکی ہے اور یہ ایک عمامہ بسر ساواکی ہے جس نے بظاہر عالم کا لباس پہن رکھا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ جو بھی عمامہ بسر ہو وہ قابل اعتماد ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص۶۶۔
2. صحیفہ امام، ج۱۱، ص۱۷۷؛

ماہرین کونسل کے اراکین کے اجتماع میں۔ امام خمینیؒ کا اشارہ ۱۳۴۸ھ ش (۱۹۷۹ء) میں خلق مسلمان پارٹی کی جانب سے کی جانے والی شورش کی طرف ہے۔ اس شورش کے دوران اس پارٹی کے اراکین نے امام خمینیؒ کے فوٹو پھاڑے اور قم میں لوگوں کی دکانوں پر حملہ کر کے انہیں نقصان پہنچایا۔

3. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۳۵۹۔

یہ ایسی چیز ہے جو نظام کیلئے نقصان دہ ہے

اگر یہ چیز حکومت کے ساتھ مختص ہوتی تب بھی ٹھیک تھا۔ لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جو نظام کیلئے نقصان دہ ہے، اس پر توجہ کیجئے۔ اپنے ہاتھ کسی حد تک روک کر رکھیے۔ اپنے قلم کسی حد تک روک کر رکھیے۔ اس بات پر توجہ رہے کہ ہر چیز لکھی نہیں جانی چاہیے اور ہر چیز شائع نہیں ہونی چاہیے۔ میں آپ لوگوں سے عرض کروں کہ اگر خدانخواستہ حضرات نے یہ سلسلہ جاری رکھا تو ممکن ہے کہ میرا طرز عمل مختلف ہو جائے۔ [1]

کیا میں اب بھی خاموش رہ سکتا ہوں

شروع سے ہی مجھے ان میں سے بعض کے بارے میں اندیشہ تھا، لیکن میں برداشت کرتا رہا اور ان کو نصیحت کرتا رہا۔ میں نے برداشت سے کام لیا اور یہ جب بھی میرے پاس آتے، یعنی ہمیشہ تو نہیں، لیکن کئی مرتبہ میں نے ان کو اسلامی مسائل کی دعوت دی، قانون پر عمل کرنے کی دعوت دی، اسلامی جمہوریہ کی حفاظت اور پاسداری کی دعوت دی۔ آہستہ آہستہ میرے اس تاثر میں شدت آتی گئی کہ جب تک وہ منافق گروہ میدان میں ہے اور حمایت کر رہا ہے۔ جب تک دیکھوں کہ وہ محاذ اسلام کا مخالف ہے اور حمایت کر رہا ہے۔ میری شرعی ذمہ داری ہے کہ جب تک ذمہ داری نہ ہو پھر ان کی حمایت نہ کروں۔ کیا میں اسلام اور ملک کے خلاف جاری تحریک پر خاموش رہ سکتا ہوں اور یہ کہہ سکتا ہوں کہ آؤ میں تمہارے ساتھ مذاکرات کیلئے تیار ہوں۔ اگر میرے نزدیک اس بات کا امکان پایا جاتا کہ یہ لوگ اسلام کی طرف واپس پلٹ آئیں گے اور آئین، جس پر عملدرآمد کا انہوں نے حلف اٹھایا ہے، کے پابند رہیں گے اور اسلامی قوانین کے آگے سر تسلیم خم ہوں گے۔ اگر میرے نزدیک اس کا امکان پایا جاتا، اس مسئلے کی بنا پر جس کا مجھے سامنا ہے اور میں نے ان حضرات سے وہ مسئلہ بیان کیا ہے تو پھر ان کو دعوت دیتا اور انہیں اس بات کی ترغیب دیتا کہ اکٹھے مل بیٹھیں اور قانون کے مطابق عمل کریں۔ [2]

قصاص کا حق حاصل ہے

کل ہی مجھے اطلاع دی گئی کہ ایک پاسدار نے قم میں ایک شخص کو ناحق قتل کر دیا ہے (حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: ان کا بھائی ہے)؛ جس کسی کا بھی بھائی ہو اسے ضرور قتل کیا جانا چاہیے۔ (امام خمینیؒ نے حاضرین میں سے ایک شخص کی بات سننے کے بعد سوالیہ انداز میں کہا:) کیا؟ کیا یہ

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۱۲۹۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۵۵؛

امام خمینیؒ کا اشارہ تحریک آزادی اور قومی محاذ کے اتحاد کی جانب ہے۔

مقتول کا بھائی ہے ؟]اس کے قاتل کا[قصاص کیا جائے گا۔ قصاص کا حق حاصل ہے۔ وہ تمہاری تحویل میں دیا جائے گا اور قتل کیا جائے گا۔ میں نے آج کہا ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔ [1]

امام خمینیؒ شروع میں یہ سمجھ رہے تھے کہ حاضرین میں موجود شخص قاتل کا بھائی ہے۔ اس لیے آپ نے دوٹوک انداز میں فرمایا کہ " جس کسی کا بھی بھائی ہو، اسے قتل کیا جانا چاہیے" آپ کو بتایا گیا کہ یہ شخص مقتول کا بھائی ہے تو امام خمینیؒ نے اپنا لہجہ بدل کر فرمایا کہ "تمہیں قصاص کا حق حاصل ہے"۔

د: اسلام پسندی

میری سب سے بڑی آرزو

سوال: ایران کے بارے میں آپ کی سب سے بڑی آرزو کیا ہے ؟

امام خمینی: میری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ ایرانی عوام کو ظلم کے چنگل سے نجات حاصل ہو جائے اور وہ ایک آزاد، خود مختار اور اسلامی نظام کے حامل ایک ایسے ملک کے مالک بن جائیں جس میں انسانوں کے حقوق کا اس طرح خیال رکھا جاتا ہو جس کا اسلام نے حکم دیا ہے اور ایرانی عوام انسانی ترقی اور سعادت کے راستے میں تمام ملتوں کیلئے نمونہ عمل ہوں۔ [2]

میرا کسی سے بھی کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے

سوال: ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ بعض افراد کا کہنا ہے کہ "حضرت آیت اللہ کے پاس کوئی واضح پروگرام نہیں ہے اور جو کچھ آپ بیان کرتے ہیں وہ صرف نعرے ہیں اور شاید شاہ اور آپ کے درمیان ذاتی اختلاف پایا جاتا ہے" برائے مہربانی ان سب کے بارے میں اپنا موقف بیان کیجئے۔ کیا آپ کا ذاتی اختلاف ہے۔ آپ کے پاس کوئی واضح اقتصادی پروگرام کیوں نہیں ہے ؟

امام خمینی: جہاں تک پروگرام کا تعلق ہے تو یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے پاس پروگرام نہیں ہے، ایسا نہیں ہے، بلکہ پروگرام ہے۔ اسلام پروگرام رکھتا ہے اور ہمارے پاس بھی پروگرام ہے۔ اسلام کا پروگرام ترقی یافتہ ہے اور ان تمام پروگراموں سے بہتر ہے جو سامراجیوں نے بنائے ہیں اور جہاں تک ذاتی اختلاف کا تعلق ہے تو میرا کسی سے بھی کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے۔ اگر ذاتی اختلاف ہوتا تو ممکن تھا میں اس کو نظر انداز کر دیتا [لیکن] اختلاف اسلامی اختلاف ہے۔ [3]

---

1. صحیفہ امام، ج۸، ص۲۶۰؛
2. صحیفہ امام، ج۵، ص۴۴۰۔
3. صحیفہ امام، ج۴، ص۴۵۶۔

ہم اسلام پر سب کچھ قربان کر دیں گے

سوال: حضرت آیت اللہ! آپ بہت زیادہ مہربان دکھائی دیتے ہیں۔ آپ مقدس شخص ہیں اور آپ کا چہرہ بہت مقدس ہے۔ آپ کا چہرہ عوامی ہے۔ میں ایک انسان کی حیثیت سے آرزو کرتا ہوں کہ خدا کرے دونوں ممالک کے تعلقات میں کوئی خلل نہ آئے۔ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آئے۔

امام خمینی: میں بھی خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مسٹر کارٹر اپنے اور ہمارے ملک کے مفادات پر توجہ دیں اور اس قاتل [شاہ] کو کہ جسے تمام قوانین کے مطابق ہمارے ملک میں لوٹا دینا چاہیے، ہمارے ملک واپس لوٹا دیں۔ جب لوٹا دیں گے تو پھر دوسرے مسائل پیش نہیں آئیں گے۔

سوال: میں نے یہاں حضرت عالی کے پوتے کو دیکھا ہے۔ میرے بھی بچے ہیں، پوتے ہیں۔ میری دلی آرزو ہے کہ کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

امام خمینی: نہیں! انشاءاللہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ کہہ دیجئے کہ ہم اسلام کیلئے سب کچھ قربان کر دیں گے، پوتے بھی اور بیٹے بھی۔ ہماری ملت سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہے۔ آپ اس بارے میں پریشان نہ ہوں۔[1]

میری کسی سے ذاتی دشمنی نہیں ہے

سوال: حضرت آیت اللہ! بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی شاہ کے ساتھ ذاتی دشمنی ہے، اسی لیے آپ اس کے ساتھ مذکرات اور سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

امام خمینی: یہ بات شاہ نے کہی ہے اور بالکل بے بنیاد ہے۔ میری کسی سے ذاتی دشمنی نہیں ہے۔[2]

میری مخالفت کی وجہ شاہ کی خیانتیں ہیں

سوال: آپ کو ذاتی طور پر شاہی حکومت کے ہاتھوں بہت مشکلات جھیلنا پڑی ہیں، آپ کو جلاوطن کیا گیا، قید کیا گیا۔ آپ کے فرزند پر اسرار طور پر قتل کئے گئے ہیں۔ کیا ان تمام باتوں کے باوجود آپ شاہ کے بارے میں ذاتی دشمنی محسوس نہیں کرتے ہیں؟

امام خمینی: ہرگز نہیں! میری شاہ کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ انقلابی تحریک کی وجہ نہ میری ذات ہے اور نہ ہی میرا بیٹا اور میں نے کبھی بھی اس کے بارے میں ذاتی دشمنی محسوس نہیں کی۔ شاہ کے ساتھ میری مخالفت کی وجہ وہ خیانتیں ہیں جو شاہ نے ان پچاس سالوں میں کی ہیں اور وہ جرائم ہیں جو اس نے ملت پر کئے ہیں۔[1]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ۳۰۷؛ امریکی TV-CBS کو انٹرویو۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۱۹۔

میں نے شفقت اور رحم کا مظاہرہ کیا ہے

سوال: امام خمینی! پھر تو بختیار کو بھی سزائے موت ملنی چاہیے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتی ہوں کہ کیا کبھی آپ نے کسی کو معاف بھی کیا ہے؟ کیا آپ نے رحم بھی کیا ہے؟ کیا کبھی آپ روئے بھی ہیں؟

امام خمینی: کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ میں انسان نہیں ہوں۔ ہاں! میں روتا بھی ہوں، ہنستا بھی ہوں، دکھ اٹھاتا ہوں۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ میں نے کسی کو معاف کیا ہے یا نہیں؟ تو اس کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ جن لوگوں نے ماضی میں جرم کئے ہیں، ان میں سے اکثر کو میں نے معاف کر دیا ہے۔ میں نے پولیس، تھانوں اور دوسرے بہت سے لوگوں کیلئے عام معافی کا اعلان کیا ہے بشر طیکہ انہوں نے تشدد نہ کیا ہو اور سنگین جرائم کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ اب بھی میں نے شورش پھیلانے والے کردوں کیلئے عام معافی کا اعلان کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس اقدام کے ساتھ میں نے شفقت اور رحم کا مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے ان کیلئے معافی اور عفو و در گزر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔[2]

اگر تمام شہید زندہ ہو جائیں

سوال: اگر شاہ دولت واپس کر دے تو کیا آپ اس کا پیچھا چھوڑ دیں گے؟

امام خمینی: ہاں! اگر وہ واقعی دولت واپس پلٹا دے تو اس اعتبار سے اس کا پیچھا چھوڑ دیا جائے گا لیکن جو اس نے اسلام اور ملک کے ساتھ خیانت کی ہے تو اس کے اعتبار سے نہیں۔ [انقلاب کی کامیابی سے] ۱۶ سال قبل کئے جانے والے ۱۵ خرداد کے قتل اور اس کے بعد "جمعہ سیاہ" [۱۷ شہریور ۱۳۵۷] کے قتل عام کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ اسے کیسے معاف کیا جا سکتا ہے جس نے اتنے سارے افراد کو شہید کیا اور پھر فرار ہو گیا؟ اگر تمام شہید زندہ ہو جائیں تو شاید میں اسے معاف کر سکوں اور اس بات پر راضی ہو جاؤں کہ وہ تمام دولت جو اس شخص [شاہ] اور اس کے خاندان نے چوری کی ہے، ان سے واپس لوں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۵، ص ۳۹۳۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۶۰؛

امام خمینیؒ کا اشارہ کردستان میں پاسداران انقلاب اسلامی کو انتہائی مظلومانہ انداز میں شہید کرنے والے انقلاب مخالف بعض عناصر کے ظلم کی جانب ہے۔

3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۶۰۔

شاہ کے ساتھ رشتے داری، کوئی جرم نہیں ہے

سوال: کیا کمانڈو آپریشن یا ارجنٹائن میں آیشمن کی گرفتاری پر منتج ہونے والے آپریشن سے ملتے جلتے آپریشن کے ذریعے شاہ کو ایران واپس لانے کا حکم صرف اس کے ساتھ ہی مختص ہے یا اس کے خاندان کے افراد بھی اس حکم کے دائرے میں آتے ہیں؟

امام خمینی: جس نے بھی جرم کا ارتکاب کیا ہے، وہ گناہگار ہے۔ اگر اس کے خاندان کے کسی فرد نے کسی جرم میں حصہ نہ لیا ہو تو اس کو سزا دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ شاہ کے خاندان کے ساتھ رشتے داری کوئی جرم شمار نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً میرا خیال نہیں ہے کہ اس کے بیٹے "رضا" نے جرم کا ارتکاب کیا ہوگا۔ اس لیے اس کے ساتھ میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔[1] اور وہ جب بھی چاہے ایران واپس لوٹ سکتا ہے اور عام ایرانی کی طرح زندگی بسر کر سکتا ہے، اگر آنا چاہے تو۔[2]

میں چاہتا ہوں کہ اسے ایران لایا جائے

سوال: کیا آپ نے حکم دیا ہے کہ شاہ کو بیرون ملک قتل کر دیا جائے؟ یا آپ نے کہا ہے کہ جو شخص بھی یہ کام کرے گا وہ ایک عظیم شخص شمار ہوگا اور اگر وہ کارروائی کے دوران مارا گیا تو جنت میں جائے گا؟

امام خمینی: نہیں! میں نے نہیں کہا ہے، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اسے ایران لایا جائے اور اس نے ملت ایران کے خلاف جو جرائم پچاس سالوں کے دوران انجام دیئے ہیں اور اس کے علاوہ خیانت اور دولت کی لوٹ مار کے جرم کے سلسلے میں اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ اگر وہ بیرون ملک قتل ہو جائے تو وہ ساری دولت ضائع ہو جائے گی۔ لیکن اس کی بجائے اگر اس پر یہاں مقدمہ چلایا جائے تو ہم ساری دولت حاصل کر لیں گے۔ نہیں! میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ بیرون ملک قتل ہو۔ میں اس کو زندہ یہاں چاہتا ہوں اور اسی لیے میں اسی طرح اس کی سلامتی کی دعا کرتا ہوں جس طرح آیت اللہ مدرسؒ رضا [شاہ] کی سلامتی کیلئے دعا کرتے تھے۔[3]

---

1. امام خمینیؒ کے بیانات میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ آپ شرعی معیارات کے مطابق شاہ جیسے ظالم شخص کے ساتھ رشتہ داری کو جرم نہیں جانتے تھے۔ البتہ اس کے معنی یہ نہیں کہ اگر اسلام کے ساتھ دشمنی پر مبنی ان کا جرم ثابت ہو جاتا تب بھی امام خمینیؒ کا موقف یہی رہتا۔ اس لیے امام خمینیؒ نے مشروط طور پر بیان فرمایا ہے کہ اگر شاہ کے خاندان کے کسی فرد نے کسی جرم میں حصہ نہ لیا ہو تو اس کو سزا دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۳۵۹۔

3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۳۵۹؛

امام خمینیؒ کی مراد یہ تھی کہ شاہ زندہ رہے تا کہ انقلابی عدالت میں اس پر اس کے جرائم کے سلسلے میں مقدمہ چلایا جائے اور قومی دولت اس سے واپس لی جائے، جبکہ اس کی موت کے بعد اس کا امکان باقی نہ رہتا۔

جب تک زندہ ہوں

میں جب تک زندہ ہوں حکومت کو اسلام کے راستے سے الگ نہیں ہونے دوں گا۔[1]

میں نے کسی کے ساتھ صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے

میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ میں نے کسی بھی شخص، چاہے وہ جس مرتبے کا بھی ہو، کے ساتھ صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے۔ میری دوستی ہر فرد کے نیک چلن میں مضمر ہے۔ اسلام اور حزب اللہ کا دفاع اسلامی جمہوریہ کی خلل ناپذیر پالیسی ہے۔[2]

اگر میں بھی یہ کام کرتا

اگر میں بھی اسلامی تعلیمات کے منافی اور کشیدگی پیدا کرنے کیلئے اور اسلام کی راہ میں خون دینے والی اپنی مسلمان ملت کو مشکل کا شکار کرنے کیلئے تقریر کرتا، اگر میں بھی ایسا کام کردوں تو ان فوجی اور انتظامیہ کے اداروں کا شرعی فرض ہے کہ مجھے گرفتار کرکے عدالت میں پیش کریں۔ کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ میں نے جو سلوک شاہ کے ساتھ کیا ہے اور ہماری ملت نے بھی جو رویہ محمد رضا کے ساتھ اختیار کیا ہے وہی سلوک میں ان افراد کے ساتھ اختیار کروں گا جو بگاڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں، جو افراد گفتگو کے علاوہ کشیدگی پیدا کرنا چاہتے ہیں، جو افراد عدالت، پارلیمنٹ یا دیگر محکموں کے خلاف صف آرائی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ بھی میں وہی سلوک کروں گا جو محمد رضا کے ساتھ کروں گا۔[3]

اگر تم اپنا قدم اسلام کے دائرے سے باہر رکھو گے

یہ لوگ اسلام چاہتے ہیں، اگر تم اپنا قدم اسلام کے دائرے سے باہر رکھو گے تو یہ طالب علم جو یہاں بیٹھا ہے تمام تر طاقت کے ساتھ تمہاری مخالفت کرے گا اور ساری اسلامی ملت اسلام چاہتی ہے۔ میں نے سال کے شروع میں حضرات سے عرض کیا تھا کہ بہتر ہے کہ یہ سال قانون پر عملدرآمد کا سال قرار دیا جائے۔ حدود معلوم ہونی چاہئیں۔ واضح ہو کہ آئین میں صدر [بنی صدر] کے اختیارات کیا ہیں۔ اگر ایک قدم بھی ان سے آگے

---

1. خط امام، کلام امام، ج ۲، ص ۴۰۔
2. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۳۲۶۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۱۷؛

امام خمینیؒ کا اشارہ قصاص بل کی مخالفت پر مبنی متحدہ محاذ کی سازش کی جانب ہے۔ متحدہ محاذ کہ جو اس بل کو غیر انسانی کہتا تھا، اس بل کی مخالفت میں جلوس نکالنے کا ارادہ رکھتا تھا اور اس نے اس سلسلے میں تہران میں اشتہارات بھی شائع کئے، لیکن امام خمینیؒ کے دوٹوک موقف نے ان کی سازش کو ابتداء میں ہی ناکام کر دیا۔

بڑھائے گا تو میں اس کی مخالفت کروں گا۔ اگر سب لوگ اس سے متفق ہوں پھر بھی میں اس کی مخالفت کروں گا۔ وزیر اعظم [رجائی] کے جو اختیارات ہیں اسے ان کے دائرے سے باہر قدم نہیں رکھنا چاہیے۔ اگر وہ ایک قدم باہر گئے تو میں ان کی بھی مخالفت کروں گا۔ [1]

اگر ہمیں دستبردار ہونا ہی ہو تو مجھے دستبردار ہونا چاہیے

اگر آج اسلام کو شکست ہو جائے تو پھر وہ کامیاب نہیں ہو گا۔ اسلام کی خاطر ہمیں بعض مشکلات کو برداشت کرنا چاہیے۔ میری عمر تقریباً پچاسی سال ہے اور بہت زیادہ ضعف کی وجہ سے جو تھکن اور مشکل میرے لیے ہے وہ آپ لوگوں کیلئے نہیں ہے۔ اگر ہمیں دستبردار ہونا ہی ہو تو مجھے دستبردار ہونا چاہیے لیکن ہم سب ایک ایسے میدان میں داخل ہوئے ہیں کہ جس میں ایک قدم پسپائی بھی ہماری شکست پر منتج ہو گی۔ [2]

میں تمہیں خبردار کرتا ہوں

تم لوگ یورپ کا کتنا دم بھرتے ہو۔ تم اندر سے کتنے کھوکھلے ہو چکے ہو [کہ کہہ رہے ہو کہ] اسلام کے احکام کو یورپ کی اقدار پر پرکھا جائے۔ کتنی بڑی خطا ہے [یہ بات]؟ شکر نعمت یہ ہے کہ اسلام کے وفادار رہو۔ میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اسلام کے وفادار رہو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ۔ میں نے اسی مدرسے میں شاہ کو نصیحت کی تھی اس نے نہ سنی، تم تو ہیچ ہو۔ عصر عاشور کو میں نے [شاہ سے] کہا تھا "ایسا کام نہ کر کہ ملت تجھے نکال باہر کرے"۔ اس نے اس پر کان نہ دھرا اور ایسا کام کیا کہ ملت نے اسے نکال باہر کیا۔ [3]

خدایا تو جانتا ہے

یہ روحانی طاقت ہے جو لوگوں کو سڑکوں پر لے آتی ہے۔ یہ اسلام کی طاقت ہے جو علماء کے حلقوم سے باہر آ رہی ہے۔ ان کی مخالفت نہ کیجئے۔ خدایا تو جانتا ہے کہ میں اس وجہ سے علماء کی حمایت نہیں کرتا ہوں کہ میں خود بھی ایک عالم ہوں بلکہ اس لیے کرتا ہوں کیونکہ جانتا ہوں کہ یہی طبقہ ایسا ہے جو ملت کو نجات دلا سکتا ہے اور یہی وہ طبقہ ہے جن کو عوام چاہتے ہیں۔ [4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۳۷۷۔
2. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۲۷۵۔
3. صحیفہ امام، ج۸، ص۵۸۔
4. صحیفہ امام، ج۸، ص۶۰۔

ہم نے قبول کیا کہ ہمارا صدر علماء میں سے ہو

میں ایک یہ بات کہنا چاہتا ہوں، شاید پہلے بھی کہی ہو، کہ میں نے ان مسائل کی ابتداء میں ہی اور جب آہستہ آہستہ کامیابی کے آثار نظر آنے لگے تھے، میں نے جو انٹرویو دیئے، چاہے یہ انٹرویوز نجف میں دیئے ہوں یا پیرس میں اور جو میں نے خود باتیں کیں ان میں اس بات کو بیان کیا کہ علماء کا منصب ان انتظامی امور سے بالاتر ہے۔ اگر اسلام کامیاب ہو گیا تو علماء اپنے کاموں میں لگ جائیں گے۔ لیکن جب ہم نے میدان میں قدم رکھا تو دیکھا کہ اگر علماء سے کہیں کہ تم سب مساجد کا رخ کرو تو اس ملک کو امریکہ یا روس نگل لے گا۔ ہم نے تجربے سے سیکھا ہے کہ جو اشخاص سربراہ تو تھے لیکن علماء نہ تھے۔ حالانکہ ان میں سے بعض دیندار بھی تھے، لیکن اس کے باوجود جس راستے پر ہم چلنا چاہتے تھے یہ راستہ کہ ہم خود مختار ہوں اور اپنی روٹی اور جو پر گزارا کریں اور بڑی طاقتوں کے فرمانبردار نہ ہوں تو یہ راستہ ان افراد کے ذوق کے مطابق نہیں تھا۔ ہم نے چونکہ وہاں دیکھا کہ ہر جگہ ہمیں ایسے افراد میسر نہیں ہیں جو سو فیصد اس مقصد سے متفق ہوں جس کیلئے اس ملت نے اپنے جوان قربان کئے ہیں اور اپنا مال دیا ہے، ہم کو ایسے افراد میسر نہیں ہیں اس لیے ہم نے یہ بات قبول کی کہ ہمارا صدر علماء میں سے ہو۔ فرض کریں کہ کبھی ہمارا وزیر اعظم بھی اس طرح، میں نے دوسرے مقامات پر بھی اس سے قبل کہا تھا کہ ہم ایسا چاہتے نہیں ہیں اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ جس دن ہم نے دیکھا کہ بعض ایسے افراد جو علماء تو نہیں ہیں لیکن ملک کا انتظام اسی طرح چلا سکتے ہیں جیسا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو پھر جناب خامنہ ای علماء کے عظیم کام اور امور کی نگرانی کے کام کی جانب چلے جائیں گے اور اسی طرح دوسرے حضرات بھی۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے کسی جگہ کچھ کہا ہو اور پھر دیکھا کہ یہ تو اسلام کے مفادات کے منافی ہے اور ہم سے خطا ہو گئی ہے تو ہم اپنی غلطی پر ڈٹے رہیں۔ ہم جس دن بھی جان لیں کہ آج جو بات ہم نے کہی ہے وہ غلط تھی اور ہم کو دوسری طرح عمل کرنا چاہیے تو میں برملا کہوں گا کہ ہم سے یہ غلطی ہو گئی ہے اور اب ہمیں یہ کام کرنا چاہیے ہمارے مد نظر مفادات ہیں نہ کہ اپنی بات کو سچ ثابت کرنا۔

بنابریں، یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ حضرات ہم سے کہیں کہ آپ نے اس دن یہ کہا تھا۔ ٹھیک ہے، اس دن ہم نے سمجھا تھا کہ ان تعلیم یافتہ، دیندار اور مفکرین کے طبقوں میں ایسے افراد موجود ہیں جو ملک کا انتظام اسی طرح چلا سکتے ہیں جیسا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ لیکن جب ہم نے دیکھا کہ یہ تو ہم سے غلطی سرزد ہو گئی ہے اور بعض افراد نے ہمیں فریب دیا ہے۔ ہم غیب تو نہیں جانتے ہیں، بعض ان میں اچھے بھی تھے، لیکن ان کا موقف ہمارے موقف کے خلاف تھا۔ ہم نے جو کچھ انٹرویوز میں کہا تھا اس موقف کو بدل دیا اور عارضی طور پر جب تک اس ملک کا انتظام غیر عالم چلا سکتا ہے تب تک حضرات اور علماء لوگوں کی ہدایت کے اپنے کام کی طرف واپس لوٹ جائیں گے اور انتظامی امور ان افراد کو سونپ دیں گے جو اسلام کیلئے کام کر رہے ہیں اور جب تک مسئلہ ہمارے نزدیک مبہم ہے اور اس بات کا امکان ہے، اگر ایک ملین احتمالات میں سے ایک احتمال یہ ہو کہ فلاں شخص یا فلاں طبقے کے ہوتے ہوئے اسلام خطرے میں ہے تو ہماری ذمہ داری ہے کہ جس قدر ہمارے بس میں ہے ہم اس کے سامنے ڈٹ جائیں۔ یہ لوگ جو چاہیں ہمارے بارے میں کہیں۔ چاہے کہیں کہ ”ملاؤں کا ملک“ ”ملّازم کی حکومت“ اس قسم کی باتیں جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ البتہ یہ باتیں بھی ہمیں میدان سے باہر نکالنے کا ایک حربہ ہے [لیکن] ہم میدان چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۳۴۹۔

بسم اللہ، تحریر کرنے کا قانون بنادیں

اپنی محفلیں اسلامی بنایئے، اپنے سفار تخانوں کو اسلامی سفار تخانے بنایئے۔ تمام پہلوؤں کو اسلامی بنایئے، خدا کا نام اوپر ایک جگہ پر تحریر کیجئے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' لکھئے۔ تمہارے لیٹر زپر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ہو۔ اس سے مت ڈریئے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ ان کی انہی تعلیمات نے ہمیں مغرب زدہ بنادیا ہے اور ہم اپنے لیٹر زپر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' لکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ میں نے حضرات سے بھی یہ کہا ہے کہ اسے قانون کی شکل دے دیں کہ تمام لیٹر زپر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' تحریر ہونا چاہیے۔ یہ جو عراقی حکومت ہے، اسکے حکام کی اکثریت شاید بنیادی مسائل پر ایمان نہ رکھتی ہو، لیکن ان کے لیٹر زپر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' تحریر ہوتا ہے اور وہ یہ کہتے بھی ہیں تم ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سے مت ڈرو۔ اس سے تو شیطان ڈرتا ہے۔ آپ لوگ تو فرشتے ہیں، انشاء اللہ۔ [1]

میں ان سے بری ہوں

ہم چاہتے ہیں کہ [ہمارا ملک] ایک اسلامی ملک ہو اور میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اسلامی تعلیمات کے منافی کوئی بات مجھ سے منسوب کرنے والا شخص جھوٹا ہے اور جو شخص میری طرف اس چیز کی نسبت دیتا ہے کہ میں اس بات پر راضی ہوں کہ لوگوں کی ایک بالشت زمین اسلامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان سے چھین لی جائے یا لوگوں سے ایک کوڑی بھی اسلامی اصولوں کے برخلاف ضبط کی جائے یا کسی پر اسلامی قوانین کے برخلاف مقدمہ چلایا جائے یا کسی کو اسلامی مفادات کے برخلاف ایک تازیانہ بھی مارا جائے تو میں ان سے بری ہوں اور خدا تعالیٰ بھی بری ہے۔ [2]

میں ملت ایران سے معذرت کا طالب ہوں

انہی دو تین دنوں میں میرے پاس ایک چیز لائی گئی ہے جو شہنشاہی مونو گرام اور پرانی برائیوں کی یاد دلاتی ہے۔ وزارت خارجہ، تمام وزارت خانوں اور تمام مراکز سے برائیوں کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ یہ امور اس طرح [نہیں رہنے چاہیں]۔ اگر نہیں کر سکتے ہیں تو اپنے عہدوں سے دستبردار ہو جائیں تاکہ ہم ایسے افراد لے آئیں جو قاصر نہ ہوں اور اگر یہی افراد انجام دے سکتے ہیں تو پھر عملی قدم کیوں نہیں اٹھا رہے ہیں؟

میں آپ لوگوں سے معذرت چاہتا ہوں، میں ملت ایران سے معذرت کا طالب ہوں، میں ملت ایران سے معذرت کا طالب ہوں، میں ان ماؤں سے معذرت چاہتا ہوں جو اپنے بچوں سے محروم ہو گئی ہیں، میں ان بھائیوں سے معذرت چاہتا ہوں جن کے عزیزان سے بچھڑ گئے ہیں۔ میں ان فوجیوں سے معذرت چاہتا ہوں جو اپنے جوانوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان پاسداروں سے جن کے جوان اور بھائی ان سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے ہیں، معذرت چاہتا ہوں کہ میرے اندر ٹھیک طرح سے کام انجام دینے کی اہلیت نہیں ہے۔ میں حضرت امام مہدی (ع) اور پیغمبر اکرم ﷺ کی بارگاہ میں معذرت کا طالب ہوں۔ میں ولی عصر امام مہدی (ع) کی بارگاہ میں معذرت کا طالب ہوں۔ میں ملت ایران کی بارگاہ میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں آپ

---

1. صحیفہ امام، ج۸، ص۱۰۳۔
2. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۵۱۲۔

بھائیوں، آپ فوجی بھائیوں، آپ پاسدار بھائیوں، آپ پولیس سے تعلق رکھنے والے بھائیوں اور اسلام کی راہ میں اپنے جوان پیش کرنے والے انتظامیہ کے تمام اراکین سے معذرت چاہتا ہوں۔ ہم آپ لوگوں کیلئے کوئی کام انجام نہ دے سکے۔ ہم کمزور ہیں۔ ہم اب بھی بیہودہ دفتری امور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم اب بھی شہنشاہی مونو گراموں کا شکار ہیں۔ ہماری مملکت اب بھی شاہی مملکت ہے۔ ہمارے وزارت خانے اب بھی طاغوتی وزارت خانے ہیں۔ ہم ان کی اصلاح نہیں کر سکے ہیں۔ ان کی فوری طور پر اصلاح کی جانی چاہیے اور اگر فوری طور پر ان کی اصلاح نہ کی گئی تو پھر ہم خود ان کی اصلاح کریں گے۔[1]

میں شریعت مخالف کوئی بات نہیں کر سکتا ہوں

فرض کریں کہ بعض اوقات میں ایک بات کہتا ہوں ایک بات کرتا ہوں جو آپ لوگوں کو بھی اچھی لگتی ہے۔ مثلاً آپ اس وقت دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس سے ایک ایسا مفہوم سمجھا ہے جس کی وجہ سے وہ گناہ کا مرتکب ہوئے ہیں۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے۔ میں بیرون ملک نہیں ہوں۔ بعض افراد نے مجھے اطلاع دی ہے کہ بعض جگہوں پر بہت ذلت آمیز کیسٹ ہیں اور ان کا جواز یہ قرار دیا گیا ہے کہ فلاں شخص نے کہا ہے کہ کسی شخص کو دوسرے کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کیا میں نے کوئی ایسی بات کہی ہے کہ کسی کو نہی عن المنکر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے؟ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ واقعی یہ بات ٹھیک ہے تو میں اس شخص کو جوان لوگوں کو سڑکوں کے کنارے سے ہٹانا چاہتا ہے اور جن دکانوں میں یہ کام ہو رہا ہے انہیں بند کرنا چاہتا ہے، اس کی اجازت دے دوں گا۔ ان کو خود ہی مد نظر رکھنا چاہیے کہ یہ ایسے مسائل ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی عزت خطرے میں ہے۔ اس بات کو برداشت نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ میں علانیہ طور پر سڑکوں پر یہ کام ہو۔ لوگ اسے برداشت نہیں کریں گے۔ اور [اگر] اسے مجھ سے منسوب کیا جاتا ہے تو یہ میری طرف جھوٹی نسبت ہے۔ میں کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا ہوں کہ شریعت مخالف کوئی بات کروں۔ انہیں [بند] ہونا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ جو چیزیں ناجائز ہیں، وہ نہیں ہونی چاہئیں، یہ نہیں کہ جو ناجائز ہیں، وہ ہونی چاہئیں۔[2]

میں نے دوٹوک اعلان کیا

انقلاب سے قبل میرا خیال تھا کہ جب انقلاب کامیاب ہو جائے گا تو ایسے صالح افراد موجود ہیں جو اسلام کے مطابق کام انجام دیں گے۔ اس لیے میں نے بارہا کہا کہ علماء دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہو جائیں گے۔ لیکن بعد میں، میں نے دیکھا کہ ایسا نہیں ہے اور ان میں سے اکثر افراد غیر صالح تھے اور میں نے دیکھا کہ جو بات میں نے کہی تھی وہ درست نہیں تھی تو میں نے دوٹوک اعلان کیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اور یہ اس لیے ہے کہ

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۴۷۸؛

امام خمینیؒ کا اشارہ عبوری حکومت کے حکام کی جانب سے ان لیٹر پیڈز کو استعمال کئے جانے کی طرف تھا جن پر انقلاب اسلامی کی کامیابی کو کئی مہینے گزر جانے کے باوجود شاہی مونو گرام تھا۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۲۵۲۔

ہم اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ پس ممکن ہے کہ میں نے کل کوئی بات کی ہو اور آج اس سے مختلف بات کروں اور کل دونوں سے مختلف۔ اس کے کوئی معنی نہیں ہیں کہ میں کہوں کہ چونکہ کل میں نے ایک بات کی تھی تو مجھے اسی پر ڈٹے رہنا چاہیے۔ آج میں کہتا ہوں کہ جب تک اسلام کے احکام نافذ نہیں ہو جاتے ہیں اور اسلام کے مطابق عمل کرنے والے صالح افراد میسر نہیں آتے ہیں تب تک علماء کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہنا چاہیے۔[1]

میں بھی قربان ہو جاؤں

ہمیں جہالت اور خرافات کی فصیلیں توڑنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ہم خالص محمدی ﷺ اسلام کے خوشگوار چشمے تک پہنچ سکیں۔ آج دنیا میں سب سے زیادہ انجانی چیز اسلام ہی ہے اور اس کی نجات کیلئے قربانی کی ضرورت ہے۔ آپ لوگ دعا کریں کہ اس پر قربان ہونے والوں میں ایک میں بھی ہوں۔[2]

اگر کوئی شخص میری توہین کرے

میں طالب علموں، نئے آنے والے جوان اور شدت پسند طالب علموں کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ لوگ متوجہ رہیے کہ اگر کوئی شخص، مراجع میں سے کسی کے خلاف کوئی لفظ کہے، کسی مرجع تقلید کی توہین کرے تو اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ولایت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کسی نے میری توہین کی، اگر کسی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا یا میری اولاد کے منہ پر تھپڑ مارا تو خدا کی قسم میں اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ ایسے شخص کے خلاف کوئی جوابی کارروائی کرے اور دفاع کرے، میں اس پر راضی نہیں ہوں۔۔۔ میں جو کہ یہاں بیٹھا ہوں، تمام مراجع کے ہاتھ چومتا ہوں۔۔۔ تمام علماء کے ہاتھ چومتا ہوں۔[3]

ھ: نظام کا تحفظ

خدا جانتا ہے کہ میں انقلابی اقدام کروں گا

انقلابی عدالت کا فرض ہے کہ ملت کے راستے کے برخلاف قدم اٹھانے والے تمام سازشی جریدوں کو بند کردے اور ان میں لکھنے والوں کو عدالت میں بلا کر ان پر مقدمہ چلائے۔ اس کا فرض ہے کہ کسی بھی نام سے پارٹی بنا کر سازش کرنے والوں کے قائدین کو طلب کر کے ان پر مقدمہ

1. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۲۴۱۔
2. صحیفہ امام، ج۲۱، ص۱۶۰۔
3. صحیفہ امام، ج۱، ص۳۰۶۔

چلائے۔ ہم ایک بار ان بد عنوان گروہوں کو موقع دیتے ہیں اور یہ آخری موقع ہے۔ اگر انہوں نے اعتدال پسندی سے کام نہ لیا اور ملت کے ساتھ نہ آ ملے اور سازشوں سے دستبر دار نہ ہوئے تو خدا جانتا ہے کہ میں انقلابی اقدام کروں گا۔ میں تہران آؤں گا اور جو راہنما سہل انگاری سے کام لے رہے ہیں ان کے سلسلے میں انقلابی قدم اٹھاؤں گا۔ فوج کے وہ گروہ جو اپنے بڑے افسروں کی پیروی نہیں کرتے ہیں اور ان کے حکم کے مطابق عمل نہیں کرتے ہیں ان کو جان لینا چاہیے کہ اگر میں ان کے ساتھ آیا تو انقلابی قدم اٹھاؤں گا۔ بہانوں کو چھوڑیئے اور بد عنوان افراد کی سرکوبی کیلئے نکلئے۔ سازش کرنے والوں کو کچل دیجئے، سہل انگاری سے کام نہ لیجئے۔ حکومت سہل انگاری سے کام نہ لے۔ فوج سہل انگاری سے کام نہ لے۔ پولیس سہل انگاری سے کام نہ لے۔ پاسدار سہل انگاری سے کام نہ لیں۔[1]

میں ان سے انقلابی سلوک برتوں گا

ایران کے مختلف علاقوں سے فوج، پاسداروں اور غیور عوام کے مختلف گروہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ میں حکم دوں کہ پاوہ جاکر شورش کو دبا دیا جائے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور حکومت، فوج اور پولیس کو خبر دار کرتا ہوں کہ اگر توپوں، ٹینکوں اور مسلح افواج کے ساتھ آئندہ چوبیس گھنٹوں تک پاوہ کا رخ نہ کیا تو میں سب کو اس کا ذمہ دار سمجھوں گا۔ میں چیف آف آرمی سٹاف کی حیثیت سے فوج کی کمیٹی کے سربراہ کو حکم دیتا ہوں کہ پوری طرح مسلح ہو کر علاقے کا رخ کیا جائے۔ میں فوج کی تمام چھاؤنیوں اور تمام تھانوں کو حکم دیتا ہوں کہ کسی دوسرے حکم کا انتظار کئے بغیر اور وقت ضائع کئے بغیر پوری طرح لیس ہو کر پاوہ کی طرف چل پڑیں اور میں حکومت کو حکم دیتا ہوں کہ پاسداروں کے جانے کا مکمل بندوبست کرے، دوسرے حکم تک میں اس وحشیانہ قتل عام کا ذمہ دار انتظامی فورسز کو جانتا ہوں اور اگر انہوں نے اس حکم سے سرتابی کی تو میں ان سے انقلابی سلوک برتوں گا۔ اس علاقے سے متعدد مرتبہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حکومت اور فوج نے کچھ نہیں کیا ہے۔ اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر مثبت کام نہ کیا گیا تو میں فوج اور پولیس کے سربراہوں کو اس کا ذمہ دار سمجھوں گا۔[2]

میں تاکید کے ساتھ حکم دیتا ہوں

ابھی خبر ملی ہے کہ سنندج میں ڈیموکریٹ پارٹی نے فوجیوں اور ان کی تنظیموں کا محاصرہ کر لیا ہے اور اگر آدھے گھنٹے تک امداد نہ پہنچی تو وہ ان کے ہتھیار بھی لے جائیں گے۔ سنندج کی مسجد سے ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ ڈیموکریٹ پارٹی نے ہماری خواتین کو یرغمال بنا لیا ہے۔ میں تاکید کے ساتھ تمام انتظامی فورسز کو حکم دیتا ہوں کہ وہ مرکزی چھاؤنیوں تک اسے پہنچا دیں کہ وہ کافی طاقت کے ساتھ سنندج کی طرف چل پڑیں اور شرپسندوں کو سختی کے ساتھ کچل دیں۔ پاسداران انقلاب جہاں بھی ہیں وہ کافی تعداد میں سنندج کی طرف اور سارا کردستان پل ہوائی کی طرف چلیں اور بھرپور سختی کے ساتھ شرپسندوں کا قلع قمع کر دیں۔

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص۲۸۳۔
2. صحیفہ امام، ج۹، ص۲۸۵۔

تاخیر چاہے گھنٹے کی ہی کیوں نہ ہو ڈیوٹی کی خلاف ورزی (شمار ہوتی) ہے اور اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔ میں ملت ایران سے چاہتا ہوں کہ ڈیوٹی پر حاضر جو شخص بھی اپنی ڈیوٹی میں کوتاہی کرے تو فوری طور پر مجھے اس کی اطلاع دی جائے۔ میں آدھے گھنٹے کے اندر اندر لشکر کی تیاری کی خبر انتظامی فورسز کی جانب سے ملنے کے انتظار میں ہوں۔[1]

میں تمہارے منہ پر ماروں گا

ان لوگوں کی غلط باتوں کے دھوکے میں نہ آیئے۔ انہوں نے اسلام کو مٹانے کیلئے ہر طرف سے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے اس تحریک کو کچلنے کیلئے ہر طرف سے حملہ کیا ہے۔ بعض اوقات، یہ علماء پر حملے کرتے ہیں، بعض اوقات کیا۔ یہ علماء ہی تو تھے جنہوں نے تمہیں آزادی دلائی اور اب تم اپنے قلم علما کے ہی خلاف استعمال کر رہے ہو؟ تم اس وقت کہاں تھے جب علماء جیلوں میں تھے؟ جب علماء کی ٹانگوں کو آری سے چیر اجارہا تھا اس وقت تم کہاں تھے؟ جب گرم تیل کے ساتھ ہمارے عالم کو جلایا جارہا تھا اس وقت تم کہاں تھے؟ اب تم آدھمکے ہو اور باتیں کرنے لگے ہو! نجانے ولایت فقیہ پر اعتراض کرنے لگ گئے ہو؟ نجانے تم پارلیمنٹ کو معطل کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو؟ میں تمہارے منہ پر ماروں گا۔ ان باتوں اور اس بکواس کو چھوڑ دو۔ اسلام کے دائرے میں داخل ہو جاؤ۔ مسلمانوں کے زمرے میں داخل ہو جاؤ۔ اس مملکت کو اپنے پیروں پہ کھڑا ہونے دو۔ وہ کردستان میں، ڈیموکریٹ پارٹی کردستان میں مخالفت کر رہی ہے اور حضرات تہران میں۔[2]

کمترین سزا قتل ہے

جو افراد ان مسائل میں اس آخری مسئلے کے سلسلے میں بغاوت کے باطل خیال سے متفق تھے۔ قرآن کے حکم کی رو سے بلا استثنا ان کی سزا قتل ہے۔ اس میں کوئی استثنا نہیں ہے۔ کسی کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو معاف کرے یا کسی کے بارے میں سہل انگاری کرے۔ یہ افراد اسلام کے حکم کی رو سے فاسد اور مفسد ہیں اور قرآن میں ان کے بارے میں چار سزاؤں کا ذکر ہے جن میں کمترین سزا قتل ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص۳۰۶؛

سنندج شورش کے خاتمے کے سلسلے میں تمام عسکری اور انتظامی فورسز کو امام خمینیؒ کا حکم۔

2. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۳۱۶۔

3. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۴۵؛

امام خمینیؒ کا اشارہ ''نوژہ'' بغاوت میں ملوث افراد کی جانب ہے۔

ان کی تطہیر کیوں نہیں کی جا رہی ہے

میں نہیں چاہتا کہ جو زحمات اٹھائی گئی ہیں ان کی قدر دانی نہ کروں، لیکن اب سہل انگاری سے کام لیا جا رہا ہے اور کام کو مکمل نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کی وضاحت طلب کی جانی چاہیے کہ وہاں یہ چودہ افراد کیوں قتل کئے گئے ہیں؟ کس حالت میں یہاں قتل کئے گئے ہیں؟ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ یہ افراد جو کوہستان میں چلے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے لیے بہت کچھ بنالیا ہے ان کو کیوں چھوڑ دیا گیا ہے؟ ان کی تطہیر کیوں نہیں کی جا رہی ہے؟ یہ سب باتیں اس لیے ہیں کہ نہ تو ہمارے فوجی حکام انقلابی ہیں، نہ ہمارے وزارت خانے اس طرح کے ہیں، نہ ہماری حکومت انقلابی ہے اور نہ ہی ہم میں سے کوئی [انقلابی ہے]۔ ہم انقلابی نہیں ہیں [اسی لیے] ہم نقصان اٹھائیں گے اور ہم نقصان اٹھا چکے ہیں۔[1]

میں ان سب کو حکم دے دوں گا

ملت ایران یہ خیال نہ کرے کہ ایرانی فوج ان کی روک تھام نہیں کر سکتی، نہیں۔ ایرانی فوج، ہماری مسلح افواج اور ہمارے عزیز پاسدار اس امر پر قدرت رکھتے ہیں لیکن جب تک مسئلہ حساس نہ ہو تب تک یہ سنجیدگی کے ساتھ عمل نہیں کرتے ہیں۔ جس دن مسئلہ حساس ہو گیا تو میں تاکید کے ساتھ ان سب کو کارروائی کرنے اور عراق کو شکست سے دوچار کرنے حکم دے دوں گا۔ ایرانی ملت یہ گمان نہ کرے کہ جنگ شروع ہو گئی ہے اور ہم فرض کریں کہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو جائیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ ایک چیز لائے ہیں۔ ایک بم دھماکہ کر کے فرار ہو گئے ہیں۔[2]

مسلّط کردہ جنگ کے اختتام تک تقریر نہ کریں

صدر مملکت، وزیر اعظم، چیف جسٹس اور پارلیمنٹ کے اسپیکر کی تقریروں کے دوران چونکہ منحرف اور اسلامی جمہوریہ کے مخالفین چونکہ سازشیں کرتے ہیں اور گڑبڑ کا سبب بنتے ہیں، اسی لیے یہ افراد مسلط کردہ جنگ کے اختتام تک تقریر نہ کریں۔ البتہ سالم، مثبت اور ہدایت پر مبنی انٹرویوز دینے میں کوئی حرج نہیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۴۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۲۳۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴ ص ۲۰۲؛

امامؒ کا یہ ٹھوس اقدام دوسرے ملکی مسائل کی نسبت جنگ کو بنیادی مسئلہ سمجھے جانے کے پیش نظر تھا۔

اگر میں نے خطرہ محسوس کیا

شورش کا سبب بننے والا چاہے جو شخص بھی ہو قلم، زبان یا کسی بھی چیز کے ساتھ اس نے یہ کام کیا ہو مجھے اس سے آگاہ کیا جائے۔ میں اس کو الگ تھلگ کر کے رہوں گا۔ بنابریں، میں امکانی حد تک، جب تک اسلام کو خطرے میں نہ دیکھوں اور سیاسی کھیل اسلام اور مسلمانوں کو خطرے میں نہ ڈال سکیں گے، ان کو نصیحت کرتا ہوں اور عاجزی کے ساتھ ان سے اپیل کرتا ہوں کہ ان غلط حرکتوں سے باز آجائیں اور اگر میں نے خطرہ محسوس کیا تو پھر جو سلوک محمد رضا کے ساتھ کیا گیا ہے، ان سب کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا۔[1]

ہماری کسی سے رشتے داری نہیں ہے

ہمیں اب کے بعد ایسا نہیں کرنا چاہیے جو اب تک ہم نے کیا ہے۔ اب تک، ہم نے غلط کیا ہے۔ ہمیں اس غلطی کا ازالہ کرنا ہوگا اور پوری قوت کے ساتھ یہ کام انجام دیئے جانے چاہئیں۔ ہماری کسی سے رشتے داری نہیں ہے۔ ہم اسلام کے ساتھ ہیں اور اسلام کے سامنے سر تسلیم خم ہیں اور ہم اسلام کے احکام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی وزارت یا کسی دوسری جگہ اسلام کے احکام کے نفاذ کو روکا جاتا ہو تو ہم اس وزارت کو ختم کر دیں گے۔ جو وزارت اسلام کیلئے اور اسلامی حکومت کیلئے نقصان دہ ہو، وہ ہمارے کس کام کی ہے۔[2]

جاؤ اپنا کام کرو

ریفرنڈم کا مسئلہ اور اس سے پہلے ماہرین کونسل کے معطل کئے جانے کا مسئلہ عبوری حکومت کے زمانے میں اٹھایا گیا اور بعد میں پتہ چلا کہ اصل میں اس کو "امیر انتظام" نے اٹھایا تھا اور وہ دوسرے مسائل۔ اس وقت حضرات میرے پاس آئے، یہی حضرات (جو) مسٹر بازرگان اور ان کے دوست (تھے) کہنے لگے "ہم اس کونسل کو معطل کرنے کا خیال رکھتے ہیں" میں نے کہا: "تم یہ کام کرنے والے کون ہوتے ہو؟ تم کس حیثیت سے اس کونسل کو معطل کر سکتے ہو؟ جاؤ اپنا کام کرو"۔ جب انہوں نے دیکھا کہ دال گلنے والی نہیں ہے تو وہ الگ ہو گئے۔[3]

میں اس کی خبر لوں گا

جہاں تک میرے مقدور میں ہے اور جہاں تک اسلامی اخلاق اجازت دیتا ہے کہ میں ان سب کو امن کی دعوت دوں، تمام چھوٹے بڑے گروہوں کو امن کی دعوت دوں، تمام افراد کو امن کی دعوت دوں تو میں یہ کام کروں گا۔ میں نصیحت کروں گا، بھائیوں کی طرح نصیحت کروں گا، عاجزی کے ساتھ نصیحت کروں گا۔ لیکن یہ سب جان لیں کہ جس دن میں نے اسلامی جمہوریہ کیلئے خطرہ محسوس کیا، جس دن میں نے اسلام کیلئے خطرہ محسوس کیا،

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۱۸۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۵۱۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۳۸۔

اس دن یہ نہیں ہو گا کہ پھر بھی ہم، پھر بھی میں صرف نصیحت سے کام لوں گا بلکہ میں سب کے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ اگر افراد ایسے زمانے میں کہ جب ہم کو جنگ کا سامنا ہے، امن قائم ہے اور امن قائم رہنا چاہیے، اگر افراد ملک کے مختلف حصوں میں تقریر کریں اور ان کی تقریریں کشید گی کا سبب بنیں تو وہ شخص چاہے کوئی بھی ہو اور جس عہدے پر بھی ہو، میں اس کی خبر لوں گا۔ اس سے پہلے کہ شورش برپا ہو میں اس کی خبر لوں گا۔ [1]

اگر تم نے ملت سے اپنا راستہ الگ کر لیا

میں اس وقت تمام اراکین پارلیمنٹ سے کہتا ہوں کہ اگر تم نے ملت سے اپنا راستہ الگ کر لیا اور علیحدہ رہنا چاہا اور اسلام کی مخالفت کرنے والوں اور ہمارے جوانوں کو اس طرح قتل کرنے والوں اور ہمارے حامیوں کو اس طرح قتل کرنے والوں سے الگ نہ ہوئے تو اگر اس دفعہ تمہیں کچھ نہ بھی کہا گیا تو بھی اگلے دور میں تمہیں پارلیمنٹ میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ [2]

جب تک میں زندہ ہوں

جن افراد کی رسائی ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد تک ہے اور وہ دوسروں کی باتیں دہراتے ہیں، ان سے میں صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ میں جب تک زندہ ہوں، حکومت لبرل ازم کے حامیوں کے ہاتھ میں نہیں جانے دوں گا۔ جب تک میں زندہ ہوں، منافقین کو ان بے سہارا عوام کا اسلام نابود کرنے نہیں دوں گا۔ جب تک میں زندہ ہوں "نہ مشرق اور نہ مغرب" کے اصول سے انحراف نہیں کروں گا۔ جب تک میں زندہ ہوں، تمام شعبوں میں امریکہ اور روس کا اثر ورسوخ ختم کروں گا اور مجھے یقین کامل ہے کہ تمام عوام اصول کے سلسلے میں ماضی کی طرح اپنے نظام اور اسلامی انقلاب کے پشت پناہ ہیں۔ [3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۱۶۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۱۸۔
3. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۲۸۶۔

و: افراد، حالات

اور تحریکوں کی شناخت

سب کی جیب میں قرآن ہے

ہم کہتے ہیں، مسٹر [شا] سب آپس میں متحد ہو جاؤ۔ تم اپنا تیسرا محاذ نہ بناؤ اور ان] عربوں [کے محاذ کے مقابلے میں اسرائیل کا ساتھ نہ دو۔ تم سب مسلمان ہو، قرآن پر تکیہ کرو۔ مسٹر تم نہیں جانتے ہو کہ قرآن کیا ہے۔ یونہی جیبوں میں رکھا ہوا ہے۔ میری جیب میں قرآن نہیں ہے۔ لیکن [ساواک کے] تمام اہلکاروں کی جیب میں قرآن ہے۔ مدعی سست گواہ چست!! تیرا قرآن پر ایمان ہے تو صرف مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے، جونہی بات ہوتی ہے وہ قرآن نکال لیتا ہے۔[1]

ایک جوابی ضرب

کمانڈوز۔۔۔ حتیٰ ہمارے گھر آئے۔ البتہ میں نے ایک جوابی ضرب کے ذریعے انہیں وہ کام نہ کرنے دیا جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ وہاں اجتماع تھا، اوائل کی بات ہے، اجتماع تھا، بعض افراد تقریر کرنا چاہتے تھے اور میں نے خود بھی شاید تقریر کی یا کرنا چاہتا تھا، مجھے بتایا گیا اور میں نے خود بھی دیکھا کہ بلاوجہ صلوات پڑھی جا رہی ہے! میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ ”جاؤ ان سے کہو کہ اگر تم نے یہاں ہنگامہ کیا تو میں حضرت معصومہ☆ کے روضے میں منبر پر جا کر جو کہنا چاہتا ہوں کہوں گا“ ان کی ڈیوٹی نہیں لگائی گئی تھی کہ ایسا کام انجام دیں جس کا یہ ردعمل ہو۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں [اس لیے وہ گھر سے] چلے گئے۔[2]

صاحب! یہ کیا صورتحال ہے؟

میں جب جیل میں تھا تو یہ اشخاص جو وہاں جیلر تھے، وہ میرے پاس آتے اور میرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے؛ ایک مرتبہ میں نے بلند آواز سنی ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی پر تشدد کیا جا رہا ہو، انہیں جن پر تشدد کرنا ہوتا تھا انہیں دوسری جگہ لے جاتے تھے، گویا یہ مجھے سمجھانا چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ بھی ہے۔ جب وہ بعد میں میرے پاس آئے تو میں نے کہا: ”صاحب! یہ کیا صورتحال ہے جو تم لوگوں نے بنا رکھی ہے“ جیل کو انسان کی تربیت کرنی چاہیے،

---

1. صحیفہ امام، ج ۱، ص ۳۸۱۔
2. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۱۶۶۔

جیل کو ایک مدرسہ ہونا چاہیے۔ جب اشخاص یہاں آئیں، اگر کوئی چور ہے تو اس کی چوری کی عادت ختم کرو اور آزاد کرو۔ اس کی صحیح تربیت کرو"۔ البتہ انہوں نے بہانہ بنایا کہ نہیں، کسی پر تشدد نہیں کیا گیا ہے۔ ایک سپاہی نے غلطی کی تھی تو اسے تھپڑ مارا گیا ہے وغیرہ لیکن ان کی یہ بات جھوٹی تھی۔ [1]

میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا

مجھے قیطریہ جیل سے لایا گیا تو ۱۲، ۵، ۱۳۴۲ھ ش (۳ اگست ۱۹۶۳ ء) کو شائع ہونے والے اخبار میں ایک بات تحریر کی گئی جس کا مفہوم یہ تھا کہ علماء سیاست میں حصہ نہیں لیں گے۔ میں اب حقیقت آپ لوگوں کو بتاتا ہوں۔ ایک شخص [2] جس کا میں نام لینا نہیں چاہتا ہوں، میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "جناب! سیاست تو جھوٹ بولنے، فریب، دھوکے، عیاری، الغرض برے کاموں کا نام ہے اور آپ یہ کام ہمیں ہی کرنے دیں"! چونکہ موقع موزوں نہیں تھا، میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ میں نے کہا کہ "جس سیاست کا تم ذکر کر رہے ہو ہم نے شروع سے ہی اس میں قدم نہیں رکھا ہے"۔ آج چونکہ موزوں موقع ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسلام یہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم اسلام سارے کا سارا سیاست ہے۔ اسلام کو غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ متمدن سیاست کا سرچشمہ اسلام ہی ہے۔ میں ایسے ملاؤں میں سے نہیں ہوں کہ یہاں تسبیح بدست بیٹھا رہوں۔ میں پاپ نہیں ہوں کہ صرف اتوار کے دن رسومات انجام دوں اور باقی ایام میں خود کو سلطان سمجھوں۔ [3]

اس نے غلط کہا ہے

جس دن ہمیں اس جگہ سے، اس قید خانے کے بعد نظر بندی میں رکھا گیا تو پاکروان نے مجھ سے کہا کہ "سیاست جھوٹ ہے، فریب ہے، نیرنگ ہے، دھوکے بازی اور عیاری ہے" وہ اس موقع پر بھی عیاری سے کام لینا چاہتا تھا۔ یعنی وہ مجھے دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ سیاست کے جو معنی تم بیان کر رہے ہو ہم نے کبھی بھی ایسی سیاست کرنا نہیں چاہی ہے (یعنی) فریب، دھوکہ وغیرہ۔ اس کے بعد وہ چلا گیا اور اس نے اخبار میں شائع کرا دیا کہ "ہمارا سمجھوتہ ہو گیا ہے اور فلاں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ سیاست میں حصہ نہیں لے گا" میں نے منبر پر کہا کہ اس نے یہ کہا تھا، میں نے بھی یہ کہا کہ "اس نے غلط کہا ہے"۔ [4]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۲۷۳۔
2. میجر جنرل حسن پاکروان، شاہی حکومت کا پولیس چیف۔
3. صحیفہ امام، ج ۱، ص ۲۶۹۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۲۴۔

شائع کرایا کہ سمجھوتہ ہو گیا

جب جیل سے میری رہائی ہونے والی تھی، میرے پاس آکر کہنے لگے کہ "آپ اس کمرے میں جائیں" وہ ایک بہت بڑا اور شاندار کمرہ تھا۔ ہم اس کمرے میں داخل ہوئے اور ہم نے دیکھا کہ اس وقت کی پولیس (ساواک) کا سربراہ "حسن پاکروان" جس کو بعد میں انہوں نے قتل کر دیا اور مولوی وہاں موجود تھے، وہ کہنے لگا کہ سیاست نام ہے، جھوٹ بولنے کا، دھوکہ دینے کا، فریب دینے کا" اس نے اس طرح کی باتیں کیں اور آخر میں کہا [سیاست] عیاری ہے۔ یہ آپ ہمارے لیے رہنے دیں۔ میں نے اس سے کہا کہ "یہ تمہارے ہی لیے ہے۔ اگر سیاست کے یہی معنی ہیں تو یہ تمہارے لیے ہے" میری بات کو انہوں نے اخباروں میں اس طرح شائع کرایا کہ "فلاں کے ساتھ ہمارا یہ سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ وہ سیاست میں حصہ نہیں لے گا" اور میں جب منبر پر گیا تو میں نے حقیقت بیان کر دی۔[1]

سیاست، ہمارے لیے رہنے دیجئے!

شروع میں جب ہم قم آئے تھے، قم میں علمائے کرام میں سے ایک عالم سربراہ تھا اور ظاہری طور پر مقدس دکھائی دینے والے بعض افراد اس کے خلاف اعتراض کرتے تھے، کہتے تھے کہ اس کے گھر میں اخبار آتا ہے۔ انہوں نے اس طرح برین واشنگ کی تھی کہ اگر کسی عالم دین کے گھر میں اخبار ہوتا تو اس کی وجہ سے اس کو برا بھلا کہا جاتا (وہ کہتے کہ) مولوی کا اخبار سے کیا واسطہ؟ مولوی کا سیاست سے کیا کام؟ جب ہمیں جیل سے آزاد کرنا چاہتے تھے تو ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے "آپ اس کمرے میں چلیں" ہم قید خانے سے نکل کر اس کمرے میں گئے وہ بہت شاندار کمرہ تھا، ہم اس میں بیٹھ گئے۔ پاکروان اور وہ عالم ہمارے پاس آئے، وہ دونوں چلے گئے، دونوں پھر ہمارے پاس آئے اور پاکروان کہنے لگا: "سیاست جھوٹ بولنے، بے ایمانی کرنے، دھوکہ دینے، فریب دینے اور عیاری کا نام ہے"۔ آخر میں اس نے کہا: "آپ یہ کام ہمارے لیے ہی رہنے دیں" وہ ہمیں اس کام پر آمادہ کرنا چاہتا تھا کہ ہم سیاست میں حصہ نہ لیں۔ میں نے اس سے کہا: "اگر سیاست انہی کاموں کا نام ہے تو یہ تو تمہارے ہی لیے ہیں" بعد انہوں نے وہاں [اخبارات] میں شائع کروا دیا کہ "ہمارے اور فلاں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے"! میں نے بھی منبر پر جا کر اس کا پول کھول دیا۔[2]

مجھے تجھ سے بات کرتے ہوئے عار محسوس ہوتی ہے

ایرانی عوام۔۔۔ ہر جگہ نعرے لگا رہے ہیں کہ ہم آزادی چاہتے ہیں، ہم خود مختاری چاہتے ہیں۔ ہم ایسی حکومت نہیں چاہتے ہیں جس نے ہماری خود مختاری ہم سے چھین لی ہے۔ تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اوباش ہیں؟ پست لوگ ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ ہم آزاد رہنا چاہتے ہیں؟ ہم خود مختار ہونا چاہتے ہیں۔ ہم اغیار کی حکومت کے تابع نہیں رہنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ ان کی پستی کی وجہ سے ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ ہم ایسے نہ ہوں اور اگر لوگ تمہارے فرمانبردار بن جائیں تو پھر یہ بہت ہی شریف ہیں؟ اگر یہ اپنا تیل تمہاری خدمت میں پیش کر دیں اور اپنے ذخائر کی کنجیاں تمہاری خدمت میں پیش کر دیں تو

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص۵۰۴۔
2. صحیفہ امام، ج۹، ص۱۷۷۔

اس صورت میں یہ بہت شریف اور عظیم لوگ ہیں ؟اب جبکہ کہہ رہے ہیں کہ تم ہمیں مت لوٹو تو یہ پست ہیں ،اوباش ہیں ؟! یہ تمہاری منطق ہے یا یہ اوباشوں کی منطق ہے ؟ایسی باتیں لوفروں کی منطق ہے۔ایک انسان کی منطق نہیں۔انسان ایسی باتیں نہیں کر سکتا ہے۔تونے اگر یہ الفاظ استعمال نہ کئے ہوتے تو میں بھی یہ الفاظ استعمال نہ کرتا۔مجھے تجھ (شاہ) سے بات کرتے ہوئے عار محسوس ہوتی ہے۔[1]

میں ان سے ملاقات نہیں کروں گا

پندرہ خرداد سے قبل رونما ہونے والے واقعات کی مخالفت میں جب ایک چھوٹا مظاہرہ ہوا،اگر اس وقت معزول شاہ،اچھے انداز سے پیش آتا تو یہ انقلاب برپا نہ ہوتا،اگر وہ قبول کر لیتا تو پھر دوسرے بڑے مسائل اس وقت پیش نہ آتے،اگر وہ اس وقت وہ قبول کر لیتا تو جو لوگ اس کے مخالف تھے، ان کا ولولہ ٹھنڈا پڑ جاتا اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔جو مشکلات انہوں نے پیدا کیں،اگر میں ان کو ایک ایک کر بیان کرنا چاہوں تو ایک تو مجھے [ساری] یاد بھی نہیں ہیں اور دوسرے وہ بہت زیادہ ہیں۔یہ جو لوگ دباؤ ڈالتے تھے اور جو گستاخیاں خصوصاً علماء کی شان میں کرتے تھے،البتہ میں نے کبھی ان کو ملاقات کیلئے وقت نہیں دیا تھا، پھر بھی ایک دفعہ آئے اور میرا خیال ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب جناب حکیم مرحوم نے ٹیلی گراف بھیجا تھا اور یہ لوگ چاہتے تھے کہ اس کا جواب نہ دیا جائے یا شاید یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔مجھے بتایا گیا کہ "حکومت کے چند افراد آپ سے ملنے کیلئے آئے ہیں" میں نے جواب دیا کہ "میں ان سے نہیں ملوں گا" کیونکہ یہ ایسے افراد ہیں کہ جب یہاں مجھ سے ملاقات کریں گے تو کچھ کہیں گے اور یہاں سے باہر جا کر جھوٹ بولیں گے۔[اس لیے] میں ان سے ملاقات نہیں کروں گا" لیکن بعض دوسرے علماء نے ان سے ملاقات کی اور جس عالم نے ان سے ملاقات کی تھی وہ اسی دن سہ پہر کو خوفزدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ افراد کہہ رہے تھے کہ اگر تم نے جناب حکیم کے ٹیلی گراف کا جواب دیا تو ہم تمہارے گھروں پر حملہ کر دیں گے۔تمہارے ساتھ برا سلوک کریں گے۔تمہارے عورتوں کے ساتھ سختی کریں گے اور اس طرح کی بیہودہ باتیں کر رہے تھے۔[اور وہ عالم کہنے لگا کہ] اب ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟میں نے کہا:"تم نے ان کی باتوں پر یقین کر لیا ہے ؟" وہ کہنے لگا کہ ہم کیا کریں؟میں اسی وقت اٹھا اور میں نے جناب حکیم [کے ٹیلی گراف] کا جواب دے دیا۔اگر اس وقت بھی یہ ہمارے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آتے تو ہم کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے تھے اور بات ان مسائل پر منتج نہ ہوتی۔اگر ۱۵ خرداد کا واقعہ پیش نہ آتا اور وہ ناحق قتل عام نہ ہوتا اور وہ بہت بڑا ظلم و ستم نہ ہوا ہوتا تب بھی ممکن تھا کہ بات ان مسائل پر منتج نہ ہوتی۔[2]

---

1. صحیفہ امام،ج۵،ص۱۱۰۔

2. صحیفہ امام،ج۱۵،ص۱۹۷؛

مراجع پر شاہی حکومت کے شدید دباؤ کے بعد آیت اللہ حکیم مرحوم نے ایک ٹیلی گراف کے ذریعے مراجع سے اپیل کی کہ وہ نجف نقل مکانی کریں تاکہ شاہ کے بارے میں حتمی فیصلہ کیا جائے۔اس ٹیلی گراف کے بعد حکومت نے علماء کو دھمکی دی تھی کہ کوئی بھی اس ٹیلی گراف کا جواب نہ دے۔لیکن امام خمینیؒ نے شجاعت سے کام لیتے ہوئے اس کا جواب دیا اور اس میں تحریر کیا کہ "اس وقت ہمارا فرض ایران میں رہنا ہے،عراق کی طرف نقل مکانی کرنا نہیں"۔

خمینی جیل میں بھی اسلام کی عزت کا تحفظ کرتا تھا

آپ لوگوں نے دیکھا کہ اخبار اطلاعات نے منگل کے دن اٹھارہ فروردین کو لکھا تھا کہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ علماء نے بحمد اللہ، دوسرے اخبارات نے بھی لکھا تھا، لیکن یہ اخبار کثیر الاشاعت ہے، بڑی مسرت کی بات ہے کہ بڑے علماء نے حکومت کے ساتھ انقلاب، شاہ اور ملت کے بارے میں سمجھوتہ کرلیاہے۔ تہران گئے اور اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جناب! اس عالم کا ہمیں نام پتہ بتایئے، کیا یہ خمینی ہے؟ تاکہ ہم اس پر لعنت کریں یادوسرے علمائے اسلام ہیں؟ ہمیں بتایئے کہ یہ کون سے علماء ہیں؟ ان کا نام ہمیں بتایئے۔ ہمارے صف اول کے چند علماء یہاں ہیں، خداوند سب کی حفاظت فرمائے، (حاضرین کی جانب سے آمین کی آواز)۔ تہران میں ہیں، خدا ان کی حفاظت کرے، (حاضرین کی آمین)۔ مشہد میں ہیں، خدا ان کی حفاظت کرے، (حاضرین کی آمین)۔ نجف میں ہیں، خدا ان کی حفاظت کرے، (حاضرین کی آمین)۔ دوسرے اسلامی شہروں میں ہیں، خدا سب کی مدد کرے، (حاضرین کی آمین)۔ کیا یہ علماء صورتحال سے بالا تر ہیں، جنہوں نے تم سے خفیہ سمجھوتہ کیاہے، ان کا نام لو۔ اگر مرد ہو تو نام لو، کہو کہ خمینی جیل میں تھا، ہم اس کے پاس گئے اور اس نے کہا کہ گزشتہ باتوں کو جانے دو! خمینی ایسی بات نہیں کر سکتاہے، کیونکہ یہ دین اسلام کے خلاف ہے، کیا خمینی ظلم کے ساتھ سمجھوتہ کر سکتاہے؟ خمینی ایسی غلطی نہیں کر سکتاہے۔ خمینی وہاں بھی تھا، جیل میں بھی تھا، تب بھی اسلام کی عزت کی حفاظت کرتا تھا] کیا[وہ ایسا کر سکتاہے کہ حفاظت نہ کرے؟ وہ اسلام جس کیلئے پیغمبر اسلام ﷺ نے اتنی زیادہ مشکلات برداشت کی ہیں۔ ائمہ ہدیٰ (ع) نے اتنی زیادہ سختیاں اٹھائی ہیں، علمائے اسلام نے اس قدر زیادہ مصیبتیں برداشت کی ہیں تو کیا خمینی اور خمینی جیسے افراد کوئی ایسی بات کہہ سکتے ہیں جو اسلام کے مفادات کے منافی ہو؟ خمینی کو ہم معاشرے سے نکال باہر کریں گے۔ [1]

پچاس آدمی قتل کرنے نہیں جاتے ہیں

ہم ترکی سے عراق میں داخل ہوئے اور پھر نجف گئے۔ عراقی حکومت کے آدمی بار بار ہمارے پاس آتے اور کہتے "عراق آپ کا اپنا ملک ہے، آپ جہاں بھی جو کام بھی چاہیں ہم انجام دیں گے" یہاں تک کہ حکومتیں بدل گئیں، حکومتیں یکے بعد دیگرے بدلتی گئیں اور نوبت ان حالات تک پہنچ گئی اور ہم نے مناسب جانا کہ اس عرصے سے زیادہ عراق میں فعالیت کی جائے۔ البتہ آہستہ آہستہ عراقی حکومت بتدریج ہمارے راستے میں روڑے اٹکانے لگی۔ چند افراد کو ہماری حفاظت کے بہانے ہمارے گھر میں تعینات کیا گیا۔ انہوں نے یہ افواہ اڑائی کہ "بعض افراد آپ کو قتل کرنے آئے تھے" بلکہ ایک دفعہ تو انہوں نے کہا کہ "پچاس افراد آئے تھے" میں نے جواب دیا کہ "یہ جملہ خود اپنے غلط ہونے کی دلیل ہے" کیونکہ پچاس آدمی قتل کرنے نہیں جاتے ہیں، ایک ہی آدمی جاتاہے" آہستہ آہستہ سکیورٹی اہلکاروں کی تعداد زیادہ ہوتی گئی اور بہانہ یہی تھا کہ "ہم آپ کے محافظ ہیں"۔ لیکن میں شروع سے ہی بعض دوستوں سے کہتا رہا کہ "مسئلہ حفاظت کا نہیں ہے، مسئلہ یہ ہے کہ یہ اس۔ بات کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں"۔ [2]

---

1. کوثر، ج ا، ص ۱۱۷۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۹۴؛

مجھے وہ شخص مشکوک لگا

جب میں نجف میں تھاتوایک گروہ [منافقین] کی جانب سے ایک شخص وہاں آیااور بیس سے زیادہ دن، بعض کا کہنا ہے کہ چوبیس دن، وہاں ٹھہرارہا۔ ہر روز وہ میرے پاس آتا۔ میں نے ایک گھنٹہ یااس سے زیادہ اس کو بات کرنے کا وقت دیا۔اس کی تمام باتوں کا مرکز قرآن اور نہج البلاغہ تھا۔ تمام باتوں کا، مجھے وہ شخص مشکوک لگااور مجھے وہ واقعہ یاد آگیا جو سید عبدالمجید ہمدانی مرحوم کے ساتھ پیش آیا تھا۔ کہاجاتاہے کہ ''ایک یہودی ان کے پاس آکر مسلمان ہوگیا۔ کچھ عرصے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ یہ تو بڑاپکا مسلمان بن گیاہے! انہوں نے اس سے پوچھا: کیاتو مجھے پہچانتاہے؟اس نے کہا: کیوں نہیں! آپ علماء میں سے ہیں۔ کیاتم جانتے ہو کہ میں پیغمبر ﷺ کی اولاد میں سے ہوں؟ کیاتم جانتے ہو کہ میرے آباء واجداد مسلمان تھے؟'' اس طرح کی باتیں کرنے کے بعد کہا:''اب میں اس آبادی میں عالم ہوں؟اس نے کہا کہ ہاں! میں یہ سب جانتاہوں۔ تم اپنے آپ کو بھی پہچانتے ہو؟ کیوں نہیں! میں یہودی کا بیٹاہوں۔ تمہارے آباءواجداد یہودی تھے۔ تم خود بھی یہودی تھےاور تم نو مسلم ہو۔اب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ تم مجھ سے بڑے مسلمان کیسے بن گئے ہو؟اس کی کیاوجہ ہے کہ تم اسلام کااظہار ہم سے زیادہ کرتے ہو؟'' میں نے سنا ہے کہ [وہ یہودی]اس کے بعد وہاں سے چلا گیااور دوبارہ اس نے اس عالم سے کبھی بھی ملاقات نہیں کی۔ معلوم ہواکہ یہ بعض دوسرے کاموں کیلئے ایک حربہ تھا،ایسے حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص بہت بڑا مسلمان بن رہاہے۔ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا۔اس کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف سنتا رہاتاکہ جان سکوں کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے۔اس نے ایک بات یہ کہی کہ ہم مسلح جدوجہد کرناچاہتے ہیں تو میں نے کہا کہ فی الحال مسلح جدوجہد کا وقت نہیں ہے کیونکہ اس طرح تمہاری طاقت ضائع ہوگی اور تم کچھ کر بھی نہیں سکوگے۔[1]

امام خمینیؒ کااشارہ، آپ کے پروگراموں کواور آپ سے افراد کے تعلقات کو زیر نظر رکھے جانے پر مبنی بعثی حکومت کی چال کی جانب ہے۔اس کیلئے بعثی حکومت نے یہ افواہ پھیلائی تھی کہ چونکہ ایران کی شاہی حکومت نے امام خمینیؒ کو قتل کرنے کیلئے پچاس افراد کو نجف بھیجاہے،اس لیے امام خمینیؒ کی حفاظت کرنااس کی ذمہ داری ہے۔

1. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۴۶۰؛

امام خمینیؒ کااشارہ، منافقین کی تنظیم (MKO) کے نمائندے ''حسین احمدی روحانی'' کی جانب ہے کہ جو حجت الاسلام والمسلمین جناب دعائی کے توسط سے آیت اللہ طالقانی مرحوم کارقعہ لے کر اپنی تنظیم کے موقف سے امام خمینیؒ کو آگاہ کرنے کیلئے تقریباً تین ہفتوں تک مسلسل امام خمینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتارہااس امید پر کہ شاید امام خمینیؒ کو (MKO) کی حمایت پر آمادہ کرسکے۔ لیکن اسے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی اور یہ ایسے عالم میں تھا کہ استاد شہید مطہری اور ان جیسے دوسرے مجاہد علماء نے بھی امام خمینیؒ سے ان کی سفارش کی تھی۔

فی الحال مسلح جدوجہد کا وقت نہیں ہے

میں نجف میں تھا تو انہی افراد میں سے ایک شخص آیا۔ ان منافقین سے پہلے کی بات ہے، میرے پاس آیا۔ شاید بیس دن بعض کا کہنا ہے کہ چوبیس دن، ہر روز میرے پاس آتا رہا اور ایک دن اس نے شاید دو گھنٹے نہج البلاغہ کے بارے میں، قرآن کے بارے میں گفتگو کی۔ اس نے اپنی تمام باتیں کیں۔ مجھے کسی حد تک محسوس ہوا کہ یہ ایک حربہ ہے۔ یہ شخص نہج البلاغہ اور قرآن کو حربے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ اس کا مقصد کچھ اور ہے اور شاید مجھے سید عبدالمجید ہمدانی مرحوم کی وہ بات ذہن میں لانی چاہیے جو انہوں نے اس یہودی سے کہی تھی۔ کہتے ہیں کہ ہمدان میں ایک یہودی مسلمان ہو گیا اور وہ اسلامی آداب کی بہت زیادہ پابندی کرنے لگا جس کی وجہ سے سید عبدالمجید، جو کہ ہمدان کے ایک عالم تھے، کو اس کے بارے میں شک پیدا ہو گیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ سید عبدالمجید [ہیں] انہوں نے پوچھا کہ کیا میں اپنے پیغمبرؐ کی اولاد میں سے ہوں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! تم کون ہو؟ [اس نے کہا:] میں ایک یہودی تھا۔ میرے آباء واجداد یہودی تھے اور میں نو مسلم ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے آباء واجداد یہودی تھے اور تم نو مسلم ہو، جبکہ میں سیّد ہوں، پیغمبرؐ کی اولاد ہوں اور عالم ہوں وغیرہ وغیرہ، لیکن اس کے باوجود تم مجھ سے زیادہ مقدس نظر آنے کی کوشش کرتے ہو، اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے سنا ہے کہ اس کے بعد وہ وہاں سے ہمیشہ کیلئے چلا گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک فریب تھا۔ وہ اسلامی چہرے کے ساتھ اپنا کام کرنا چاہتا تھا۔ یہودی ایسے کام کرتے رہتے ہیں۔ میرے ذہن میں آیا کہ یہ مسئلہ اور نہج البلاغہ کا اتنا زیادہ ذکر، میں بھی ایک طالب علم ہوں، میں قرآن اور نہج البلاغہ کو اتنا نہیں پڑھتا جس قدر یہ شخص! دس بیس دنوں تک میں اس کی باتیں سنتا رہا (لیکن) میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں صرف اسی کی باتیں سنتا۔ وہ مجھ سے حمایت حاصل کرنے آیا تھا۔ میں نے اس کی باتیں سنیں لیکن جواب میں ایک جملہ بھی نہیں کہا، یہاں تک کہ اس نے کہا: ہم مسلح جدوجہد کرنا چاہتے ہیں تو میں نے کہا کہ نہیں۔ فی الحال مسلح جدوجہد کا وقت نہیں ہے۔ اس طرح تم اپنی طاقت بھی ضائع کر دوگے اور کچھ کر بھی نہیں سکو گے۔ اس سے زیادہ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں اس کی حمایت کروں۔ بعد میں پتہ چلا کہ معاملہ وہی تھا۔ بعد میں ایران سے آنے والے بعض اشخاص نے بھی ان کی سفارش کی کہ ان کی حمایت کیجئے اور ان کی تعریف کی۔ لیکن مجھے یقین نہیں آیا۔ حتی کہ تہران کے بہت محترم حضرات نے ان کی سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ یہ ان صفات کے حامل لوگ ہیں، لیکن مجھے یقین نہیں آیا تھا۔[1]

تم اپنے قتل کا سامان فراہم نہ کرو

حضرات کے مد نظر یہ بات رہنی چاہیے، اگر کوئی شخص کوئی بات کرتا ہے تو شروع میں اس کو غلط سمجھیں، کیونکہ وہ کوئی کام انجام دینا چاہتا ہے۔ آج کل بدعنوانی زیادہ ہے اس لیے صحت پر حمل کرنا ٹھیک نہیں ہے کہ جو شخص بھی آکر جو بات کہہ دے تو ہم خیال کریں کہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ انہی منافقین میں سے ایک شخص نیک نظر آنے والی شکل اور تمام چیزوں کے ساتھ ایک مہینے یا بیس سے اوپر کچھ دنوں تک کیلئے نجف میں آیا۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں وہ ہر روز باتیں کرتا، میں ہر روز اس کی باتیں سنتا۔ وہ جناب طالقانی مرحوم کی سفارش لایا تھا، ایک اور عالم کی سفارش لایا تھا، ان کو دھوکہ دے چکا تھا، آیا اور [ان کے مواقف کا] ذکر کیا۔ میں نے دیکھا کہ یہ تو بڑا مسلمان ہے جبکہ ہم تو اتنے بڑے مسلمان نہیں ہیں۔ مجھے اس کے بارے میں

---

1. صحیفہ امام، ج۸، ص۱۴۳۔

شک پیدا ہو گیا۔ میں نے اس کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن جونہی اس نے کہا کہ ہم مسلح جدوجہد کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے ہو۔ تم اپنے قتل کا سامان فراہم نہ کرو۔ میں نے اسے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔[1]

کہنے لگے: ہمیں قدم بقدم آگے بڑھنا چاہیے

میں پیرس میں تھا کہ بعض افراد آئے اور انہوں نے تجویز پیش کی کہ "بہتر ہے کہ ہم قدم بقدم آگے بڑھیں۔ شاہ کو فی الحال حکومت کرنے دیں اس کے بعد اس کو برطرف کر دیا جائے۔ پھر ہم پارلیمنٹ بنائیں، بعد میں فلاں کام انجام دیں اور بعد میں ان کو ختم کر دیں" میں نے اس شخص سے جو خود تو ٹھیک تھا، لیکن اس کا یہ نظریہ غلط تھا، کہا کہ "جناب![2] کیا آپ اس کی ضمانت دیتے ہیں کہ یہ تحریک جواب چلی ہے، ایک مرتبہ دب جانے کے بعد دوبارہ آپ اس کو چلا سکیں گے؟ اس نے کہا: "نہیں"! میں نے کہا: "کیا آپ اس کی ضمانت دیتے ہیں کہ اگر ہم شاہ کو ایک قدم آگے بڑھنے دیں تو کل وہ ہم سب کو نابود نہیں کر دے گا؟"۔ اس نے کہا: "نہیں!" میں نے کہا: "اب جب یہ آگ جل رہی ہے تو اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے"۔[3]

منافقین نے ہمارے بعض بزرگوں کو بازیچہ بنا رکھا تھا

وہ بات جو سبھی کہتے تھے جو بھی آتا وہی کہتا کہ "یہ ناممکن ہے، آپ نہ کیجئے، اس سے خونریزی ہو گی، یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا"۔ بعض افراد نے قم سے مجھے لکھا کہ "جناب! اب بس کیجئے۔ یہ شاہ حکومت نہیں چھوڑے گا، اب آپ بس کیجئے، چھوڑ دیجئے" یہ افراد معاملے کا ادراک نہیں رکھتے تھے اس لیے بے قصور تھے۔ دوسری جانب یہ خیر خواہ تھے حتی کہ منافقین کیلئے بھی، منافقین نے ان میں سے بعض کو بازیچہ بنا رکھا تھا۔ یہ بات تو در کنار کہ انہوں نے ہمارے اتنے زیادہ نوجوانوں کو بازیچہ بنا رکھا تھا، انہوں نے ہمارے بعض بزرگوں کو بھی بازیچہ بنا رکھا تھا، اس لیے انہوں نے ان کے بارے میں مجھے سفارش کی تھی اور جو شخص ان کی سفارش لے کر آیا تھا، میں نے اس کی باتوں کو سنا۔ میں نے دیکھا کہ یہ تو ایک کج فکر شخص ہے۔ یہ بات میں نے اس کے اسلام کے بہت زیادہ اظہار سے سمجھی۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۲۵۶۔

2. امام خمینیؒ کا اشارہ، فرانس میں آپ سے انجینئر بازرگان اور ڈاکٹر سنجابی کی ملاقات کی جانب ہے۔ ان افراد کی امام خمینیؒ سے ملاقات کا مقصد شاہ کی حکومت کے خاتمے پر مبنی امام خمینیؒ کے دوٹوک موقف میں تبدیلی لانا تھا۔

3. صحیفہ امام، ج۶، ص۱۸۹۔

4. صحیفہ امام، ج۱۷، ص۲۸۷۔

میں جانتا تھا کہ شاہ جھوٹ بول رہا ہے

اسلامی حکومتیں، سوائے چند ایک کے اور تمام بڑی طاقتیں محمد رضا کی پشت پناہ تھیں اور ان کی جانب سے خاص کر امریکہ کی جانب سے میرے نام پیغام آتا کہ اسے حکومت پر رہنے دیجئے! جیسا کہ خود [شاہ نے] بھی ایسے اسباب مہیا کئے کہ وہ شاہ کے طور پر رہے اور طاقت ہم لوگوں کے پاس ہو اور وہ حکمرانی کرے۔ میں جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔[1]

جب میں پیرس میں تھا

جب ہم پیرس میں تھے تو امریکہ سے ایک شخص تاجر کے روپ میں آیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ تاجر نہیں، بلکہ فاجر ہے؛ اس نے کہا: ''ایران جانا آپ کیلئے بہتر نہیں ہے''! یا وہ دوسرا گروہ[2] جس کے بعض افراد نیک اور بعض تو بیکار تھے، یہ افراد آئے اور کہنے لگے کہ ''بادشاہت اور آئین کا تحفظ کیجئے، شاہ سلطنت کرے، حکومت نہیں''۔ انہوں نے اس طرح کی باتیں کیں اور یہ لوگ بھی غلطی پر تھے اور بعد میں جب شاہ چلا گیا تو پھر بختیار کے بارے میں یہی بات کہنے لگے کہ ''اجازت دیجئے کہ بختیار اور شاہی کو نسل قائم رہے''۔ بعد میں انہوں نے دیکھا کہ یہ تو نہیں ہو سکا، اس لیے انہوں نے میری ایران واپسی میں تاخیر پیدا کرنے کیلئے کوششیں شروع کر دیں کہ ''فی الحال جانے میں بھلائی نہیں ہے اور نجانے کیا ہو جائے گا''۔[3]

میں جانتا تھا کہ یہ افراد دھوکے میں آگئے ہیں

حالیہ دو سالوں کے دوران اور جب میں پیرس میں تھا تو یہ مسائل کھڑے کئے جاتے، پہلا مسئلہ تو اس کے بارے میں تھا کہ ''شاہ فی الحال رہے، سلطنت اس کے اختیار میں ہو اور حکومت اس کے پاس نہ ہو۔ وہ قانون کا پابند ہو'' میں جانتا تھا کہ یہ افراد دھوکے میں آگئے ہیں۔ انہی قابل احترام افراد میں سے ایک نے میرے پاس آکر یہ بات کی تو میں نے کہا: ''تمہارا کہنا یہ ہے کہ شاہ سلطنت کرے، حکومت کرے اور ہم اس کو قبول کر لیں تو کیا آپ کو یقین ہے کہ شاہ اس کی پابندی کرے گا یا یہ کہ اگر تم ایک لفظ ایک بات کرو اور مجھے بھی تمہاری طرح یقین آجائے اور ہم اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لیں تو وہ تم سب لوگوں کو نابود کر دے گا'' تو وہ شخص بوکھلا گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا اور حقیقت میں وہ جواب دے ہی نہیں سکتا تھا۔ ان کی اس طرح تربیت کی گئی تھی۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۸، ص۱۲۴۔
2. انجینئر بازرگان، کریم سنجابی اور۔۔۔
3. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۹۲۔
4. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴۳۶۔

میں جلدی یقین کرنے والا نہیں ہوں

ایک شخص میرے پاس آکر کہنے لگا: "کہ یہ [امریکی حکام] اس بات پر تیار ہیں، اس وقت مجھے یاد نہیں کہ وہ کہاں سے آیا تھا، بیرون ملک سے ایک شخص یہاں آیا اور مجھ سے کہنے لگا، شاید بیس دن پہلے کہ یہ اس بات پر تیار ہیں کہ شاہ کو کسی جگہ لے جانے کے بہانے طیارے پر سوار کریں اور پھر بعض افراد جہاز کو ہائی جیک کر کے یہاں لے آئیں، وہ مسئلے [1] کو حل کرنے کیلئے اس بات پر تیار ہیں۔ میں جلدی یقین کرنے والا نہیں ہوں، میں نے کہا: "نہیں! ہم یہ کام نہیں کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ [شاہ کو] ہماری تحویل میں دیا جائے۔ [2]

جب بھی ائیر پورٹ کھلے گا میں چلا جاؤں گا

[شاہ] چلا گیا، لیکن اس کی باقیات ابھی تھیں۔ انہوں نے کوشش کی حتی فرانس کے توسط سے، فرانس کے صدر نے مجھے پیغام بھیجا کہ "ابھی آپ کا تہران آنا قبل از وقت ہے" [بظاہر ہمدردی کے طور پر] امریکہ کی جانب سے تجویز دی گئی کہ "فی الحال آپ کچھ عرصے تک ٹھہرے رہیے، فی الحال آپ کا جانا قبل از وقت ہے"۔ ایران سے بھی یہی پیغام آگیا۔ بعض افراد جو انہی گروہوں سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے بھی یہی تجویز پیش کی اور یہ تجویز اس بات کا سبب بنی کہ میں نے آنے کا ارادہ کر لیا "ہر چہ بادا باد"۔ میں سمجھ گیا کہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ مجھے وہاں ٹھہرا کر یہاں اپنی چالوں کو مستحکم کرنا چاہتے تھے تاکہ میں اس کے بعد کچھ بھی نہ کر سکوں۔ میں نے اعلان کر دیا کہ "میں جاؤں گا" انہوں نے ائیر پورٹ بند کر دیئے۔ تمام ہوائی اڈے بند کر دیئے۔ ہم نے انتظار کیا اور کہا کہ "جب بھی ائیر پورٹ کھول دیا جائے گا، ہم چلے جائیں گے" انہوں نے دوبارہ ائیر پورٹ بند کر دیئے۔ میں نے پھر کہا کہ جب بھی ائیر پورٹ کھلے گا میں چلا جاؤں گا۔ انہوں نے دیکھا کہ ہمیشہ کیلئے تو انہیں بند نہیں رکھا جا سکتا۔ انہوں نے ہمیں دھمکیاں دیں لیکن ہم آ گئے۔ [3]

ہمارا ولولہ ٹھنڈا کرنے کیلئے پیغام بھیجا گیا

ہم فرانس میں تھے تو ایک شخص جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ اونچے طبقے سے تعلق رکھتا ہے (میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا)، ایسے افراد زیادہ آیا کرتے تھے، اس شخص (شاہ) کے سلسلے میں آیا کرتے تھے، بعض اوقات امریکہ کا پیغام لے کر آتے۔ امریکی صدر کا پیغام لے کر آتے تاکہ ہمارا ولولہ ٹھنڈا کر دیں، یہ شخص جس کام کیلئے آیا اور اس نے جو باتیں کیں وہ مجھے بتائی گئیں۔ اس نے کہا تھا کہ "چین میں ایک واقعہ رونما ہوا ہے اور ہمارا

---

1. امریکی جاسوسی اڈے سے یرغمال بنائے جانے والے امریکی جاسوسوں اور شاہ کا تبادلہ۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۲۷۷۔
3. صحیفہ امام، ج ۶، ص ۱۳۱۔

سفارت خانہ خطرے میں ہے، ہمیں اس کے عملے کے بارے میں بالکل کوئی پریشانی نہیں ہے۔ عملے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہمارے پیش نظر اس کا فرنیچر ہے۔اس کا فرنیچر بہت قیمتی ہے"! یہ اس قسم کے لوگ ہیں کہ فرنیچر کو تو اہمیت دیتے ہیں لیکن انسانوں کو نہیں۔[1]

اگر تمام راستے بند ہو گئے

سوال: کیا آپ مسلح جہاد کا حکم دینے کیلئے تیار ہیں، اگر دوسرے تمام راستے بند ہو جائیں؟

امام خمینی: اگر [دوسرے] تمام راستے بند ہو گئے تو اس کا جائزہ لیا جائے گا۔ لیکن فوج کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں اس کی بنا پر اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔[2]

اس نے کہا کہ فی الحال آپ ایران نہ جائیں

ہم نے جب آخری دنوں میں ایران آنے کا ارادہ کیا تو ہماری ایران آمد کی روک تھام کیلئے کوششیں تیز تر ہو گئیں۔ البتہ اس سے پہلے بھی امریکی حکومت اور ان کی طرف سے بہت پیغام آتے رہے، بعض اوقات وہ خود آتے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ: "میں تاجر ہوں" لیکن واضح تھا کہ وہ ایک سیاستدان تھا، اس نے کہا: "آپ فی الحال ایران نہ جائیں، اس وقت آپ کا ایران جانا قبل از وقت ہے" اس کے بعد، یہ لوگ شاہ کی زیادہ حمایت کرتے اور جب شاہ چلا گیا، سابق شاہ چلا گیا اور اس کا برحق وارث یعنی ظلم کرنے میں اس کا جانشین بختیار آ گیا تو پھر بھی اس سلسلے میں کوششیں کی گئیں (اور مجھ سے کہا گیا کہ) آپ ایران نہ آئیں حتی کہ ایران سے بھی، کسی کے توسط سے، فرانسیسی حکومت کے توسط سے، ہمارے لیے پیغام آیا اور پڑھا گیا کہ "آپ فی الحال ایران نہ آئیں۔ وسائل کیا ہیں اور کیا ہو جائے گا۔ اگر آپ ایران جائیں گے تو خون کی ندیاں بہہ جائیں گی" ایسی باتیں انہوں نے بہت کیں اور یہی اس کا سبب بنا کہ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ میرا ایران جانا ان کیلئے نقصان دہ ہے اور اگر ان کے فائدے میں ہوتا اور میرے ایران جانے کی صورت میں، اگر مجھے گرفتار کرنا ان کے بس میں ہوتا تو یہ لوگ ایسی باتیں نہ کرتے بلکہ کہتے کہ "آپ ایران آ جائیں" ہم روانہ ہوئے اور آ گئے اور خدا تبارک و تعالٰی نے تمام امور میں، تحریک کی ابتدا سے اب تک ہماری، آپ کی اور ملت ایران کی مدد فرمائی ہے۔[3]

سعودی عرب کے بادشاہ نے مجھے کیوں پیغام بھیجا

یہ سازش پہلے سے تھی۔ گزشتہ سالوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ حجاج کے جانے سے قبل سعودی عرب کے بادشاہ نے میرے لیے پیغام بھیجا ہو اور میرا شکریہ ادا کیا ہو کہ آپ نے کہا ہے کہ یہاں امن ہو اور ہمارے ساتھ کیا کریں، اس قسم کی باتیں، ایسا کچھ نہیں ہوتا تھا، لیکن اس سال،

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۳۴۰۔
2. صحیفہ امام، ج ۵، ص ۳۹۲۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۹۷۔

یہ کس لیے ہوا؟اس نے میرے لیے کیوں پیغام بھیجا؟اس لیے تاکہ بعد میں کہہ سکے کہ میری نیت نیک ہے وغیرہ۔ یہ صرف ایک دکھاوا تھا۔اس کے سازش ہونے کا بہترین ثبوت ان کے اقدام کی کیفیت تھی۔انہوں نے خود ہی اس کا اعتراف کیا اور کہا کہ ''ایرانی کعبے کو آگ لگانا چاہتے تھے اور قم کو کعبہ قرار دینا چاہتے تھے''! اس حماقت پر مبنی بات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اس کام کو انجام دینے کا قصد رکھتے تھے اور بہانہ یہ بنانا چاہتے تھے کہ ایرانی کعبے کو نابود کرنے کیلئے آئے تھے۔[1]

انہیں عمامے کے بغیر عدالت میں پیش کیا جاتا

اس سیاہ کوہی کے زمانے میں،اس فاسق وفاجر بدمعاش رضا خان کے زمانے میں علمائے اصفہان نے تحریک چلائی۔اصفہان کے علماء اصفہان سے قم آئے اور دیگر علاقوں کے علماء بھی قم میں اکٹھے ہوگئے اور انہوں نے ان کے خلاف تحریک چلائی۔انہوں نے اس تحریک کو کچل دیا۔ان کے پاس طاقت نہیں تھی۔انہوں نے تحریک کو فریب یا کسی دوسرے حربے سے کچل دیا۔ایک تحریک علمائے خراسان کی تھی۔آقازادہ مرحوم،سید یونس مرحوم اور اس زمانے کے دوسرے علماء سب کو گرفتار کر کے تہران میں جیل بھیج دیا گیا۔میں نے خود آقازادہ رضوان اللہ علیہ،مرزا محمود آقازادہ رضوان اللہ علیہ،کو ایک کونے میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ان کے سر پر عمامہ نہیں تھا۔ان پر پہرہ تھا اور وہ عمامے کے بغیر تھے لیکن اس کے باوجود کسی کو ان کے پاس جانے کی اجازت نہیں تھی۔ان کو عمامے کے بغیر سڑکوں سے گزار کر عدالت میں پیش کیا جاتا تھا۔اس وقت سیاسی جماعتوں کا کوئی وجود نہیں تھا۔انہوں نے جب تحریکیں چلائیں اس وقت جماعتوں کا کوئی نام ونشان تک نہ تھا۔جماعتیں تو تھیں لیکن مردہ تھیں۔ایک تحریک آذربائیجان میں چلی مرزا صادق آقا مرحوم،انگجی مرحوم وغیرہ نے تحریک چلائی ان کو گرفتار کر لیا گیا اور عرصہ دراز تک شہر بدر کر دیا گیا۔بعد میں جب مرزا صادق آقا سے کہا گیا کہ آپ آزاد ہیں تو پھر بھی وہ واپس آذربائیجان نہ گئے حالانکہ آذربائیجان میں ان کی بہت عزت کی جاتی تھی۔لیکن وہ کبھی بھی وہاں نہ گئے بلکہ قم چلے آئے اور تاحیات قم میں ہی رہے،ہاں! ہم بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔[2]

کون کودتا کر سکتا ہے؟

کون کودتا کر سکتا ہے؟ایک گروہ پیرس میں بیٹھا ہوا ہے اور شائع کر رہا ہے کہ ''ہم پیرس سے چل رہے ہیں اور ایران آرہے ہیں'' تشریف لائے،راستہ کھلا ہوا ہے۔اگر تم کچھ کرنے کے قابل ہوتے تو جاتے ہی کیوں؟فرار ہونے والا اب یہ کہہ رہا ہے کہ ''ہم اب آپس میں متحد ہوگئے ہیں''

---

1. صحیفہ امام،ج ۲۰،ص ۳۷۰؛

امام خمینیؒ کا اشارہ،۱۳۶۶ھ ش(۱۹۸۷ئ) کو رونما ہونے والے سانحہ مکہ کی جانب ہے جس میں ۳۲۵ ایرانی حجاج حرم امن الٰہی میں بڑی مظلومیت کے ساتھ خبیث آل سعود کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

2. صحیفہ امام،ج ۳،ص ۲۴۴۔

کون متحد ہوئے ہیں؟آخر ہم تو تمہیں جانتے ہیں۔ ہماری ملت تو جانتی ہے کہ تم لوگ کون ہو؟[کہتے ہیں کہ]"اب ہم آپس میں متحد ہو جائیں گے اور اب ایران آنے کا ارادہ رکھتے ہیں"! کہتے ہیں کہ "ہم چل پڑے ہیں اور آرہے ہیں"۔[1]

ایسی باتیں حسین کرد کی کتاب میں ہوتی ہیں

بارہا افراد ہمارے پاس آتے اور کہتے، تحریر بھی کرتے تھے، بیرون ملک سے بھی لکھا جاتا کہ "چھاتہ بردار سفارت کے اوپر آئیں گے اور وہاں سے ایک دوائی پھینکیں گے جس سے سب بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر نیچے آکر سب کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ قم میں آکر بھی آپ کو اغوا کرنا چاہتے ہیں" حتیٰ کہ بعض تو آکر مجھ سے کہنے لگے: "آپ آج رات یہاں نہ ٹھہریں"۔ جناب! یہ سب خیال باطل ہے جس کا یہ لوگ اظہار کر رہے ہیں۔ ایسی باتیں "حسین کرد" کی کتاب میں ہوتی ہیں۔ یہ سب کھوکھلے دعوے ہیں و گرنہ "چھاتا بردار آجائیں اور سب کو بے ہوش کر دیں" یہ وہی باتیں "دوائی کے ساتھ سب کو بے ہوش کر دیتے" یہ باتیں "الف لیلہ" میں بیان کی جاتی ہیں۔ یہ لوگ ہماری ملت کو اس طرح ڈرانا چاہتے تھے، جیسے ماضی میں ان باتوں سے ڈرتے تھے۔ لیکن یہ غافل تھے کہ اب ایسا کچھ نہیں ہے۔[2]

بیگن بھی یہی کہتا تھا

ایک انقلاب برپا ہوا ہے جو کہ انسان شناسی اور اسلام شناسی کا انقلاب ہے۔ اگر تمہیں یاد ہو اس سے قبل کارٹر یہ کہا کرتا تھا کہ ایران اسلام سے آگاہ نہیں ہے! اب سب دعویٰ کر رہے ہیں۔ امریکی حکام بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ اسلام کو اچھی طرح سے نہیں جانتے ہیں! اس سے پہلے بیگن بھی یہی کہتا تھا! اب ملکی اور غیر ملکی [دشمن] بھی یہی بات کہہ رہے ہیں! نجانے یہ لوگ "عروۃ الوثقیٰ" پر حاشیہ کب تک لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔[3]

آج میں نے صدام کی منحوس آواز سنی

یہ صدام ہی ہے جس نے امریکہ کے اکسانے پر ہمارے خلاف جارحیت کی ہے اور اگر ہم اس کے خلاف جوابی کارروائی کریں تو اس کا عراق کے عوام، کہ جو ہمارے بھائی ہیں، کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ آج میں نے اس منحوس انسان کی آواز سنی ہے، یعنی اس کا بیان سنا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ نیا نیا مسلمان ہوا ہے کیونکہ اس نے حضرت امیر علی بن ابی طالب (ع) اور امام حسین (ع) اور دیگر ائمہ (ع) کے وسیلے سے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ نہیں جانتا ہے کہ عراقی عوام اسے پہچانتے ہیں۔ جب شروع میں یہ کمیونسٹ حکومت قائم ہوئی تھی اور آقائے حکیم مرحوم نے اس کا

---

1. صحیفہ امام، ج۱۵، ص۱۱۴۔
2. صحیفہ امام، ج۱۱، ص۳۳۸۔
3. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۲۲۷۔

بائیکاٹ کیا تھااور ان کے کفر کا فتویٰ دیا تھا، عراقی عوام نے ان کو پہچان لیا تھااور بعد میں انہوں نے جو اعمال انجام دیئے ان کے ذریعے لوگوں نے ان کو جان لیا۔انہوں نے عراق کے بزرگ علماء کو قتل کیا ہے۔اب یہ عراقی عوام کا سہارا لے رہا ہے۔ جبکہ اسی نے عراقی عوام کو کچلا ہے۔جب یہ سر براقتدار آیا تھامیں نے اسی وقت انتباہ دیا تھا کہ یہ پاگل ہے۔اس کی عقل ٹھیک طرح سے کام نہیں کرتی ہے۔اس لیے یہ پاگل پن سے کام لے رہا ہے اور اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے۔[1]

یہ سپاہی ہے جو کام انجام دیتا ہے

اس کا امکان پایا جاتا ہے کہ صدام اور اس کے ساتھی وہاں یہ پروپیگنڈہ کریں کہ چیف آف آرمی سٹاف کو برطرف کر دیا گیا ہے اس لیے اب [ایرانی] فوج کمزور ہو گئی ہے۔ میں جانتا تھا کہ بنی صدر جیسے افراد تقریریں خوب کر لیتے ہیں لیکن جہاں تک آگے بڑھنے کا تعلق ہے تو یہ آپ ہی ہیں جو آگے بڑھتے ہیں، یہ سپاہی ہے جو کام انجام دیتا ہے۔[2]

میں نے ان کا مقصد سمجھ لیا

جب میں پیرس میں تھا بعض سرمایہ دار، جنہوں نے محسوس کر لیا کہ سابق حکومت ختم ہونے والی تھی، اس لیے بعد والی حکومت میں بھی ماضی کی طرح حصہ لینے اور زندگی گزارنے کے مقصد سے میرے پاس آئے [اور کہنے لگے] کہ ''ہم وجوہات شرعیہ دینا چاہتے ہیں''۔ میں نے ان کا مقصد سمجھ لیا اور کہا کہ ''تم جاؤ اور اپنے کاموں کی بنیاد ٹھیک کرو۔ میں تم سے پیسے نہیں لوں گا''۔ اب بھی بعض افراد ہیں جو حضرات کے پاس جاتے ہیں اور مثلاً ایک لاکھ تومان دیتے ہیں [اور کہتے ہیں] کہ ''یہ حقوق شرعی طور پر میرے ذمے ہیں'' اور وہ بھی کہتے ہیں کہ ''ہاں! فلاں نے اپنی شرعی وجوہات ادا کر دی ہیں''۔ حالانکہ اس سلسلے میں پچاس ملین تومان دینا اس کے ذمے ہیں۔ اب یہ اس قدر کم رقم ادا کر کے کہنا چاہتا ہے کہ باقی پیسے اس کی اپنی ملکیت ہیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۲۲۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۴۶؛

امام خمینیؒ کا اشارہ ''بنی صدر'' کو چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے سے برطرف کئے جانے کی طرف ہے جو اس کو سونپا گیا تھا، لیکن ملت کے درمیان تفرقہ اور شورش کے حوالے سے متعدد انتباہات کے بعد اسے اس عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔

3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۳۰۳۔

اب جان گئے ہیں کہ نقصان اٹھایا ہے

انہوں نے اپنی اس عظیم طاقت کے باوجود جان لیا ہے کہ افغانستان میں نقصان اٹھایا ہے، جب پہلے دن ہی ان کا سفیر میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''افغان حکومت نے ہم سے اپیل کی ہے'' تو میں نے کہا کہ ''تم یہ کام نہ کرو، تم نقصان میں رہو گے'' اب جان گئے ہیں کہ انہوں نے نقصان اٹھایا ہے۔[1]

تم ایک ملت کو قابو نہیں کر سکتے ہو

سوویت یونین کا سفیر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ''افغانستان کی حکومت نے ہم سے اپیل کی ہے کہ ہم وہاں جائیں اور فلاں کام [میں مداخلت] کریں۔ میں متوجہ نہیں تھا کہ یہ پہلے کام کر چکے ہیں اور اب آ کر کہہ رہے ہیں، وہاں حکومت بھی نہیں تھی۔ انہوں نے خود ہی بعد میں وہاں حکومت تشکیل دی۔ لیکن میں نے اس سے کہا کہ ''یہ غلطی ہے۔ تم طاقتور ہو اس لیے تمہارے لیے یہ تو ممکن ہے کہ کسی ملک پر قبضہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے آسان ہے۔ تمہارے پاس طاقت زیادہ ہے۔ تم حملہ کر سکتے ہو لیکن تم ایک ملت کو قابو نہیں کر سکتے ہو اور وہاں داخل ہونے کے بعد تم کامیاب نہیں ہو سکتے ہو اور تمہارے خلاف ایسی مزاحمت کی جائے گی کہ تم کمزور پڑ جاؤ گے'' لیکن وہ کام تو کر چکے تھے اور کرنا چاہتے تھے۔ نہ یہ کہ سوویت یونین [کے حکام] مجھ سے اس کی اجازت لینا چاہتے ہوں کہ ہم اسلامی مملکت پر قبضہ کر لیں۔[2]

میں پکا ارادہ رکھتا ہوں کہ وصیت تحریر کروں

ہمیں بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے اور مجھے یہ تشویش تھی اور میں پکا ارادہ رکھتا ہوں کہ ایک وصیت تحریر کروں اور اس میں وضاحت کروں کہ یہ کہاں سے شروع کرنا چاہیے، ان کو موقع نہیں ملا۔ یہ اب شروع کرنا چاہتے تھے لیکن نہیں کر سکے۔ (بنی صدر مجھ سے کہتا تھا:) ''نہ پارلیمنٹ کی ضرورت ہے، نہ نگراں کونسل کی اور نہ ہی قاضیوں کی'' وہ کہتا تھا کہ ''یہ سب بے دین ہیں'' بنی صدر نے بارہا مجھ سے یہ کہا: ''اس حکومت کو ختم کر دیتے ہیں'' وہ مجھے ڈکٹیٹر بنانا چاہتا تھا۔ میں ہنستا اور کہتا: ''اگر تم میں طاقت ہے تو خود ہی یہ کام کر لو'' یہ جاہل ہیں، یہ بے دین ہیں، یہ ماہرین کونسل کو تحلیل کرنا چاہتے تھے۔ یہ کہتے تھے: ''ہمیں ۲۲ بہمن کی طرف واپس پلٹنا چاہیے [اور مجھ سے] کہتا ہے کہ [یہ باتیں] سب غلط ہیں اور واپس ۲۲ بہمن کی جانب پلٹ جائیں اور پھر شروع کریں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۴۰۶۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۰۶۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۹۹۔

بنی صدر بار بار قسمیں کھاتا تھا

میں نے بارہا کہا کہ آپ نے دیکھا کہ بنی صدر نے اپنا حساب الگ نہیں کیا، خدا جانتا ہے کہ میں نے متعدد بار اس سے کہا کہ یہ افراد تجھ کو تباہ کر دیں گے۔ یہ بھیڑیئے جو تیرے ارد گرد اکٹھے ہوئے ہیں یہ کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور تجھے نابود کر دیں گے" لیکن اس نے سنی ان سنی کر دی، وہ بار بار قسمیں کھاتا کہ یہ فداکار ہیں، یہ ایسے افراد ہیں، ایسے افراد ہیں (یعنی وہ جو اس کے حلقہ احباب میں شامل ہیں)۔ میں جانتا تھا کہ ایسا ہے نہیں۔ ایک گروہ جائے گا وزارت میں جا کر چوری کرے گا۔ یہ اس کی حمایت کر رہا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ چوری کیلئے تم نے خود ہی کہا ہے۔ ان کی عقل اس حد تک ناقص ہے کہ اس کی حمایت کیا کرتے تھے۔ اب بھی میں ان افراد سے کہ جو صلاح و بہتری چاہتے ہیں، لیکن کج فکری کا شکار ہیں ،[کہتا ہوں:] "امریکہ تمہارے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔ وہ وقت اب گزر گیا ہے۔ آج تمہارے لیے، تمہارے دین کیلئے اور تمہاری دنیا کیلئے صرف یہ ملت، یہ غریب ملت ہی ہے، وہ سرمایہ دار طبقہ بھی تمہارے کام نہیں آتا تھا۔ وہ سب کچھ اپنے لیے چاہتے ہیں اور آپ لوگوں کو آلہ کار قرار دینا چاہتے ہیں۔[1]

ز: فیصلہ کن موقف اور سمجھوتہ نہ کرنا

ملت کے نام پر میں علم سے وضاحت طلب کرتا ہوں

اب جبکہ ایران میں کوئی اہل عدالت موجود نہیں ہے جس میں مقدمہ دائر کیا جا سکے اور ملک کا انتظام پاگل پن کے ساتھ چلایا جا رہا ہے۔ میں وزارت عظمیٰ کے عہدے پر قابض علم سے وضاحت طلب کرتا ہوں کہ تم نے کس قانونی اجازت کے ساتھ دو ماہ قبل تہران کے بازار پر حملہ کیا اور علمائے کرام اور دوسرے مسلمانوں کو زخمی کیا؟[2]

پہلے علم کو برطرف کیجئے

محمد رضا کے زمانے میں انہوں نے سمجھوتے کیلئے ہاتھ پیر مارے، ایک دفعہ ہمارے پاس آئے کہ "ہم چاہتے ہیں کہ ملاقات کا انتظام کیا جائے" میں نے ان سے کہا کہ وہ [علم، جب تک وزیر اعظم کے عہدے پر] ہے، ہم مذاکرات نہیں کریں گے۔ آپ پہلے علم کو برطرف کیجئے، اس کے بعد ہم مذاکرات کریں گے اور دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کہنا ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۵، ص ۳۰۔

2. صحیفہ امام، ج۱، ص۱۷۸؛

سانحہ فیضیہ کے بعد تہران کے علماء کے نام امام خمینیؒ کا ٹیلی گراف۔ امام خمینیؒ کا اشارہ، تہران کے بازار میں شاہی حکومت کے کارندوں کے ہاتھوں آیت اللہ خوانساری مرحوم کے زدوکوب کئے جانے کی طرف ہے۔

3. صحیفہ امام، ج۱۱، ص۱۵۔

میں نے ان کو معزول کر دیا ہے

خدایا! [اس] حکومت نے ہمارے ملک سے خیانت کی ہے، اسلام کے ساتھ خیانت کی ہے، قرآن سے خیانت کی ہے، پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے خیانت کی ہے۔ جن افراد نے سینیٹ کے اراکین کے اس امر [کیپیچولیشن] سے اتفاق کیا ہے، انہوں نے خیانت کی ہے، اس ملک کے ساتھ خیانت کی ہے، اب یہ رکن نہیں ہیں۔ دنیا جان لے کہ یہ ایران کی پارلیمنٹ کے رکن نہیں ہیں۔ اگر اب تک تھے تو اب میں نے ان کو معزول کر دیا ہے۔ یہ پارلیمنٹ کی رکنیت سے معزول ہو چکے ہیں اور انہوں نے جو قرار دادیں بھی تحریر کی ہیں، وہ سب کی سب غلط ہیں۔ [1]

ہمیں اپنے مراکز کا تحفظ کرنا چاہیے

اب بھی مجھے یاد ہے کہ لباس کی تبدیلی کیلئے [2] ڈالے جانے والے دباؤ کے زمانے میں، میں نے ایک امام جماعت سے کہا کہ ''اگر آپ کو لباس تبدیل کرنے پر مجبور کیا گیا تو آپ کیا کریں گے'' تو انہوں نے کہا کہ ''ہم گھر میں بیٹھے رہیں گے اور باہر نہیں نکلیں گے'' میں نے کہا: ''اگر مجھے مجبور کیا جائے اور میں امام جماعت بھی ہوں تو میں عام لباس میں، مسجد جاؤں گا۔ ہمیں اپنے مراکز کا تحفظ کرنا چاہیے اور بوقت ضرورت اجتماعی احتجاج کے ذریعے اپنے حریف کو کچلنا چاہیے۔ [3]

بلاوجہ میری نظر بندی ختم نہ کرو

جیل سے آزاد ہونے کے بعد جب میں نظر بندی میں تھا، اس وقت ''منصور'' وزیر اعظم تھا، اس نے وزیر داخلہ کو میرے پاس بھیجا۔ غالباً ''صدر'' اس وقت وزیر داخلہ تھا، تو اس نے صدر الاشراف کے بیٹے صدر کو میرے پاس بھیجا۔۔۔ [وہ کہنے لگا کہ] سابقہ حکومت ایسی تھی ویسی تھی، لیکن ہم فلاں فلاں کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے اس طرح کی باتیں کیں۔ میں نے اس سے کہا کہ نہ تو سابقہ حکومت کے ساتھ ہماری دشمنی تھی اور نہ ہی تمہارے ساتھ کوئی بھائی چارہ ہے۔ ہم کو تو یہ دیکھنا ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور تم بلاوجہ یہاں میری نظری بندی، وہ لوگ میری نظر بندی ختم کرنے آئے تھے، ختم نہ کرو۔ یہاں میں نظر بندی میں ہوں تو تم لوگ بلاوجہ میری نظر بندی ختم نہ کرو، کیونکہ جب میں آزاد ہو جاؤں گا تو پھر وہی باتیں کروں گا۔ میری تمہارے ساتھ کوئی رشتے داری نہیں ہے اور میں نے اگر کوئی [غلط] بات دیکھی تو میں اس کو بیان کروں گا۔ میں اب یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں نے

---

1. صحیفہ امام، ج۱، ص۴۲۳۔
2. مراد وہ زمانہ ہے جب علماء کو عمامہ اور عبا و قبا پہننے سے منع کیا گیا تھا اور حکومت وقت کا دباؤ تھا کہ علما یہ لباس زیب تن نہ کریں۔ (مترجم)
3. صحیفہ امام، ج۲، ص۲۲۴۔

کسی بھی حکومتی عہدیدار کے ساتھ صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے اور اگر میں نے کسی کے ساتھ صیغہ اخوت پڑھا بھی ہوتا تب بھی ان کی جانب سے خطا سرزد ہونے کی صورت میں، میں ان سے کہتا کہ تم اپنی اصلاح کرو۔[1]

میں ملت سے کہوں گا کہ عزا منائے

پردہ ختم کرنے کیلئے جو دن معین کیا گیا تھا، ان حالیہ سالوں میں، میں قم میں تھا، شاید وہ آخری سال تھا جس کے بعد ۱۵ خرداد کا واقعہ پیش آیا، میں نے سنا کہ خواتین رضا شاہ کی قبر پر جا کر بے پردگی کے واقعے کے سلسلے میں مظاہرہ کرنا چاہتی ہیں۔ میرے پاس قم کے دفاتر کے سربراہ آئے تو میں نے ان سے کہا کہ "تم اپنی اپنی وزارتوں کو یہ بتادو کہ اگر انہوں نے یہ [خواتین کو بے پردہ کرنے کا] کام انجام دیا تو میں ملت سے کہوں گا کہ وہ مسجد گوہر شاد میں قتل عام کے سلسلے میں عزا منائے"۔ اس کے بعد انہوں نے اس کام کا ارادہ ترک کر دیا۔[2]

آپ لوگوں کی مثال رضاکار فوجیوں کی سی ہے

اگر ایرانی علماء کو [عراق سے] نکالا گیا تو دوسرے ممالک کے علماء یہیں ٹھہرے رہیں اور اپنے دینی فرائض کو اہمیت دیں۔ آپ لوگوں کی مثال، رضاکار فوجیوں کی سی ہے۔ اگر دشمن ایک دستے پر حملہ کر کے اسے شکست دے تو دوسرے دستے ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ شکست خوردہ دستے کی جگہ لے لیتے ہیں۔ دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ جب ایک دستے کو شکست ہو تو دوسرے دستے بھی فرار ہو جائیں اور میدان خالی ہو جائے۔ دوسرے ممالک کے جو علماء یہاں موجود ہیں ان کو ثابت قدم رہنا چاہیے۔ انہیں حصول علم اور تہذیب نفس کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ اگر مراجع اور میں، میں ایک طالب علم ہوں، یہاں سے چلا جاؤں تب بھی دیگر علماء پر لازم ہے کہ یہاں ٹھہرے رہیں اور اپنے فرائض انجام دیں۔[3]

کل میں اپنا پاسپورٹ جمع کراؤں گا

بہر صورت طاقتور بنئے، اپنے آپ کو مضبوط کیجئے۔ خدا کی طرف متوجہ رہیے۔ خدا تعالیٰ آپ کا پشت پناہ ہے، (حاضرین کا شدید گریہ)۔ خدا آپ کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور حوزہ ہائے علمیہ محفوظ رہیں گے۔ جس دن مرحوم الحاج شیخ عبدالکریم رضوان اللہ علیہ، فوت ہوئے۔۔۔ کہا جاتا تھا کہ [قم میں] اس وقت ایک سو سے زیادہ طالب علم تھے لیکن نادار طالب علم کہ جو تمام امور میں۔۔۔ اور زیادہ عرصہ نہ گزرا، وہ [رضا شاہ] جو کہ ظالم تھا گزر گیا اور حوزہ میں پانچ ہزار طالب علموں نے داخلہ لے لیا اور بحمد اللہ حوزہ علمیہ اب بھی پوری قوت کے ساتھ قائم ہے اور امید ہے کہ ہمیشہ رہے گا، انشاء اللہ۔ خدائے تبارک و تعالیٰ تمہارا پشت پناہ ہے۔ وہ اس حوزہ (دینی تعلیمی مرکز) کی حفاظت کرے گا۔ میں اس سے دعا گو

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۴۹۷۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۹۳۔

3. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۱۲۔

ہوں کہ وہ آپ لوگوں کو آپ کے علاقوں میں واپس لے جائے اور آپ پوری طاقت کے ساتھ سختیوں کو برداشت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اجر عطا کرے گا۔ کل میں اپنا (پاسپورٹ) جمع کراؤں گا، اگر اجازت [ویزا] مل گئی تو کل، میں اپنی منزل کا تعین کروں گا، انشاءاللہ اور اگر اجازت نہ ملی تو ہم یہیں رہیں گے۔۔۔ (حاضرین کا گریہ)۔ یہ ہماری تقدیر ہے اور ہم خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم ہیں۔[1]

اسلام مخالف کارروائیوں کو ختم کردوں گا

حضرت آیت اللہ آقائے گلپائیگانی دامت برکاتہ

السلام علیکم

جناب عالی کا ٹیلی گرام، کہ جو ۱۴،۱۲،۵۹ (۵ جون ۱۹۸۰ء) کو جمعرات کے دن [2]یونیورسٹی کے منحوس واقعات کے سلسلے میں آپ کی تشویش کا عکاس تھا، موصول ہوا اور گمراہوں کے ظلم کے بارے میں مختلف علاقوں سے متعدد ٹیلی فون بھی آئے۔ میں جناب عالی کو اور تمام شریف ملت کو یقین دلاتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کی مشیت سے اس طرح کی اسلام کی مخالفتوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں نے عدالت سے کہا ہے کہ وہ معاملے کی تحقیق اور مجرموں کی شناخت کرے اور ان پر مقدمہ چلائے اور مجھے اس کے نتیجے سے آگاہ کرے تاکہ اسلامی اصولوں کے مطابق ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ سیاسی اور غیر سیاسی گمراہ دستوں اور گروہوں کو جان لینا چاہیے کہ میں اپنے فرض کے احساس کے ساتھ ان سے اسلامی سلوک سے پیش آؤں گا اور اسلامی حدود کا نفاذ کروں گا اور اسلام مخالف کارروائیوں کو ختم کردوں گا۔

میں جناب عالی سے دعائے خیر کی امید رکھتا ہوں۔ حضرت عالی لوگوں کو امن کی دعوت دیجئے۔[3]

غلط بات پر سمجھوتہ نہ کرنا

ایک مولوی نے چند سال قبل مجھے لکھا تھا کہ آپ اس [شاہ] کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں ﴿تُؤتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ خداوند جس کو چاہتا ہے (حکومت دیتا ہے)، یہ ملک خدا نے اسے دیا ہے۔ میں نے اسے جواب نہ دیا۔ یہ جواب کے قابل ہی نہیں تھا، لیکن یہ [استدلال] قرآن کو جھٹلانا ہے۔ کیا فرعون کو کسی اور نے حکومت عطا کی تھی؟ وہ بھی تو خدا نے ہی اسے دی تھی تو پھر موسیٰ (ع) نے اس کی مخالفت کیوں کی؟[4]

---

1. کوثر، ج ا، ص ۲۵۸۔
2. امام خمینیؒ کا اشارہ ۱۴ اسفند ۱۳۵۹ھ ش (۵ جون ۱۹۸۰ئ) کو تہران یونیورسٹی میں ہونے والے ہنگامے کی طرف ہے۔ اس دن منافق اور گمراہ گروہوں نے اس وقت کے صدر "بنی صدر" کے اکسانے پر اور اس کی قیادت میں حزب اللہ کے ارکان پر حملہ کیا اور ان کو شدید زخمی کیا تھا۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۱۹۴۔
4. کوثر، ج ا، ص ۳۶۳۔

مجھے بعض افراد کی عقل پر تعجب ہوتا ہے

مجھے کبھی کبھار ایسے بعض افراد کی عقل پر تعجب ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ اب تو [شاہ] نے معذرت کرلی ہے۔ آپ اسے قبول کر لیجئے۔ اس نے کہا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اب آپ اس کی مان لیں۔ کیا مان لیں؟ کیا خدا اس کی اس معافی کو قبول کرے گا؟ خدا حق الناس کو معاف نہیں کرتا ہے۔ خود لوگوں کو معاف کرنا ہوتا ہے۔ جب تک لوگ معاف نہ کریں، خدا معاف نہیں کرتا ہے۔ کیا خدا حق الناس، معاف کرتا ہے؟ [کہتے ہیں کہ] آیئے اب صلح کر لیجئے، اب معاف کر دیجئے اور نجانے کیا کیا کہتے ہیں۔ ایک سن رسیدہ شخص نے ایک تفصیلی خط لکھا تھا، البتہ وہ خود تو ایک پڑھا لکھا شخص ہے لیکن اس کا ادراک اور اس کی عقل قدرے ناقص ہے، اس نے مجھے تحریر کیا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فلاں مقام پر فلاں شخص کو معاف کر دیا تھا۔ فلاں جگہ فلاں کافر کو بخش دیا تھا، فلاں جگہ فلاں شخص کو معاف کر دیا تھا۔ اس نے مجھے تاریخ لکھ بھیجی تھی، جیسے مجھے اس کو معاف کرنے کا حق حاصل ہو۔ مجھ سے کیا تعلق؟ [شاہ نے] اس بوڑھی عورت کے بچوں کو قتل کیا ہے تو کیا میں اس کو معاف کروں؟ کس طرح میں معاف کر سکتا ہوں، اس ملت کے ان مقتولین اور اس ملت کے جوانوں کا خون؟[1]

شاہ نے مجھے پیغام بھیجا

ہم پیرس میں تھے، وہاں بعض اوقات بھیس بدل کر افراد آئے اور بعض اصل حالت میں اور یہ سب اس لیے تھا تاکہ ہمیں [تحریک سے] دستبردار کیا جاسکے۔ وہ کہتے تھے کہ آپ جو چاہتے ہیں، ہم وہ آپ کو دیں گے۔ آپ جو چاہتے ہیں، ہم وہی انجام دیں گے۔ خود شاہ، سابق شاہ نے پیغام بھیجا کہ میں مملکت، آپ کے حوالے کرتا ہوں، میں بظاہر شاہ رہوں گا اور تمام اختیارات آپ کے پاس ہوں گے۔ لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور یہ الٰہی طاقت تھی جو ہماری مدد کر رہی تھی۔[2]

شاہ کو ڈاڑھی سے پکڑ لیا جائے

اس شخص [شاہ] پر مقدمہ چلنا چاہیے۔ اس شخص پر قانون کی رو سے مقدمہ چلنا چاہیے۔ اس وقت شاہ پر مقدمہ نہیں چلایا جاتا تھا اور یہ صرف حکومت کرتا تھا، جوابدہ نہیں ہوتا تھا، لیکن جو تمام کاموں کا ذمہ دار ہے اسے ملت کے سامنے پیش ہونا چاہیے اور اگر وہ فرار ہونا چاہیے تو اس کو ڈاڑھی سے پکڑ لیا جائے۔ البتہ اگر [اس کی ڈاڑھی] ہو تو، اس کو فرار نہ ہونے دیا جائے یہاں تک کہ اس پر مقدمہ چلے۔[3]

---

1. کوثر، ج ۲، ص ۳۷۴۔
2. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۵۷۔
3. صحیفہ امام، ج ۴، ص ۵۷۔

اگر شاہ کو قتل کر دیا جائے

سوال: آپ شاہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیا آپ نے بیرون ملک اس کے قتل کئے جانے کا آرڈر جاری کر دیا ہے اور کیا آپ کے نزدیک ایسا ممکن ہے؟

امام خمینی: نہیں! میں نے ایسا حکم نہیں دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ایران آئے اور اس کے خلاف مقدمہ کیا جائے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس کی حفاظت کرتا اور اس کو ایران لاتا اور کھلی عدالت میں اس پر ہم مقدمہ چلاتے۔ ان مظالم اور خیانتوں کے سلسلے میں جو اس نے ان پچاس سے اوپر سالوں میں کی ہیں، ان کا ازالہ کیا جاتا اور یہ ہمارا مال و دولت جو بیرون ملک لے گیا ہے، اس کے قتل ہونے کی صورت میں وہ سب ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لیکن اگر ہم اس کا تحفظ کریں اور اس کو یہاں لے آئیں تو اس صورت میں اس ثروت کا ایران واپس لوٹایا جانا ممکن ہے۔

سوال: کیا آپ چاہتے ہیں کہ جس طرح آیشمن کو پکڑ کر اسرائیل لے جایا گیا اسی طرح اسے بھی پکڑ کر ایران لایا جائے؟

امام خمینی: میں چاہتا ہوں کہ وہ ایران آئے، اسے ایران لایا جائے اور ہم اس کے خلاف مقدمہ چلائیں۔ [مترجم کو مخاطب کر کے] اس سے کہیے کہ مدرس مرحوم سابق شاہ [رضا شاہ] کے سخت مخالف تھے۔ ایک دفعہ جب شاہ دورے سے ایران واپس آیا تو مدرس مرحوم نے اس سے کہا کہ میں نے تیرے لیے دعا کی ہے۔ اسے بہت اچھا لگا کہ ایک دشمن نے کیونکر [اس کی جان کی سلامتی کی] دعا کی! [مدرس نے] کہا: ''اصل بات یہ ہے کہ اگر تو مر جاتا تو جو مال و دولت تو نے غیر ملکیوں کو دیا ہے وہ سب ہمارے ہاتھ سے نکل جاتا اور میں نے دعا کی ہے کہ تو زندہ واپس لوٹ آئے تا کہ ہم اپنی دولت واپس لے سکیں'' اب ہمارا ابھی یہی حال ہے اور یہ بیٹا [شاہ] اس [رضا شاہ] سے زیادہ ہماری دولت بیرون ملک لے گیا ہے۔[1]

میں سمجھوتے کی روش کے خلاف ہوں

سوال: انجینئر بازرگان نے آپ سے ملاقات کی ہے اور ڈاکٹر کریم سنجابی بھی پیرس آ رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ آیت اللہ شیرازی بھی آئیں گے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ تمام افراد صلح پالیسی کے حامی ہیں، کیا آپ اس پالیسی سے اتفاق کریں گے؟

امام خمینی: [شاہ کے ساتھ] میں صلح اور سمجھوتہ کرنے کے خلاف ہوں اور میں شروع سے ہی اس کا مخالف رہا ہوں۔[2]

تمہاری ٹانگوں کو توڑ دیا جائے گا

تحریک کے دوران بعض افراد نے کہا کہ ہمیں قدم بقدم آگے بڑھنا چاہیے۔ وہ صاحب [انجینئر بازرگان] جو پیرس میں آئے تھے، یہ بات انہوں نے کی تھی، میں نے ان سے کہا کہ پہلے قدم پر ہی تم سب کی ٹانگوں کو توڑ دیا جائے گا۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۰۰۔

2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۵۔

شاہ کو حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے

سوال: یہ جان لینا چاہیے کہ مصدق کے تجربے نے سب کیلئے ثابت کر دیا ہے کہ شکست کے اسباب کو سمجھنا چاہیے اور نتیجتاً مختلف سیاسی گروہوں کیلئے واضح ہو گیا ہے کہ جدوجہد کا طریقہ تبدیل کیا جانا چاہیے۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ نے اس تجربے سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ بیان کیجئے۔ وہ تجربات جنہوں نے یقین پیدا کرنے اور ملت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کے سلسلے میں مدد دی ہے۔

امام خمینی: میں نے ہمیشہ پر امن طریقوں کی مخالفت کی ہے۔ شاہ کو کسی صورت میں بھی حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اور نہ ہی اسے حکومت کرنی چاہیے۔[2]

امکان نہیں ہے کہ میں ایک قدم بھی پیچھے ہٹاؤں

میں نے ایسے مسائل اور مطالب کہ جن سے ایک قدم پیچھے ہٹنا ممکن نہیں ہے، ان [سنجابی] سے بیان کئے ہیں اور ہمارا کسی خاص محاذ [قومی محاذ وغیرہ] سے اتحاد نہیں ہے۔[3]

میں ان خیانت کار گروہوں سے نفرت کرتا ہوں

میں واضح طور پر اعلان کرتا ہوں کہ ان خیانت کار گروہوں، چاہے یہ کمیونسٹ ہوں یا مارکسسٹ اور چاہے اہل بیت عصمت علیہم الصلاۃ والسلام کے مقدس مکتب اور مذہب تشیّع کے راستے سے الگ ہو جانے والے گمراہ ہی کیوں نہ ہوں اور چاہے ان کا کوئی سا بھی نام ہو، سے میں نفرت کرتا ہوں اور میں ان کو ملک، اسلام اور مذہب کے ساتھ خیانت کرنے والا جانتا ہوں۔[4]

میں اس بوڑھی عورت کو کیا جواب دوں

میں بعض اوقات ان لوگوں سے جو کہ بھلائی کا اظہار کرتے تھے، کہتا تھا کہ میں اس بوڑھی عورت کو کہ جس کا جوان مارا گیا ہے، کیا جواب دوں؟ ہم محمد رضا کے ساتھ یہ سمجھوتہ کرلیں کہ وہ حکومت نہ کرے لیکن سلطنت کرے [ہم اس پر راضی ہو جائیں]۔ سلطنت کے معنی یہ ہیں کہ وہ

---

1. صحیفہ امام، ج۶، ص۳۳۳۔
2. صحیفہ امام، ج۵، ص۲۳۷۔
3. کوثر، ج۲، ص۳۰۷؛

امام خمینیؒ کا اشارہ، ڈاکٹر سنجابی کے دورۂ پیرس اور آپ سے ملاقات کی طرف ہے۔

4. کوثر، ج۱، ص۲۷۱۔

سب سے بلند مقام پر بیٹھے اور ہم اسے اعلیٰ حضرت آریامہر کے نام سے پکاریں اور اس کی خدمت میں اپنی درخواستیں پیش کریں اور اس کے سامنے ہر طرح کے آداب بجالائیں، بس وہ ہمارے سر پر نہ مارے۔ میں کہتا تھا کہ میں اس عورت کو جو مجھ سے آکر پوچھتی ہے کہ ''میرا جوان [بیٹا] مجھ سے جدا ہو گیا ہے اس کو اعلیٰ حضرت ہمایونی کے نام سے پکارنے والے تم کون ہوتے ہو'' کیا جواب دوں۔[1]

میں ملاقات نہیں کروں گا

میں پیرس میں تھا، وہاں افراد آتے اور پیغام پہنچاتے، خود آتے کہ ''اس شاہی کونسل کو قائم رہنے دیجئے اور شاہی کونسل کے ذریعے بعض کام انجام دیجئے، اس کے بعد ہم فلاں کام انجام دیں گے اور پھر۔۔۔'' میں اچھی طرح جانتا تھا کہ یا تو یہ افراد حقیقت کا ادراک نہیں رکھتے ہیں یا ان کا مقصد سابقہ امور کو قائم رکھنا ہے۔ فرض کریں کہ ہم شاہی کونسل کو قبول کر لیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے شہنشاہیت کو تسلیم کر لیا ہے، وگرنہ شاہی کونسل کا سربراہ کون ہے، شاہ ہے، وہ جب بھی چاہے گا اس کو ختم کر دے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم خود شاہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ انہی روشن خیالوں میں سے بعض افراد اور انہی اشخاص میں سے جو اب انقلابی بن گئے ہیں، یہی آتے تھے اور ہمیں ورغلانا چاہتے تھے یا یہ نہیں سمجھتے تھے۔ [اسی لیے کہتے تھے کہ] ''آپ شاہی کونسل کو قائم رکھنے کیلئے اقدام کریں''۔ جبکہ شاہی کونسل کا سربراہ پیرس میں میرے پاس آیا۔ میں نے کہا: ''جب تک استعفیٰ نہیں دو گے، میں تم سے ملاقات نہیں کروں گا'' اس نے استعفیٰ دے بھی دیا۔[2]

میں شاہ اور بختیار کا منتظر ہوں

سوال: بختیار کا کہنا ہے کہ وہ اپنا عہدہ دوبارہ سنبھال لے گا۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے حکومت تشکیل دی ہے جو موجودہ حکومت کی جگہ لے گی۔

امام خمینی: فی الحال میں نہیں جانتا کہ بختیار کو سزائے موت ملنی چاہیے یا نہیں۔ لیکن یہ جانتا ہوں کہ کیس چلنا چاہیے، پھر اگر وہ واپس آتا ہے تو آجائے حتیٰ اگر وہ اپنی نئی حکومت کے ساتھ واپس آنا چاہتا ہے تو آجائے حتیٰ اگر وہ چاہے تو شاہ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر بھی واپس آسکتا ہے۔ اس صورت میں سب کو انقلابی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ ہاں! مجھے کہنا چاہیے کہ اگر میں یہ دیکھوں کہ بختیار اور شاہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے واپس آرہے ہیں تو مجھے خوشی ہو گی۔ میں ان کی آمد کا منتظر ہوں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۹۷۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۴۰۹؛

امام خمینیؒ کا اشارہ، آپ سے ملاقات کیلئے شاہی کونسل کے سربراہ سید جلال کے دورۂ پیرس کی جانب ہے۔ اس دورے میں جیسا کہ امام خمینیؒ نے کہا تھا، اس نے پہلے شاہی کونسل کی سربراہی سے استعفیٰ دیا اور اس کے بعد اسے امام خمینیؒ سے ملاقات کی اجازت ملی۔

3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۶۰۔

ح: "نہ مشرق نہ مغرب"

کی پالیسی پر یقین

یہ ایک واضح جھوٹ ہے

چند دن قبل تبریز میں ایک پمفلٹ شائع کیا گیا جس میں آیا تھا "خمینی نے سوویت یونین سے فوجی امداد کی اپیل کی ہے"! میرا خیال تھا کہ یہ واضح جھوٹ ہے جو کسی خود غرض شخص نے خاص مقصد کے پیش نظر شائع کیا ہے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن آج رات پارس اور فرانس پریس خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے کہا گیا ہے کہ "میکسیکو میں تعینات سوویت یونین کے سفارت کار نے کہا ہے کہ سوویت یونین ایران کی مدد کرنے کیلئے تیار ہے تا کہ وہ اپنے خلاف امریکہ کے دباؤ کا مقابلہ کر سکے۔ اس نے کہا کہ سوویت یونین کی جانب سے ایران کو دی جانے والی امداد میں فوجی مدد بھی شامل ہو گی۔ میکسیکو میں سوویت یونین کے سفارت کار نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ ایرانی حکومت اور خمینی کی جانب سے اپیل کی صورت میں یہ امداد ایران کو دی جائے گی اس کے بعد بعض غلط باتیں اس نے کہیں۔ اسلامی جمہوریہ کی انقلابی کونسل اور وزارت خارجہ کا فرض ہے کہ وہ سوویت یونین کی سفارت سے کہیں کہ وہ میکسیکو میں اپنے سفارت کار کی مذمت کرے اور اس طرح کے توہین آمیز بیانات کے اعادے کی روک تھام کرے۔ میں اور ایرانی حکومت سوویت یونین کی حکومت اور دوسری حکومتوں کو ایران کی شریف ملت اور اپنے مقدسات کی توہین پر مبنی باتیں [نشر اور ان کی اشاعت] کرنے نہیں دیں گے۔ ظالم امریکہ اور سوویت یونین کو جان لینا چاہیے کہ ہم اپنی ساری طاقت کے ساتھ اپنے ملک کے خلاف جارحیت کرنے والی ہر حکومت کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں اور ہم اپنے پیارے وطن اور عظیم اسلام کے دفاع کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ ایسے مطالب کی تکرار اس بات کی موجب ہو گی کہ ہماری غیور ملت ایسا اقدام انجام دے جو افسوس کا سبب ہو اور ممکن ہے کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات پر نظر ثانی کی جائے۔[1]

فرانس اور دوسرے ممالک میں کوئی فرق نہیں

سوال: آپ فرانس کی سرمایہ کاری اور فرانس کے ساتھ کئے جانے والے سمجھوتوں کے سلسلے میں کیا پالیسی اختیار کریں گے؟

امام خمینی: ان امور کا تعلق مستقبل کی حکومت کے ساتھ ہے۔ البتہ جو سمجھوتے ملت کے مفاد میں ہیں وہ قابل احترام اور جو ملت کیلئے نقصان دہ ہیں ان کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ چونکہ میں فرانس میں ہوں اس لیے میں کوئی ایسا قدم اٹھاؤں گا جو فرانس کے فائدے میں اور

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۱۱۳؛

سوویت یونین کو امام خمینیؒ کا شدید انتباہ۔

ہماری اپنی ملت کے نقصان میں ہو۔ فرانس بھی دوسری ممالک کی طرح ہی ہے۔ میں اپنی جدوجہد جہاں بھی ہو سکا جاری رکھوں گا۔ فرانس اور دوسرے ممالک میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ فی الحال میں ذاتی طور پر فرانس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ [1]

مجھ سے کوئی تعلق نہیں

سوال: کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ امریکہ فطری طور پر نئی حکومت کے ساتھ اپنے تعلقات کو معمول پر لانے کی کوشش کرے، دریں اثناء فوج کو فاضل پرزے فروخت کرنے اور تجارتی امور کی گتھیاں سلجھانے کی ایسی کوششیں جو ایران کیلئے قابل قبول ہوں، شروع کرے؟

امام خمینی: یہ بات مسلم ہے کہ ہم ایسے تعلقات کو قبول نہیں کریں گے جو ہماری ملت کیلئے نقصان دہ ہوں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو تجارتی اور دیگر تعلقات جب تک ہماری ملت کے فائدے میں ہوں، تب تک ان کی برقراری میں ہمارے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے اور اس طرح کے سمجھوتے کرنا حکومت کا کام ہے۔ ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ [2]

میں کوئی شرط قبول نہیں کروں گا

سوال: فرانس میں آپ کے قیام کیلئے فرانسیسی حکومت نے کیا شرائط رکھی تھیں؟

امام خمینی: فرانسیسی حکومت نے میرے یہاں قیام کیلئے کوئی شرط پیش نہیں کی اور میں کوئی ایسی شرط قبول نہیں کروں گا جو ملت ایران کے نقصان میں ہو۔ ہاں! شروع میں انہوں نے میرے انٹرویو دینے پر پابندی لگائی تھی جو بعد میں اٹھالی گئی۔ [3]

ان کے ساتھ میرے تعلقات، ہرگز نہیں

سوال: کیا ایران کی تودہ پارٹی اور اس کے نتیجے میں ماسکو کے ساتھ آپ کے تعلقات ہیں؟

امام خمینی: ہرگز نہیں! ان کے ساتھ میرے تعلقات، نہ اس سے پہلے کبھی تھے، نہ اب ہیں اور نہ ہی آئندہ کبھی ہوں گے۔ [4]

---

1. صحیفہ امام، ج۵، ص۵۳۹۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۲۸۰۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص؟؟۔
4. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۲۹۷۔

ہمارے اعتراضات کا تعلق امریکہ سے ہے

ایک مرتبہ ہم تقریر کرنا چاہتے تھے تو ہمارے پاس ایک آدمی کو بھیجا گیا کہ "آپ امریکیوں کا تذکرہ نہ کیجئے۔ شاہ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں" میں نے کہا: "ہمارے تمام اعتراضات کا تعلق امریکہ سے ہے۔ ہمیں جن مشکلات کا سامنا ہے، وہ سب امریکہ کی پیدا کردہ ہیں"۔ [1]

کفر و شرک کے امان نامے پر دستخط نہیں کریں گے

جو چیز حقیقی علماء کی تقدیر میں نہیں ہے، وہ کفر و شرک کے سامنے سر تسلیم خم ہونا ہے۔ اگر ہمیں جکڑ کر ہماری ہڈیوں کو الگ الگ کر دیا جائے، اگر ہمیں سولی پر لٹکا دیا جائے، اگر ہمیں زندہ آگ کے شعلوں میں ڈال دیا جائے، اگر ہمارے بیوی بچوں اور ہمارا سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے قید کر لیا جائے اور لوٹ لیا جائے تب بھی ہم کفر و شرک کے امان نامے پر دستخط نہیں کریں گے۔ [2]

ط: دو ٹوک انداز

ہم نے نئے اصول مقرر کئے ہیں

سوال: آپ نے بہت تنہائی میں زندگی گزاری ہے۔ آپ نے جدید اقتصادیات اور عالمی تعلقات کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ آپ نے صرف دینی علوم کی تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ کا سیاست اور سماجی زندگی میں لین دین سے کوئی واسطہ نہیں رہا ہے۔ کیا اس سے آپ کے ذہن میں یہ شبہ پیدا نہیں ہوتا کہ ممکن ہے کہ اس معاملے میں ایسے اسباب کارفرما ہوں جن کا آپ ادراک نہیں کر سکتے ہیں؟

امام خمینی: اب تک جن سماجی اور سیاسی معیاروں اور عالمی اصولوں کے ذریعے دنیا کے تمام مسائل کو پرکھا جاتا رہا ہے، ان کو توڑ کر ہم نے نئے اصول مقرر کئے ہیں جن میں ہم نے عدل کو دفاع اور ظلم کو حملے کا معیار قرار دیا ہے۔ ہم ہر عادل کا دفاع کریں گے اور ہر ظالم پر حملہ کریں گے۔ اب اس کا نام آپ لوگ چاہے جو بھی رکھیں۔ ہم اس کی بنیاد رکھیں گے اور ہمیں امید ہے کہ ایسے لوگ آئیں گے جو اقوام متحدہ، سلامتی کونسل اور دوسری تنظیموں اور انجمنوں کی عظیم عمارتیں اس پر استوار کریں گے نہ کہ ان سرمایہ داروں اور طاقتوروں کے اثر و رسوخ کی بنیاد پر جو جب چاہتے ہیں جس کی چاہتے ہیں فوراً مذمت کر دیتے ہیں۔ ہاں! تمہارے اصولوں اور معیارات کے مطابق میں کچھ نہیں۔ جانتا اور بہتر ہے کہ نہ جانوں۔ [3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۰۷۔
2. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۹۸۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۱۶۰۔

وہ خود مختار ہیں

سوال: یہ چادر؛ کیا یہ ٹھیک ہے کہ یہ خواتین اپنے آپ کو چادر کے اندر چھپا کر رکھیں ؟ان خواتین نے انقلاب میں حصہ لیا، مقتول پیش کئے، جیل گئیں، جدوجہد کی، یہ چادر ایک پرانی رسم ہے، اب دنیا بدل چکی ہے، اب کیا یہ ٹھیک ہے کہ یہ پردے کے اندر رہیں ؟

امام خمینی: پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں خود مختار ہیں، انہوں نے خود ہی اس کا انتخاب کیا ہے۔ آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ لوگ ان سے یہ اختیار چھین لیں ؟ہم عورتوں سے کہتے ہیں کہ وہ چادر کے ساتھ یا اسلامی پردے کے ساتھ باہر آئیں تو ۳۵ ملین میں سے ۳۳ ملین آجاتی ہیں۔ آپ کو انہیں روکنے کا کیا حق حاصل ہے ؟ یہ کیا ڈکٹیٹر شپ ہے جو تم لوگوں نے خواتین کے سلسلے میں اختیار کر رکھی ہے ؟دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے کسی خاص لباس پہننے کو نہیں کہا ہے۔ جو خواتین تمہاری عمر کی ہیں ان کیلئے کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم ان جوان لڑکیوں کو روکنا چاہتے ہیں جو سج دھج کر باہر نکلتی ہیں اور اپنے پیچھے جم غفیر لگا لیتی ہیں۔ تم لوگوں کو بھی ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ [مترجم سے مخاطب ہو کر] آپ ان سے یہ باتیں کہیں۔[1]

انسانی اور نفسانی کمالات کا نام ترقی ہے

سوال: آپ نے ملاقات کی اجازت دی ہے، اس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ہماری تحریک ایک ترقی یافتہ تحریک ہے جبکہ اغیار یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری تحریک دقیانوسی ہے۔۔۔

امام خمینی: جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے تمہیں ملاقات کی اجازت دی ہے تو میں نے تمہیں ملاقات کی اجازت نہیں دی تھی۔ تم یہاں آئی ہو اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہیں یہاں آنا تھا اور یہ اس بات کا ثبوت بھی نہیں ہے کہ اسلام ایک ترقی یافتہ دین ہے۔ تمہارے یہاں آنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اسلام ترقی یافتہ دین ہے اور ترقی یافتہ ہونے کے معنی بھی وہ نہیں ہیں جو بعض عورتیں یا مرد خیال کرتے ہیں (بلکہ) انسانی اور نفسانی کمالات کا نام ترقی ہے۔[2]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۰۴؛

اوریانا فالاچی کا امامؒ کے ساتھ انٹرویو۔ امام خمینیؒ نے مترجم سے فرمایا کہ ان کی باتوں کا ترجمہ کرے اور خود انٹرویو کو ختم کر کے کمرے سے تشریف لے گئے۔

2. صحیفہ امام، ج ۵، ص ۵۲؛

اخبار اطلاعات کی خاتون نامہ نگار کا پیرس میں امامؒ کے ساتھ انٹرویو۔

ی: امور کی نگرانی

میری تصویر پہلے صفحے پر ہر گز نہ ہو

خبروں کے بارے میں، اخبارات میں درج خبروں کی تکرار نہیں ہونی چاہیے۔ کس شخص نے کس سے ملاقات کی ہے، یہ کونسی اہم خبر ہے؟ اس کو اہم خبر کہنا تو در کنار، اس کو تو خبر ہی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ یہ کہ میں نے ہر روز کس سے ملاقات کی اور اس سے کیا کہا، یہ تکرار ہے، میں روزانہ کسی مسئلے کا ذکر کرتا ہوں اور اس کو بار بار ذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں نے یہ کہا ہے۔۔۔ اس کا کیا فائدہ ہے؟ میں اپنے بارے میں کہتا ہوں کہ میری تصویر پہلے صفحے پر ہر گز نہ ہو۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے بعض اوقات بیان کیا جانا ضروری ہے۔ مثلاً فرض کریں کہ کسی کے عہدۂ صدارت کی توثیق کا مسئلہ ہو تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے یا مثلاً کابینہ آئی ہو، یہ ایک مسئلہ ہے اور بعض اوقات ایسے مسائل پیش آتے ہیں ۔ لیکن یہ کہ روزانہ کون یہاں آیا اور میں نے کیا کہا اور کیا ہوا یا یہ کہ کس نے کس سے ملاقات کی، اس کا کیا نتیجہ اور فائدہ ہے؟[1]

بار بار دہراتے ہیں کہ فلاں نے کیا کہا ہے

میرا خیال یہ ہے کہ یہ تین اخبارات[2] آپس میں سمجھوتہ کریں اور امور کو مختصر، مفید اور کم تحریر کریں۔ طویل اور تکرار کے ساتھ نہیں۔ لوگ جب مطالعہ کریں تو فائدہ اٹھائیں اور محسوس کریں کہ واقعی مطلب بیان کیا گیا ہے۔ یہ کہ یہ شائع نہ کریں کہ میں نے ہر روز کس سے کیا بات کی ہے، یہ تکرار ہے۔ آخر ہر روز میں کوئی بات کرتا ہوں تو یہ بار بار دہراتے ہیں کہ فلاں نے یہ کہا ہے۔ اس کا کیا فائدہ؟ لیکن اگر ملک کے کسی حصے میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہو تو یہ خبر ہے اور لوگوں کیلئے خبریں بیان کرنا سودمند ہے۔[3]

ک: حکومتی عہدیداروں کی راہنمائی

راہنمائی کا کردار ادا کرنے کا اعلان کرتا ہوں

سوال: مستقبل میں آپ کے کردار کے حوالے سے ابہام پایا جاتا ہے۔ مستقبل میں اپنے کردار پر روشنی ڈالئے۔

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص ۲۶۲۔
2. روزنامہ جمہوری اسلامی، روزنامہ اطلاعات اور روزنامہ کیہان۔
3. صحیفہ امام، ج۱۹، ص ۳۶۲۔

امام خمینی: میں جو کردار اب ادا کر رہا ہوں، یہی کردار مستقبل میں بھی ادا کروں گا۔ بھلائی کی صورت میں [1] راہنمائی کا کردار ادا کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور اگر کوئی خیانت ہوئی تو اس کا مقابلہ کروں گا۔ لیکن حکومت میں میرا کوئی کردار نہیں ہو گا۔ [2]

عوام کے ساتھ صورتحال پر نظر رکھوں گا

سوال: حکومت کے بارے میں میرا سوال یہ ہے کہ آپ جو جمہوریہ قائم کریں گے وہ اسلامی ہو گی۔ بنا بریں، کیا آپ خود اس کی سربراہی قبول کریں گے ؟

امام خمینی: پہلی بات یہ ہے کہ یہ عوام ہوں گے جو ماہر اور قابل اعتماد افراد کو منتخب کریں گے اور امور کی ذمہ داری انہیں سونپیں گے۔ میں ذاتی طور پر کوئی خاص ذمہ داری قبول نہیں کروں گا۔ البتہ عوام کے شانہ بشانہ ہمیشہ صورتحال پر نظر رکھوں گا اور راہنمائی پر مبنی اپنا فرض انجام دوں گا۔ [3]

میں حکومت کی راہنمائی کروں گا

سوال: ملک کے امور میں آپ کا مستقبل کا کردار کیا ہو گا؟

امام خمینی: میں جو پہلے تھا ویسا ہی بعد میں بھی ہوں گا۔ میں عوام اور حکومت کی راہنمائی کروں گا۔ [4]

میں حکومت اپنے ہاتھ میں لینا نہیں چاہتا ہوں

سوال: شاہ کے جانے کے بعد، ایران واپسی کے موقع پر، کیا آپ خود اسلامی جمہوریہ کے قائد نہیں ہوں گے ؟

---

1. اس حصے میں امام خمینیؒ کے جو بیانات درج کئے گئے ہیں، ان پر معمولی غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت امام خمینیؒ انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد اپنے لیے صرف حکومتی عناصر کی راہنمائی اور نگرانی کے کردار کے قائل تھے اور آپ نے اس چیز کو ''بھلائی کی صورت میں'' کی شرط کے ساتھ بیان کیا۔ لہذا اس وقت غیر ملکی ذرائع ابلاغ یہ ظاہر کرتے تھے کہ حضرت امام خمینیؒ مستقبل میں صدارت کا عہدہ خود سنبھالیں گے اور یہ ذرائع ابلاغ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے تھے کہ امام خمینیؒ کی جدوجہد کا مقصد حکومت کا حصول ہے۔ لیکن امام خمینیؒ اپنے ان مواقف اور مستقبل کے حکومتی عہدیداروں اور ماہرین کے انتخاب کے سلسلے میں عوام کے کردار کو اہمیت دینے کے ذریعے غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے ہر طرح کے ناجائز فائدہ اٹھانے کے سدراہ ہوئے اور مستقبل کے نظام کے حکام کی راہنمائی کے کردار کی ذمہ داری قبول کر کے عملی طور پر سب سے بڑے الٰہی فرض اور ذمہ داری کو قبول کیا۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۱۲۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۱۴۵۔
4. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۴۹۔

امام خمینی: میں حکومت اپنے ہاتھ میں لینا نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن حکومت کے انتخاب کے سلسلے میں لوگوں کی راہنمائی کروں گا اور اس کی شرائط سے لوگوں کو آگاہ کروں گا۔[1]

میں حکومتی عہدیدار نہیں ہوں گا

سوال: کیا آپ ملک کی سیاست میں کوئی عہدہ قبول کریں گے؟ جب آپ ایران واپس تشریف لے جائیں گے تو کیا آپ سیاسی مسائل میں براہ راست حصہ لینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

امام خمینی: میں حکومتی عہدیدار نہیں ہوں گا۔ لیکن مجھے مملکت کے امور میں حصہ لینا اور حکومت کی راہنمائی تو کرنا ہی ہوگی۔[2]

میں کوئی ایسا عہدہ قبول نہیں کروں گا

سوال: اگر شاہ استعفیٰ دے دے اور آپ کو اسلامی جمہوریہ ایران کے قائد کے طور پر منتخب کیا جائے تو کیا آپ یہ ذمہ داری قبول کریں گے؟

امام خمینی: میں ذاتی طور پر کوئی ایسا عہدہ قبول نہیں کروں گا۔[3]

میرا مطمح نظر حکومت نہیں ہے

سوال: کیا آپ کے مد نظر حکومت کی سربراہی ہے؟

امام خمینی: ذاتی طور پر نہیں۔ نہ میری عمر، نہ موقع اور نہ ہی میرا منصب اس کا متقاضی ہے اور نہ میرا مطمح نظر حکومت ہے۔[4]

میں کسی عہدے کا مشتاق نہیں ہوں

سوال: کیا آپ مستقبل کی حکومت میں کسی عہدے کے مشتاق ہیں؟

امام خمینی: نہیں! [5]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۴۱۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۹۳۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۱۸۔
4. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۸۔
5. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۲۶۷۔

میری عمراس کی متقاضی نہیں ہے

سوال: کیاآپ کاخیال ہے کہ موجودہ حکومت کے سقوط کے بعد آپ خود نئی حکومت میں کوئی کردارادا کریں گے ؟

امام خمینی: نہیں! نہ تومجھےاس کی کوئی خواہش ہےاور نہ ہی میری عمراور پوزیشن اس کی متقاضی ہے۔[1]

میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے منسوب افراد ان امور کو اپنے ہاتھ میں لیں

وزیراعظم کے انتخاب اوراس کی توثیق کے سلسلے میں حزب اللہ اور بنی صدر کے درمیان شدید اختلاف پایاجاتا تھا۔اس وقت کے صدر ''بنی صدر'' نے امام خمینیؒ کوایک خط لکھ کر تجویز پیش کی کہ حجت الاسلام والمسلمین الحاج سید احمد خمینی کو وزیراعظم بنادیا جائے اوراس سلسلے میں امام خمینیؒ کی رائے جاننا چاہی۔ بنی صدر نے اس تجویز کے پس پردہ سازش تیار کررکھی تھی لیکن امام خمینیؒ نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ یہ سازش ناکام بنادی اور ایک پیغام میں فرمایا:

(ع)

میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے منسوب افرادان امور کواپنے ہاتھ میں لیں۔احمد ملت کا خادم ہےاوراس مرحلے میں آزادی کے ساتھ وہ بہتر طور پر خدمت کرسکتاہے۔[2]

انقلابی کونسل کی تجویز پر بازرگان کی نامزدگی

ہماری انقلابی کونسل کی تجویز یہ ہے کہ وہ [انجینئر بازرگان] حکومت کے سربراہ ہوں۔انقلابی کونسل ان کے وزراء کے سلسلے میں بھی تحقیق کرے۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۶۴۔
2. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۵۶۔
3. صحیفہ نور، ج۳، ص۲۲۷۔

اس کے بند کرنے یانہ کرنے کا تعلق حکومت سے ہے

سوال: اگر آپ امریکی سفارت کی سرگرمیوں کے مخالف ہیں تو آپ نے اس کو بند کیوں نہیں کر دیا یا اس کے عملے کے بعض افراد کو ملک سے باہر کیوں نہیں نکالا؟

امام خمینی: اس کے بند کرنے یانہ کرنے کا تعلق حکومت سے ہے اور میں ان امور میں مداخلت نہیں کرتا ہوں۔[1]

میں تمام امور میں تو حصہ نہیں لے سکتا ہوں

یہ بات جو آپ نے کہی ہے کہ چاہتے ہیں کہ میں حصہ لوں، میں تمام امور میں تو حصہ نہیں لے سکتا ہوں۔ میرے افراد ہیں ان کو حصہ لینا چاہیے۔ میں مثلاً، اب آپ کی توثیق کرتا ہوں کہ آپ سپاہ پاسداران کے سربراہ ہوں۔ میرے حصہ لینے کے یہ معنی ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر تم نے وہاں کوئی کام انجام دیا تو وہ میں نے انجام دیا۔ اگر وہ مجھ سے کوئی مسئلہ حل کرانا چاہتے ہیں تو وہ مسئلہ انہیں تم سے حل کروانا چاہیے اور یہی صورتحال دوسروں کی بھی ہے۔ جن کو میں نے کسی عہدے کیلئے مقرر کیا ہے تو اس کی پیروی میری پیروی ہے اور میرے حصہ لینے کے یہی معنی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر کوئی جداگانہ طور پر عمل انجام دیتا ہو۔ فرض کریں کہ صدر کو میں نے چیف آف آرمی سٹاف مقرر کیا ہے، اب جو چیز میں نے قرار دی ہے اس سے اتفاق کرنا میرے ساتھ اتفاق کرنے کے مترادف ہے۔ میں براہ راست تمام امور میں حصہ نہیں لے سکتا ہوں۔ مجھے افراد ہی مقرر کرنا ہوں گے تاکہ نظم وضبط برقرار ہو۔[2]

ل: عفوودرگزر

اس نے میری بات نہ سنی

رضا خان نے وہ کام کیا جس کی وجہ سے ملت کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ اتحادیوں نے جب ایران کا رخ کیا اور ایران پر قبضہ کر لیا اور ایرانیوں کا سب کچھ خطرے میں تھا، جب نتیجہ یہ نکلا کہ رضا خان چلا گیا تو لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ میں نے اس کے اس احمق بیٹے سے کہا کہ "تو ایسا کام انجام نہ دے کہ جس طرح تیرے باپ کے جانے پر لوگوں نے خوشی منائی تھی، تیرے جانے پر بھی خوشی منائیں"۔ لیکن اس نے میری بات نہ سنی اور لوگوں نے اس [شاہ] کے جانے پر مسرت کا زیادہ اظہار کیا اور کرنا بھی چاہیے تھا۔[3]

---

1. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص ۳۷۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۴۴۔
3. صحیفہ امام، ج ۸، ص ۳۴۹۔

تم ہمیں دھوکہ دیناچاہتے ہو

پیغمبر اکرم ﷺ کو ان مشرکین کے بارے میں افسوس ہوتا جو دوزخ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آپؐ کو ان کا دکھ ہوتا۔ اسلام رحمت کا دین ہے، عدل کا دین ہے، قانون کا دین ہے۔ تم اسلام کے قوانین کے سامنے سر تسلیم خم ہو جاؤ، ان کو قبول کرو۔ ہمارا اسلامی ملک تم سب کو قبول کرلے گا اور میں جو کہ ایک طالب علم ہوں، تم سے ایک ملاقات نہیں، بلکہ دسیوں ملاقاتیں اور گفتگو کرنے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن میں اس کا کیا کروں کہ تم نے ہتھیار اٹھا رکھے ہیں اور ہمیں دھوکہ دیناچاہتے ہو۔ لوٹ آؤ۔ ملت سے آملو۔ ہتھیار ہماری تحویل میں دے دو اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلو۔[1]

منافقین سے نفرت کا اظہار کر

ان لوگوں کا خیال تھا کہ ہماری ملت ایک ایسی ملت ہے جسے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ہماری ملت کو دھوکہ دینے کیلئے اپنی ساری قوتیں صرف کردیں۔ افسوس کہ مختلف گروہ جن میں سے بعض دیندار ہیں اور نمازی بھی ہیں، وہ بھی اس میدان میں تھے اور اب بھی ہیں۔ بارہا میں نے کہا کہ "تو[2] ان باطل گروہوں سے اور ان منافقین سے نفرت کا اظہار کر اور اپنی ساکھ خراب نہ کر۔ سب کے سامنے ان کو اپنے آپ سے دور کردے۔ یہ تجھے تباہ کردیں گے۔ یہ بھیڑیئے ہیں جو تیرے ارد گرد اکٹھے ہوگئے ہیں، سوائے ان میں سے چند ایک کے۔ یہ سب بھیڑیئے ہیں اور تجھے تباہ کرناچاہتے ہیں، ان کو اپنے آپ سے دور کردے" اور وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ اسلام کیا ہے، اسلامی ملک کیا ہے، ملت اسلام کیا ہے، اسلامی لشکر کیا ہے اور اسلام کی دیگر مسلح افواج کیا ہیں؟ اس نے خود کو تباہ کرلیا۔[3]

میں سب کی بھلائی چاہتاہوں

اگر یہ مصلحت کہ ہمارے فریب خوردہ جوان اسلام اور ملت کی آغوش میں واپس پلٹ آئیں۔ اگر یہ بھلائی نہ ہوتی تو ان کا انجام جلد ہی معلوم ہو جاتا اور ملت بھی مجھ سے مطالبہ کررہی ہے اور چاہتی ہے کہ میں ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کروں۔ لیکن میں تمام مسلموں اور غیر مسلموں کی بھلائی چاہتاہوں۔ میں چاہتاہوں کہ یہ سب ان تمام شر انگیزیوں کو ترک کردیں اور ہمارے عزیز جوان لڑکے، لڑکیاں اور بیٹے ان کے دھوکے میں نہ آئیں۔ ان کے جال سے نجات حاصل کریں اور اسلام کی آغوش میں لوٹ آئیں، کیونکہ یہ ملت کیلئے کچھ نہیں کرناچاہتے ہیں۔[4]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۴، ص ۳۴۲؛

۳۰ خرداد ۱۳۶۰ھ ش (۲۰ جون ۱۹۸۱ء) میں منافقین کے فوجی اقدام سے قبل امام خمینیؒ کا ان کو خطاب ہے۔ امام خمینیؒ نے انتہائی رحمت اور مہربانی کے ساتھ ان کو اسلام کے محبت آمیز دامن میں واپس لانے کی کوشش کی۔

2. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴88۔

3. سابق صدر "بنی صدر" مراد ہے۔

4. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴89۔

تمہیں سیاسی سوجھ بوجھ نہیں ہے

تم ان لوگوں سے جنہوں نے کل پرسوں سڑکوں پر آکر یہ سب مظالم کئے اور اعلان کیا کہ ہم اسلامی جمہوریہ کے خلاف مسلح جنگ کریں گے، تم ان سے نفرت و برائت کا اعلان کرو۔ میں تمہاری بھلائی کا خواہاں ہوں۔ مجھے تم میں سے بہت سے افراد سے محبت ہے لیکن تم متوجہ نہیں ہو۔ مجھے کہنا چاہیے کہ اگرچہ تم سیاست میں پلے بڑھے ہو لیکن اس کے باوجود تمہیں سیاسی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ جیسا کہ بنی صدر بھی سیاسی سوجھ بوجھ نہیں رکھتا تھا۔ میں اب بھی بنی صدر کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مبادا تم بیرون ملک گھات میں بیٹھے ہوئے ان بھیڑیوں کے جال میں پھنس جاؤ، اس طرح تمہاری رہی سہی ساکھ بھی تباہ ہو جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تو اس سے زیادہ خود کو تباہ نہ کر۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام اشخاص جو اس ملک میں زندگی گزار رہے ہیں، ایک انسانی الٰہی زندگی کے حامل ہوں۔ مبادا تم ان افراد کے جال میں پھنس جاؤ جن کو اس ملت نے مکمل طور پر پہچان لیا ہے اور وہ تمہاری پشت پناہی کریں، تو ان کے جال میں پھنس جائے جس کے باعث تیری دنیا بھی ہمیشہ کیلئے تباہ ہو جائے اور آخرت سے بھی [محروم ہو جائے]۔ اگر تو نے میری نصیحتوں پر توجہ دی ہوتی تو یہ مسائل پیش نہ آتے۔ لیکن انہوں نے تجھے ایسا کرنے نہیں دیا۔ جو افراد تجھ سے عقیدت کا اظہار کرتے تھے، ان کو اسلام میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اور وہ تجھے تباہی کے دہانے تک لے گئے اور تباہ کر دیا۔ تو اس سے زیادہ اپنے آپ کو تباہ نہ کر۔ تو ان افراد کے جال میں نہ پھنس جو تیری ساری ہستی کو تباہ کرنے کیلئے اژدہا کی طرح منہ کھولے ہوئے ہیں اور تجھے نگل جانا چاہتے ہیں۔ اگر تو توبہ کر لے اور پلٹ آئے اور ان مفسد، باطل اور ظالم گروہوں سے اپنا تعلق توڑ لے اور ایک کونے میں بیٹھ کر تصنیف و تالیف میں مصروف ہو جائے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اگر تم نے میری اس نصیحت کے مطابق عمل کیا ہوتا جو میں نے ہسپتال میں بیماری کی حالت میں تمہیں کی تھی تو آج نوبت یہاں تک نہ پہنچتی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ نوبت یہاں تک پہنچ جائے۔ اس دن میں نے انسان کی تمام مشکلات کی جڑ کا ذکر کرتے ہوئے یاد دہانی کرائی تھی کہ (حُبُّ الدُّنیا رَأسُ کلِّ خَطِیئۃٍ)۔[1]

تم منافقین سے الگ ہو جاؤ

کیوں میں نے تم سے بیان کی وہ بات کہ اسلام کی ضروریات کے منافی ہے اور نص قرآن کے خلاف ہے اور جسے ایک گروہ نے اپنے نام کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیوں میں نے تمہیں دعوت دی کہ تم ان سے الگ ہو جاؤ، لیکن تم ان سے الگ نہیں ہوئے! ان صاحب[2] سے میں نے بارہا کہا کہ تم منافقین سے الگ ہو جاؤ، اعلان کرو اور اعلان کر دو کہ تم [منافقین] اسلام سے نہیں ہو اور تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن اس نے قبول نہ کیا اور اس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑا۔ مجھے امید ہے کہ وہ توبہ کرے گا تاکہ خدا تعالیٰ اس کو معاف کر دے اور آخرت میں رسوا نہ ہو۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۹۲۔
2. مراد سابق صدر ''بنی صدر'' ہے۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۹۱۔

میں نے سب کو معاف کر دیا

حاضرین میں سے ایک: صرف ایک بات یہ تھی کہ ان چند دنوں میں کہ جن کے دوران میں اور یہ افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنا چاہتے تھے، ان ایام میں چند ایک حضرات ایک نیک کام کے سلسلے میں میرے پاس آئے، وہ یہ کہ اگر کسی وقت آپ کی کوئی غیبت کی گئی ہو تو آپ معاف کر دیں۔

امام خمینی: میں نے سب کو معاف کر دیا ہے۔[1]

تمہیں اپنا حق معاف کر دیا

سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان ان لوگوں کی حمایت کرے جنہوں نے اسلام کے خلاف آواز بلند کی ہو یا اسلام کے خلاف بیان جاری کیا ہو۔ میں تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ میں نے تمہیں اپنا حق معاف کر دیا ہے۔ جو کچھ تم نے برا بھلا کہا ہے، وہ سب میں نے معاف کر دیا ہے۔ لیکن میں تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ اب تک تم نے جس قدر بھی غلطیاں کی ہیں ان کو ترک کر دو اور ملت کے ساتھ آ کر مل جاؤ۔[2]

اسلام توبہ قبول کرتا ہے

میرے بس میں نہیں تھا اور میں چاہتا تھا، میں واقعی چاہتا تھا اور مجھے دکھ ہے اس بات کا کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھود لی ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ایسا ہو۔ میں اب بھی توبہ قبول کرتا ہوں، اسلام قبول کرتا ہے۔ اب بھی یہ افراد ریڈیو سے، ٹیلی ویژن سے توبہ کریں اور کہیں: ''ہم اب تک غلطی پر تھے۔ ہم نے لوگوں کو شورش کی دعوت دے کر خطا کی ہے، یہ غلط تھا، یہ اسلام کے خلاف تھا، یہ ملکی قوانین کے خلاف تھا اور ہم نے اس کی حمایت کی۔ ہم نے منافقین کے گروہ کے ساتھ اتحاد کیا'' میں نے متعدد مرتبہ ان صاحب [بنی صدر] سے کہا: ''یہ افراد تجھے تباہ کر دیں گے، یہ افراد جو تیرے گرد جمع ہیں ان میں سے بعض ایسی بھیڑیئے ہیں جو تجھے تباہ کر کے رکھ دیں گے'' لیکن اس نے سنی ان سنی کر دی۔[3]

میں تمہارا دل توڑنا نہیں چاہتا

مجھے امید ہے کہ تم پھر مسائل پر توجہ دو گے، دنیا پر توجہ دو گے، اپنے اوپر توجہ دو گے، اپنی طاقت پر توجہ دو گے، اس طاقت کو ختم نہ کرو، اگرچہ تم ایسا نہیں کر سکتے ہو۔ لیکن ایران میں ایسا کام نہیں ہونا چاہیے۔ میں تمہارا دل توڑنا نہیں چاہتا، لیکن تم بھی ہماری ملت کا دل نہ توڑو، تم ہمارے حکام کا دل

---

1. صحیفہ امام، ج۶، ص۸۰۔
2. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴۹۳۔
3. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴۶۱۔

نہ توڑو، تمام انتہا پسند اور سست رفتار کے الفاظ استعمال نہ کرو، تفرقہ نہ ڈالو۔ یہ اسلام کے منافی ہے، دین کے خلاف ہے، انصاف کے خلاف ہے۔ یہ کام نہ کرو۔[1]

تم یہ کاغذ میری موت سے پہلے نہیں پڑھو گے

اس مقام پر میں ان اشخاص کو جو مختلف محرکات کی وجہ سے اسلامی جمہوریہ کی مخالفت کر رہے ہیں اور ان جوان لڑکیوں اور لڑکوں کو جن سے موقع پرست اور منافع خور گمراہ اور منافقین غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں، ایک وصیت کرتا ہوں کہ ۔۔۔

بھائیو! تم یہ کاغذ [وصیت] میری موت سے پہلے نہیں پڑھو گے۔ ممکن ہے کہ میرے بعد پڑھو۔ اس وقت میں تمہارے یہاں نہیں ہوں گا کہ میں اپنے مفاد کی خاطر اور منصب وطاقت کے حصول کے مقصد کے پیش نظر تمہاری حمایت پانے کیلئے تمہارے جوان دلوں کو بازیچہ قرار دوں۔ تم چونکہ شائستہ جوان ہو اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی جوانی خداوند، پیارے اسلام اور اسلامی جمہوریہ کی راہ میں صرف کرو تا کہ دونوں جہانوں کی سعادت سے ہمکنار ہو سکو۔

میں خداوند غفور سے دعا گو ہوں کہ وہ انسانیت کے صراط مستقیم کی جانب تمہاری راہنمائی کرے اور اپنی رحمت واسعہ کی بدولت ہمارے اور تمہارے ماضی سے در گزر کرے۔[2]

م: مستقبل کی امید

امید رکھتا ہوں کہ یہ نور نہیں بجھے گا

میں اگرچہ سن رسیدہ ہوں اور ضعیفی کا زمانہ گزار رہا ہوں اور اپنی کسی ایک آرزو کو بھی نہیں پا سکا ہوں لیکن حالیہ سالوں میں خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ جو انقلاب آیا ہے اور تعلیم یافتہ طبقات کے علمائے دین سے نزدیک ہونے کا سبب بنا ہے۔ میں پکی امید رکھتا ہوں کہ یہ نور نہیں بجھے گا۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۴۔
2. وصیت نامہ سیاسی الٰہی امامؒ۔
3. صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۴۵۔

میں شاہ کو نکال باہر کروں گا

سوال: آپ اور آپ کے پیروکار کیا چاہتے ہیں؟ کیا ایران میں فوجی بغاوت کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ کرنل خسرو داد جیسے افراد فوجی بغاوت کر سکتے ہیں؟ جیسا کہ افواہ پھیلی ہوئی ہے۔

امام خمینی: دنیا کے تمام لوگوں حتی کہ ایرانی سیاستدانوں کیلئے یہ باور کرنا بہت مشکل ہے کہ مشرق و مغرب کا سہارا لیے بغیر بھی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے اور سب کو حتی ایران کے سیاستدانوں کو کہ جنہوں نے کہا ہے اور کہتے ہیں کہ "اگر ہم شاہ کو نکال باہر کریں تب بھی حکومت کی مخالفت تو نہیں کی جاسکتی" اور بلا استثناء سب کے سب کہتے ہیں کہ "آپ شاہی حکومت کی مخالفت چھوڑ دیجئے، حکومت کی مخالفت ناممکن ہے" جو بات میں نے ان سے کہی ہے وہی تم سے بھی دوٹوک انداز میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ، کامیابی قریب ہے۔ میں شاہ کو نکال باہر کروں گا۔ شاہی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا اور اس کی بجائے اسلامی جمہوریہ تشکیل دوں گا۔[1]

ہمارا مقصد اسلامی جمہوریہ کا قیام ہے

سوال: اگر بختیار کی سربراہی میں حکومت قائم ہو جائے تو کیا آپ اس حکومت کی حمایت کریں گے؟ اگر شاہ قبول کرے کہ عارضی طور پر سہی وہ ایران سے باہر چلا جائے گا۔

امام خمینی: میں شاہی نظام کے ہوتے ہوئے کسی بھی حکومت کو تسلیم نہیں کروں گا۔ ہمارا مقصد اسلامی جمہوریہ کا قیام ہے اور میرے نزدیک دن سے بھی زیادہ روشن ہے کہ موجودہ صورتحال کی وجہ سے ہم مستقبل قریب میں یہ مقصد حاصل کریں گے۔[2]

میں کبھی مایوس نہیں ہوا

سوال: کیا آپ کا خیال ہے کہ شاہ چیف آف آرمی سٹاف کی حیثیت سے اپنی حکومت کے خلاف جاری تحریک سے اپنی جان بچا پائے گا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

امام خمینی: شاہ کی اور پہلوی خاندان کی حکومت ہماری ملت پر مسلط کی گئی ہے۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ شاہ اپنے اور اپنے خاندان کی حکومت کے خلاف جاری تحریک سے اپنی جان نہیں بچا پائے گا۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۵، ص۴۷۵۔
2. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۲۵۵۔
3. طلیعہ انقلاب اسلامی، ص۳۷۔

خداوند، اسلام پسند ملتوں کا محافظ ہے

ابلیس کا ایک لشکر، مایوسی ہے۔ان امور میں کہ انسان کو جو امید، سکون اور چین کے ساتھ انجام دینا چاہئیں اور شیاطین مایوسی پھیلاتے ہیں اور اس مایوسی کے ذریعے ہمارے جوانوں کو ان مسائل کے حوالے سے ڈھیلے پن کا شکار بنا دیتے ہیں جن کے بارے میں پکے ارادے کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے جہاں تک مجھے یاد ہے، میں انقلابی تحریک کے آغاز سے اب تک نہ تو اس وقت جب میں جیل میں تھا، نہ اس وقت جب میں ترکی میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہا تھا، نہ اس وقت جب عراق میں تھا، نہ اس وقت جب پیرس آیا، نہ اس وقت کہ جب شاہ کی وہ شان و شوکت اور طاقت تھی اور نہ اس وقت جب وہ چلا گیا اور بختیار نے عہدہ سنبھالا، میں کبھی بھی مسائل کی وجہ سے مایوس نہیں ہوا اور مجھے یقین رہا ہے کہ یہ ملت جب کسی کام کو انجام دینا چاہتی ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔خداوند، بڑی طاقتوں کے ظلم کے مقابلے میں اسلام پسند ملتوں کا محافظ ہے۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص۱۸۱۔

چوتھی فصل

پریشانیاں اور تشویشیں

شاید میں بھی غافل تھا

میں شروع سے ہی جانتا تھا کہ ہمیں مشکل درپیش ہے، یعنی حال میں زیادہ کھل کر سامنے آئی ہے، البتہ بالکل ابتدا میں شاید میں بھی غافل تھا۔ ہمیں مشکلات کا سامنا ہے اور اب کے بعد بھی ہوگا۔[1]

اب تک عجز محسوس نہیں کیا

میں نے اب تک کبھی بھی تقریر کرنے کے سلسلے میں عجز محسوس نہیں کیا ہے اور آج میں خود کو قاصر پا رہا ہوں۔ اسلام کے حالات، خصوصاً ایران کے حالات کے بارے میں اپنے روحانی دکھ کے اظہار کے سلسلے میں، میں خود کو قاصر پاتا ہوں۔

میں ۱۵ خرداد کے واقعے سے مطلع نہیں تھا، یہاں تک کہ میری قید کو نظر بندی میں تبدیل کر دیا گیا اور باہر کی خبریں مجھ تک پہنچنے لگیں۔ خدا جانتا ہے کہ پندرہ خرداد کے واقعے نے مجھے کچل کر رکھ دیا ہے۔[2]

تعلقات قائم ہی نہیں کرنے دیئے گئے

میں ماضی میں، قم میں تعلقات کی جو ایک قسم قائم کرنا چاہتا تھا جو انہوں نے قائم نہیں کرنے دی، خداوند، ان کی اصلاح کرے، انشاءاللہ، [یہ تھی کہ] میں چاہتا تھا کہ ایران بھر میں ایک چھٹی کا دن، ایک اجتماع کا دن ہو، علما کے مل بیٹھنے کا دن، یعنی فرض کریں کہ ہفتے کے دن یا جمعہ کی رات علماء کا

---

1. صحیفہ امام، ج۱۵، ص۱۴۔

2. صحیفہ امام، ج۱، ص۲۸۵؛

۲ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ق کو جیل سے آزاد ہونے کے بعد، قم کی مسجد اعظم میں امام خمینیؒ کی پہلی تقریر۔

ایک اجتماع تہران میں ہو، خراسان میں اہل علم کا اجتماع ہو، فلاں دیہات میں علماء اکٹھے ہوں، فلاں جگہ بھی ہوں، یہ ایک منصوبہ تھا۔ لیکن اس پر عملدر آمد نہ کرنے دیا، انہوں نے سمجھا ہی نہیں۔[1]

پیالے کو پانی سے پاک کیا

مدرسہ فیضیہ میں میرے ننھے بیٹے مصطفی مرحوم نے ایک پیالے سے پانی پیا، انہوں نے اس کو پانی سے پاک کیا! اس کی وجہ یہ تھی کہ میں فلسفہ پڑھاتا تھا۔ مجھے اس میں شک نہیں کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہتا تو علماء اور دینی تعلیمی مراکز کی حالت بھی ویسی ہی ہو جاتی جیسی قرون وسطیٰ میں کلیساؤں کی تھی۔ خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں اور علماء پر کرم کیا اور حوزہ ہائے علمیہ کی حقیقی عظمت کا تحفظ فرمایا۔[2]

نجف کے اس ماحول کا کیا کروں

نجانے میں نے کیا گناہ کیا ہے کہ عمر کے ان آخری ایام میں نجف کا شکار ہو گیا ہوں؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ نجف کے اس ماحول کا کیا کروں۔ میں جو بھی قدم اٹھاتا ہوں، مجھے نجف کے مولویوں کی جانب سے مخالفت اور روڑے اٹکائے جانے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حوزہ علمیہ قم میں میرے دوستوں سے کہیے کہ نجف میں ہمیں ایسے افراد کا سامنا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ آج برطانیہ اور امریکہ اسلام کی پناہ گاہ ہیں اور اگر یہ دو بڑی طاقتیں نہ ہوں تو اسلام نابود ہو جائے گا![3]

ہم دو طبقوں کو سوار نہیں کرتے ہیں

میرے دوست، خدا ان پر رحمت نازل کرے، مرحوم الحاج شیخ عباس تہرانی نے بیان کیا ہے کہ میں اراک میں تھا اور وہاں سے قم آنا چاہتا تھا۔ گاڑی پر سوار ہونا چاہتا تھا، ڈرائیور نے کہا کہ ہم نے دو طبقوں کو گاڑی پر سوار نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک بدکار عورتوں کو اور دوسرے علماء کو۔ یہ اس پہلے خبیث[4] کے زمانے کی بات ہے۔ اس کے زمانے میں علماء کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا تھا۔ پروپیگنڈہ ایسا تھا اور اس کے کارندوں نے ایسا کیا تھا۔ ایک مرتبہ میں خود بس میں سوار تھا کہ جس میں دوسرے افراد بھی تھے، راستے میں اس کا پٹرول ختم ہو گیا۔ میں سید تھا اور ایک غیر سید عالم دین بھی میرے

---

1. کوثر، ج۱، ص۳۸۵۔
2. صحیفہ امام، ج۲۱، ص۲۷۹۔
3. بررسی و تحلیل نہضت امام خمینی، ج۲، ص۴۹۲۔
4. رضا شاہ۔

ہمراہ تھا۔ ڈرائیور نے پلٹ کر کہا کہ چونکہ ہم نے اس غیر سید عالم دین کو سوار کیا ہے اس لیے گاڑی کا پٹرول ختم ہو گیا ہے! وہ لوگ پٹرول ختم ہونے کو ایک مولوی کی نحوست کا نتیجہ سمجھتے تھے۔[1]

مجھے اندرونی اعتبار سے تشویش ہے

مجھے اس تمام مدت میں جابر حکومت اور کفر وغیرہ کے ساتھ مقابلے کے سلسلے میں کبھی تشویش لاحق نہیں ہوئی، لیکن اب مجھے تشویش ہے۔ جب ہم نے طے کیا کہ اسلامی جمہوریہ قائم کی جائے بحمد اللہ، اس کے بہت سے عناصر وجود میں آچکے ہیں۔ لیکن مجھے اندرونی اعتبار سے تشویش ہے۔ دو طرح کی تشویش ہے، ایک معمولی تشویش اور ایک گہری تشویش۔ معمولی تشویش کی وجہ وہ کام ہیں جو مخالفین انجام دیتے ہیں، وہ سازشیں اور صف آرائیاں جو دشمن کر رہے ہیں۔ یہ چیز میرے نزدیک اہم نہیں ہے۔ اصل مسئلہ وہ بے ضابطگیاں ہیں جو اسلامی تنظیموں اور اسلامی مملکت میں پائی جاتی ہیں جب تک تمام علاقوں میں تمام طبقات میں باہمی تعاون اور اتفاق رائے نہیں ہوگا۔ یہ سب اتفاق رائے کی دعوت تو دیتے ہیں لیکن خود ان کے اپنے اندر اتفاق رائے نہیں پایا جاتا ہے اور یہ بات تشویش کا موجب ہے۔[2]

مجھے اس کا بہت زیادہ افسوس ہونا چاہیے

مجھے اس کا افسوس ہونا چاہیے۔ مجھے اس کا بہت زیادہ افسوس ہونا چاہیے کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں، میں نہیں جانتا تھا کہ ان کے ذہن میں کیا ہے۔ میں ان میں سے بعض کو ملاقات کیلئے وقت دے دیتا تھا، ان سے عقیدت رکھتا تھا، لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ قرآن کے خلاف بھی آواز بلند کریں گے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اتحاد کرلیں گے اور ان کے اتحاد کا مرکز ایک ہی جگہ ہے اور یہ ان منافقین کے ساتھ اتحاد کرلیں گے جن کو وہ لوگ پہچانتے ہیں جنہوں نے ان کے بارے میں مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے ان اتحادیوں کے ساتھ اپنے چہرے کو بے نقاب کر دیا ہے۔ یہ واضح الفاظ میں لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ "اے مسلمانو! قرآن کے حکم کو، قرآن کے غیر انسانی حکم کو!!۔۔۔" (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) ایک اسلامی ملک میں اس طرح قرآن کو، اسلام کو مسلمانوں کے سامنے گالیاں دی جائیں اور فلاں عہدیدار اس کی حمایت بھی کرے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۷، ص ۵۷۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۴۱۲۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۵۱؛

امام خمینیؒ کا اشارہ عدالتوں میں قصاص سے متعلق احکامات پر علمدر آمد کی مخالفت پر مبنی قومی محاذ، منافقین اور لبرل ازم کے حامیوں کے موقف کی جانب ہے جس کی اس وقت کے صدر "بنی صدر" نے بھی حمایت کی تھی !

ماضی کی طرح اعتراف کرتا ہوں

میں انقلاب اسلامی کی کامیابی کے دس سال کے بعد آج ماضی کی طرح اعتراف کرتا ہوں کہ عہدوں اور ملک کے اہم امور کو ایک ایسے گروہ کہ جو خالص محمدیؐ اسلام پر خلوص دل سے اور حقیقی ایمان نہیں رکھتا ہے، کے سپرد کرنے پر مبنی اوائل انقلاب کے ہمارے فیصلے غلط تھے اور ان کے تلخ اثرات آسانی سے زائل نہیں ہوں گے، اگرچہ میں اس وقت بھی ذاتی طور پر ان کو عہدے سونپنے پر مائل نہیں تھا، لیکن میں نے دوستوں کی رائے اور تصدیق کی وجہ سے اس سے اتفاق کر لیا اور اب بھی مجھے پورا یقین ہے کہ یہ افراد انقلاب کو اس کے تمام اصولوں سے روگردان کرنے اور عالمی لٹیرے امریکہ کا رخ کرنے سے کم کسی چیز پر قناعت نہیں کریں گے۔ حالانکہ دوسرے کاموں کے سلسلے میں بھی ان کو باتوں اور دعوؤں کے علاوہ کچھ نہیں آتا ہے۔ آج مجھے بالکل افسوس نہیں ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں، کیونکہ یہ شروع سے ہی ہمارے ساتھ نہیں تھے۔ انقلاب کسی گروہ کا مرہون منت نہیں ہے اور ہم ابھی تک گروہوں اور لبرل ازم کے حامیوں پر اپنے بہت زیادہ اعتماد کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ انقلاب ہمیشہ ان افراد کا خیر مقدم کرتا ہے جو خدمت اور واپسی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ البتہ تمام اصولوں کو بھینٹ چڑھانے کی شرط پر نہیں۔[1]

ہم ان دوست نما افراد کا کیا کریں؟

ہم ان کا کیا کریں؟ ان بظاہر مقدس افراد کا کہ جو ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور انہوں نے آپس میں اتحاد کر لیا ہے اور ان کا شروع سے ہی منافقین کے ساتھ بھی اتحاد تھا، ان نمازی مسلمانوں کا ہم کیا کریں؟ یہ جو میں نے کہا ہے کہ ہمیں اپنے مسائل آپس میں بیان کرنے چاہئیں تو یہ اس لیے ہے کہ "سعدی از دست دوستان فریاد" ہم ان دوست نما افراد کا کیا کریں؟[2]

میں اس نمازی جماعت کا کیا کروں؟

جب میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم نے ان لوگوں سے اتحاد کر لیا ہے تو اب میں اس نمازی اور دیندار جماعت کا کیا کروں؟ مجھے ان سے محبت تھی، اب بھی ان میں سے بعض کو میں دوست رکھتا ہوں، ان کے بارے میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ تم اپنا راستہ ان سے الگ کیوں نہیں کر لیتے؟[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۲۱، ص۲۸۵۔
2. صحیفہ امام، ج۴، ص۳۵۲۔
3. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴۵۵۔

میں نہیں چاہتا کہ تمہارا انجام بھی دوسروں جیسا ہو

مجھے ان امور کا افسوس ہے جن کا ہم شکار ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارا انجام بھی دوسروں جیسا ہو۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ان کا بھی یہ انجام ہو۔ میں نے تم سب کے حالات کا جائزہ لیا ہے اور لیتا رہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ میرے اس خیال پر منتج ہو کہ خدانخواستہ تم لوگوں کو اب اسلام کا کوئی خیال نہیں ہے۔ تم سب صرف اپنے بارے میں سوچتے ہو۔ میں اور تم لوگ اب اور کتنے سال تک زندہ ہیں؟ تم لوگ اور کتنے سال زندہ رہنا چاہتے ہو؟ تم جو عہدہ بھی حاصل کر لو گے تو کیا وہ رضا خان اور محمد رضا خان کے عہدے سے بڑا ہو گا؟ عبرت حاصل کرو، ان تاریخی واقعات سے عبرت حاصل کرو۔[1]

مجھے شدید دکھ پہنچا، ابھی تک اس سے متاثر ہوں

ایک امریکی صدر جو غالباً نیکسن تھا، سے محمد رضا کی ملاقات سے جو مجھے شدید دکھ پہنچا، ابھی تک اس سے متاثر ہوں۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص [محمد رضا] جب ایران کے اندر ہوتا ہے تو لوگوں سے وہ سلوک کرتا ہے، ان کو اس طرح کچلتا ہے، جبکہ وہاں [امریکی] صدر کی میز کے سامنے کھڑا تھا، اس نے اپنی عینک اٹھا رکھی تھی اور اس [شاہ] کو دیکھ بھی نہیں رہا تھا، بلکہ دوسری طرف دیکھ رہا تھا اور یہ [شاہ] ایک طفل مکتب کی طرح، اس وقت میں نے اس کی مثال ماضی کے مکتب کے بچوں سے دی کہ جو اپنے استاد کے سامنے بہت ڈرتے اور خوفزدہ رہتے تھے، ایک ایسا ہی منظر تھا اور مجھے اس قدر دکھ پہنچا کہ اب بھی جب میں [اس کے بارے میں] سوچتا ہوں تو اسی کی کڑواہٹ محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں کس صورتحال کا سامنا تھا۔[2]

یہ المناک صورتحال تھی

یہ المناک صورتحال تھی اور میں جب بھی اس کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے دکھ ہوتا ہے کہ محمد رضا کے زمانے میں اپنڈکس کے علاج کیلئے بیرون ملک سے ڈاکٹر بلائے جاتے تھے اور یہ امر اپنے قابل احترام ڈاکٹروں کو کچلنے کے مترادف تھا۔[3]

اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں

ہم سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے وہ یہ تھی کہ ہم نے انقلابی عمل نہیں کیا اور ان بدعنوان گروہوں کو موقع فراہم کیا۔ انقلابی حکومت، انقلابی فوج اور پاسداران انقلاب، ان میں سے کسی ایک نے بھی انقلابی عمل انجام نہیں دیا اور یہ انقلابی نہیں تھے۔ اگر ہم نے شروع سے ہی کہ جب بدعنوان

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۹۱؛

امام خمینیؒ کا ارشاد، تحریک آزادی اور بنی صدر کی جانب ہے۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۴۰۱۔

3. صحیفہ امام، ج ۱۸، ص ۲۸۳۔

حکومت کو ختم کیا اور اس بہت ہی بد عنوان پشتے کو مسمار کیا، انقلابی عمل کیا ہوتا اور تمام بد عنوان جرائد اور اخبارات کو بند کر دیا ہوتا اور ان کے چیف ایڈیٹروں پر مقدمہ چلایا ہوتا اور بد عنوان جماعتوں کو کالعدم قرار دیا ہوتا اور ان کے سر براہوں کو کیفر کردار تک پہنچایا ہوتا اور بڑے چوراہوں میں پھانسی کے پھندے لگا کر مفسدوں اور بد عنوانوں کا صفایا کیا ہوتا تو موجودہ مشکلات پیش نہ آتیں۔

میں خدا تعالی کی بارگاہ اور عزیز ملت سے معافی مانگتا ہوں، اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں۔ ہم انقلابی لوگ نہیں تھے، ہماری حکومت انقلابی نہیں ہے، ہماری فوج انقلابی نہیں ہے، ہماری پولیس انقلابی نہیں ہے، ہمارے تھانے انقلابی نہیں ہیں، ہمارے پاسدار بھی انقلابی نہیں ہیں، میں بھی انقلابی نہیں ہوں۔ اگر ہم انقلابی ہوتے تو ان کو اپنی موجودگی کا اعلان ہی نہ کرنے دیتے۔ ہم تمام جماعتوں کو کالعدم قرار دے دیتے۔ تمام اتحادوں پر پابندی لگا دیتے۔ ایک جماعت اور وہ "حزب اللہ" غریبوں کی جماعت، میں اس غلطی سے جو مجھ سے سر زد ہو گئی ہے توبہ کرتا ہوں۔[1]

مبادا ہم اغیار کی باتوں سے خوفزدہ ہوں

آج مجھے کوئی خوف نہیں ہے، لیکن اس کا اندیشہ ہے کہ مبادا ہم امور کو پختہ کئے بغیر اگلی نسل کو دے دیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ مبادا ہم اغیار کی باتوں سے خوفزدہ ہوں اور خدا کے احکامات پر عملدر آمد میں کوتاہی کرنے لگیں۔ ہم پر لازم ہے کہ تمام چیزیں، جس قوت میں اب ہیں، اسی طرح آئندہ نسل کی تحویل میں دیں۔ ہمیں چاہیے کہ بنیاد کو مضبوط کر کے اگلی نسل کو سونپیں تاکہ خدا کی بارگاہ میں قصوروار نہ ہوں۔[2]

جو چیز انسان کو تشویش میں مبتلا کرتی ہے

مجھے انقلاب کے حوالے سے کوئی تشویش نہیں ہے۔ انقلاب نے اپنا راستہ حاصل کر لیا ہے اور آگے بڑھ رہا ہے اور وہ کسی سے بھی وابستہ نہیں ہے۔ یہ انقلاب انشاءاللہ، محفوظ رہے گا اور اس کو باہر سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لیکن ایک چیز جو انسان کو کسی قدر تشویش میں مبتلا کرتی ہے وہ دو امور ہیں جن کا تعلق علماء سے ہے۔ ایک امر یہ ہے کہ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ اس انقلاب میں علماء کو تقویت حاصل ہونی چاہیے اور جو کچھ ہوا ہے وہ علماء کی راہنمائی سے ہوا ہے۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ بعض علماء اور بعض عمامہ بسر افراد کے بعض اعمال کی وجہ سے علماء کوتاہی کا شکار ہو جائیں۔۔۔

اور دوسرا امر جو انسان کو اس تشویش میں مبتلا کرتا ہے کہ مبادا انقلاب کو اس امر سے نقصان پہنچے اور آپ جان لیں کہ اگر خدانخواستہ یہ امر رونما ہوا تو [انقلاب کو اس سے] نقصان پہنچے گا اور وہ امر یہ ہے کہ شہروں میں حضرات [علمائ] کے درمیان اختلاف پیدا ہو۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص ۲۸۱۔
2. صحیفہ امام، ج۱۸، ص ۲۴۲۔
3. صحیفہ امام، ج۱۸، ص ۱۳۔

بعد میں پتہ چلا کہ ان کے دھوکے میں آگیا ہوں

میں نے تحریک اور انقلاب کے دوران بعض خوشامدی اور اسلام کا اظہار کرنے والے افراد کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی اور مجھے بعد میں پتہ چلا کہ میں ان کے دھوکے میں آگیا ہوں۔ ان کی تعریف اس وقت کی گئی جب وہ خود کو اسلامی جمہوریہ کا پابند اور وفادار ظاہر کرتے تھے اور ان امور سے غلط فائدہ نہیں اٹھایا جانا چاہیے اور ہر کسی کی کسوٹی اس کی موجودہ صورتحال ہے۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۴۵۲؛
وصیت نامہ سیاسی الٰہی امام خمینیؒ۔

پانچویں فصل

یادگار واقعات

ایک واقعہ کا چشم دید گواہ

مجھے یاد ہے جب میں بچہ تھا تو خمین کی حکومت [خمین کے حاکم] نے ایک وڈیرے کو گرفتار کیا۔ دو تین راتوں کے بعد، تین چار راتوں کے بعد وڈیروں نے حملہ کر کے حکومت پر قبضہ جمالیا اور اپنے قیدیوں کو آزاد کر لیا اور خمین کے حاکم کو قیدی بنالیا اور کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس کے خلاف لب کشائی کی ہو، بلکہ سب خوش تھے۔ ان میں سے بعض نے تو شاید حاکم کے گھر پر دھاوا بول دیا اور بقیہ چیزوں کو بھی لوٹ لیا۔ میں خود اس کا شاہد تھا کہ جس گھر سے حاکم کو گرفتار کر کے لے گئے، میں اس وقت بچہ تھا۔ ایک دروازے کے پیچھے کھڑا دیکھ رہا تھا کہ انہوں نے حملہ کیا۔ حاکم بھی ایک طاقتور اور مغرور شخص تھا۔ اس کے پاس بھی بندوق تھی، اس نے بھی جوابی حملہ کیا اور ان میں سے ایک شخص کو غالباً اس نے قتل بھی کیا، لیکن بعد میں خود گرفتار ہو گیا۔[1]

خمین میں ہم مورچے بنایا کرتے تھے

شاید تم میں سے کسی کو یاد نہ ہو کہ یہ تمام ہنگامے جو تم لوگ اب دیکھ رہے ہو، ہم ان کے شاہد تھے۔ ہم جس جگہ تھے، یعنی جب ہم خمین میں تھے، مورچے بنایا کرتے تھے۔ میرے پاس بھی ایک بندوق تھی۔ البتہ میں نوجوان تھا اور اسی کے مطابق میرے پاس بندوق تھی۔ میں اس وقت سولہ سترہ سال کا تھا۔ ہمارے پاس بندوق تھی اور ہم بندوق چلانا سیکھا کرتے تھے۔ میں اب بھی بندوق چلانا جانتا ہوں۔ یہ ہمارے بھائی [آیت اللہ پسندیدہ] ہم سے بڑے تھے، یہ بندوق چلانے میں ماہر ہیں۔ البتہ اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ہم مورچوں میں جاتے تھے اور ان ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے تھے جو حملہ آور ہوتے تھے اور لوٹ مار کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت خلفشار تھا۔ مرکزی حکومت بھی مضبوط نہیں تھی اور اس کے حدود بھی کاشان اور قم وغیرہ تک محدود تھے۔ نائب حسین اور اس کا بیٹا، ہمارے علاقے پر حملہ کرتے تھے۔ زلقی حملہ آور ہوتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے خمین کے ایک محلے پر حملہ کیا،

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۳۸۰۔

لوگوں نے ان کے خلاف ہتھیار اٹھالیے، ہم بھی ان میں شامل تھے اور جو کچھ ہم کر سکتے تھے، ہم نے کیا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری ساری ملت اس قدر بندوق بدست اور جنگجو ہو گی کہ ہم فتح حاصل کر سکیں۔[1]

نوجوانی میں لڑائیوں میں شامل ہوتا رہا ہوں

میں نوجوانی کے زمانے سے ہی لڑائیوں میں حصہ لیتا رہا ہوں۔ میں نے اب تک اس بات کو بیان نہیں کیا تھا۔ زلقی ہم پر حملہ کرتے تھے۔ رجب علی کے افراد ہم پر حملہ آور ہوتے تھے۔ ہمارے اپنے پاس بندوق تھی اور میرے بلوغ کے شاید اوائل کا واقعہ ہے۔ میں نوجوان تھا کہ ہمارے محلے میں مورچے بنائے گئے تھے اور یہ [ڈاکو] حملہ کر کے لوٹ مار کرنا چاہتے تھے، اس وقت ہم مورچوں میں جایا کرتے تھے۔[2]

اسلامی غیرت کہاں کھو گئی ہے

امام خمینیؒ کی نوجوانی کے زمانے کی اشعار کی جو کاپی اس وقت موجود ہے، وہ آپ کی سیاسی بصیرت، سیاسی مسائل پر آپ کے احاطے اور ابتدائے زندگی سے اپنے معاشرے کے مسائل سے آپ کی آگہی کی عکاس ہے۔ اس کاپی میں اس زمانے کے مشہور شاعروں کے وہ اشعار درج ہیں جن میں اس زمانے کے ایران کے نامساعد سیاسی وسماجی حالات کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ امام خمینیؒ نے نودس سال کی عمر میں اپنے ہاتھ سے اس کاپی میں تحریر کئے تھے۔ ایران کے بعض شمالی اور جنوبی علاقوں پر برطانیہ اور روس کا قبضہ اور ایرانیوں کو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے پر اکسانا (محمد تقی بہار کی ایک طویل نظم کا) ایک موضوع ہے جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

مجھے بہت سی حکومتیں یاد ہیں

مجھے بہت سی حکومتیں یاد ہیں۔ خمین جو کہ ایک قصبہ تھا، کا حاکم، بھی یاد ہے۔ حکومت ولایت ثلاث کہ جس کا صدر مقام گلپایگان تھا، یہ حاکم جب چلتے تو ان کے آگے ایک فرد ہوتا جس کے ہاتھ میں عصا ہوتا اور اس کے ارد گرد متعدد اشخاص ہوتے، ان کی بہت شان شوکت ہوتی، لیکن عملی طور پر یہ سب ظلم تھا، لوگوں پر ستم تھا، لوگوں پر ظلم کرنے کیلئے۔ میں چھوٹا تھا، گلپایگان کا حاکم بہت ظالم تھا۔ ایک بہت ہی دیندار فرد جس کو میں جانتا تھا، اس [فرد] کو اس کمرے سے کہ جس میں سب بیٹھے ہوئے تھے اور جب حاکم ان سے سخت لہجے میں بات کر رہا تھا، ہم اس وقت باہر تھے، نجانے وہاں کس

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۲۵۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۲۔

موضوع پر بات ہو رہی تھی، لوگوں نے دیکھا کہ اس محترم فرد کو باہر گھسیٹا گیا، صحن میں لا کر اس کے پاؤں باندھ دئے گئے اور اسے پیٹا گیا! یہ صورتحال تھی۔[1]

عوام کو انتخاب کا موقع ہی نہیں دیا جاتا تھا

میں نے تم سب سے زیادہ گزشتہ زمانہ دیکھا ہے۔ میں نے قاجار سے لے کر اب تک کی تمام اسمبلیاں دیکھی ہیں اور اس کی کیفیت کہ لوگ کس طرح انتخاب کرتے تھے اور کس قدر ان کا عمل دخل ہوتا تھا۔ لوگ اور اسمبلی میں جانے والے افراد کیسے تھے اور ان آخری سالوں [کی صورت] کو سب حضرات نے دیکھا ہے اور آئینی تحریک کے دوران اسمبلی کو دیکھا کہ اس کے تمام ارکان تقریباً دیندار اور اس خیال کے حامل تھے کہ اسلام کی حکومت ہونی چاہیے۔ یہ اس سے پہلے کسی زمانے میں نہیں ہوا تھا اور اپنی نوجوانی میں اپنے علاقے میں ہونے والے انتخاب سے اور اس کے بعد بھی دوسرے مقامات میں ہونے انتخابات کے بارے میں بارہا سنا جاتا ہے۔ انتخابات میں کبھی بھی لوگوں کو مکمل اختیار حاصل نہیں ہوا ہے۔ بہت طویل مدت تک اختیارات علاقے کے بااثر ورسوخ افراد، وڈیروں اور زمینداروں کے پاس رہے ہیں اور جب ان کا اثر ورسوخ ختم ہوا تو مکمل طور پر حکومت وقت کے پاس چلے گئے۔ اگر مثلاً تہران میں انتخابات ہوتے تو صرف ایک دو افراد کو عوام منتخب کرتے تھے، باقی افراد کو نہیں۔ (اس کی وجہ یہ تھی کہ تہران، فرض کریں، ایسی جگہ تھی جہاں زیادہ دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا تھا) لیکن دوسرے مقامات پر عوام کو انتخاب کا موقع ہی نہیں دیا جاتا تھا، یعنی کبھی بھی قومی پارلیمنٹ قائم ہی نہیں ہوئی۔ اگر قومی سطح کے کچھ لوگ ان میں تھے بھی تو بھی اسمبلی کوئی ایسی اسمبلی نہ تھی کہ اسے قومی اسمبلی کا نام دیا جا سکتا ہو۔[2]

مجھے دونوں عالمی جنگیں یاد ہیں

کہا جاتا ہے کہ مرغی کو سوگ اور شادی دونوں موقعوں پر ذبح کیا جاتا ہے، کمزور ملتوں کا بھی یہی حال ہے۔ مجھے دونوں عالمی جنگیں یاد ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ تم میں سے کسی ایک کو پہلی عالمی جنگ یاد ہو گی۔ ہم نے عالمی جنگ کو بھی دیکھا ہے۔ میں چھوٹا تھا لیکن مدرسے جاتا تھا اور سوویت یونین کے فوجیوں کو اسی مرکز میں جہاں ہم تھے، خمین میں، میں ان کو وہاں دیکھتا تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران ہم پر حملہ ہوا۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۱۲۰۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۲۴۶۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۷۳۔

کتنی دیر تک مزاحمت کی؟

جب یہ تینوں طاقتیں برطانیہ، سوویت یونین اور امریکہ، ہماری سرحدوں پر آئیں اور انہوں نے ایران پر حملہ کیا تو اس وقت ایک عہدیدار نے کہا تھا کہ یعنی رضا خان نے جب اس سے پوچھا: کتنی دیر تک مزاحمت کی؟ تو اس نے جواب میں کہا تھا کہ ”تین گھنٹوں تک“۔ اس نے یہ بھی جھوٹ بولا تھا۔ پھر اس نے پوچھا: ”ایسا کیوں ہوا؟“ اس نے جواب دیا کہ یہ بھی اہم تھا۔ یہ جب آئے تھے میں نے خود ان کو سرحدوں پر دیکھا تھا۔ جب یہ اغیار تہران میں داخل ہوئے تو عہدیدار فرار ہو گئے، یعنی سب چھاؤنیوں سے بھاگ گئے۔ فوجیوں کو میں نے گلیوں میں اور سڑکوں پر بوکھلائے ہوئے پھرتے دیکھا۔ حتیٰ ان کے پاس کھانے کیلئے بھی کچھ نہ تھا۔ ایک اونٹ گزر رہا تھا، اونٹوں کے قافلے گزرتے تھے، [ان پر] گویا خربوزے لدے ہوئے تھے۔ یہ [خربوزے] جو نیچے گرتے تو یہ فوجی ان پر جھپٹ پڑتے اور افسروں نے اپنا سامان باندھا اور فرار ہو گئے۔[1]

ایسا ایک جو دو نہیں ہو سکتا ہے

میں تمہیں اس تاریخ سے آگاہ کرتا ہوں جس کے بارے میں میرا نہیں خیال کہ تم میں سے کوئی ایک بھی اس زمانے میں تھا اور ان مسائل کو قریب سے محسوس کیا ہو گا۔ جب برطانیہ اور سوویت یونین کی جرمنی اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ جنگ تھی تو پہلے ان کے حکم پر ایران میں راستے بنائے گئے اور ریلوے لائن بچھائی گئی تاکہ ان کا ساز و سامان یہاں سے گزارا جا سکے بعد میں ایک گھنٹے میں روسی اور برطانوی فوج نے ایران پر حملہ کر دیا۔ ان کے سرحد (دور والی سرحد) میں داخل ہوتے ہی ایرانی فوج کی حالت بدل گئی۔ شروع میں دعویٰ کیا گیا کہ سرحدوں پر تین گھنٹوں تک مزاحمت کی گئی بعد میں جب رضا شاہ نے پوچھا کیوں؟ (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق) تم نے اس قدر کم مزاحمت کیوں کی؟ جواب دیا گیا کہ ”یہ جو تین گھنٹے کہا گیا تھا یہ جھوٹ تھا۔ وہ جیسے ہی آئے ہم فوراً فرار ہو گئے“ اس وقت یہ مشہور ہو گیا کہ ایسا ایک جو کبھی دو نہیں ہو، وہ ایرانی فوج کا بیان ہے۔ اس حملے میں اس نے ایک بیان جاری کیا، دوسرا نہیں۔ یہ سرحدوں کی صورتحال تھی۔ تہران میں، میں اس دن تہران میں تھا اور اس ریلوے اسٹیشن کے قریب واقع ایک چوراہے میں تھا، میں نے دیکھا کہ فوجی بیرکوں سے نکل کر فرار ہو رہے تھے۔ حالانکہ تہران پر فوجی حملہ نہیں ہوا تھا، حملہ سرحدوں پر ہوا تھا اور تہران میں صرف یہ خبر پہنچی تھی کہ ایسا کچھ ہوا ہے، فوجی بیرکوں سے نکل آئے۔ ان میں سے ایک کو میں نے دیکھا کہ ایک اونٹ جس پر سامان لدا ہوا تھا کے پیچھے بھاگ رہے تھے تاکہ اس پر سے کچھ نیچے گرے اور یہ اسے کھائیں اور فوج کے تقریباً تمام کمانڈروں نے اپنا سامان باندھا اور فرار ہو گئے۔[2]

یہ بزدل، کیسے فرار ہو گئے؟

یہ حضرات جو کہتے ہیں کہ ”ہم ملک کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں، ہم ایسے ہیں، ہم ویسے ہیں“ کیا تمہیں یاد نہیں کہ اتحادی یہاں آئے تو یہ بزدل تہران سے یزد تک کیسے فرار ہو گئے۔ کیا تمہیں کوئی ایک ایسا عالم دین نظر آتا ہے جو فرار ہوا ہو؟ تم ایک عالم دین، ایک بھی عالم دین، ایسا نہیں ڈھونڈ سکتے

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۴۰۱۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۴۴۴۔

ہو۔ جس دن تہران کی فضا میں طیارے اڑائے گئے تھے اور لوگوں کو ڈرایا جا رہا تھا، میں تہران میں تھا، خدا شیخ حسین قمی مرحوم پر اپنی رحمت نازل کرے، ہم ان کے ساتھ شاہپور کے علاقے میں تھے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو، میں بھی انہی کی طرح۔ ان سے قدرے تھوڑے اطمینان کے ساتھ تھا۔ گویا کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔ خدا نہ کرے کہ کسی دن حالات بدل جائیں، سب سے پہلے عہدیدار ہی فرار ہوتے ہیں۔ ہم تو انشاء اللہ، آخر تک ڈٹے رہیں گے، مگر یہ کہ یہ آکر ہمیں گرفتار کرلیں [وگرنہ] ہم پھر بھی ڈٹے رہیں گے۔ [1]

میں نے خود دیکھا تھا

میں نے خود دیکھا تھا کہ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران جب طے ہوا کہ مختلف افواج کے افسران اور سربراہان مملکت، ایران میں ملاقات کریں تو اس وقت اسٹالن روسی حکومت کا سربراہ تھا اور یہی اسٹالن کہ ابھی بھی اس کی تصویریں کھینچتے ہیں اور کیا کیا کرتے ہیں، گرچہ آج کل اس کی کوئی عزت نہیں ہے لیکن اس وقت وہ روسی سربراہ تھا اور دوسرے دو میں سے ایک امریکی اور دوسرا برطانوی تھا، یہ لوگ بہت عام طریقے سے آئے اور چلے گئے (جیسا کہ نقل کرتے تھے اس وقت) اپنے اپنے سفارتخانے اور طے یہ ہوا تھا کہ تہران میں ان کی میٹنگ ہوگی، لیکن اسٹالن کہ جسے سب بھائی کہتے تھے اور سب کہتے تھے کہ ہم سب ایک جیسے ہیں وہ خود کو لوگوں کا ہمدرد ظاہر کرتا اور سب اس کو "قارداش" کہتے تھے۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ جس گائے کا دودھ پیئے گا اسے ساتھ لایا گیا ہے تاکہ ایران کی گایوں کا دودھ پینے پر مجبور نہ ہو۔ جس جہاز میں وہ خود آیا تھا اسی میں گائے کو بھی لایا گیا تھا۔

وہ بھی بے عقل مسلح اور خود بھی بے عقل مسلح! بلکہ خدا جانتا ہے کہ وہ خود اس سے بھی زیادہ گیا گزرا تھا۔ خدا جانتا ہے کہ ایسا ہی تھا۔ یہ شخص دودھ دینے والی گائے کو اپنے ہمراہ لایا تھا اور یہ چیز تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے شاہرود سے خراسان کے راستے میں یا اس سے کچھ آگے کا علاقہ انہی کے زیر کنٹرول تھا، یہ علاقہ سوویت یونین کے پاس تھا۔ ایران کو انہوں نے چند علاقوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور یہ سوویت یونین کے پاس تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، ہم زیارت کیلئے بس پر سوار جا رہے تھے۔ ان کے فوجی گاڑیوں کے پاس آکر سگریٹ کی بھیک مانگا کرتے تھے۔ جب ان میں سے کسی ایک کو سگریٹ مل جاتی تو وہ اس قدر خوش ہوتا کہ وہ مارے خوشی کے سیٹیاں بجانے لگ جاتا۔ کمیونزم لوگوں کو بازیچہ بنانے کیلئے ہے۔ [2]

آی نان!

جس سال اتحادی ایران آئے تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم قم میں تھے، تقریباً تمام تنور بند تھے اور روٹی کا کال پڑ چکا تھا اور اواخر میں ایک دن میں اپنے ہمراہ ایک بچے کو لے کر جا رہا تھا۔ اچانک یہ بچہ [خوشی کے مارے] چلایا "آی نان!" [ہای روٹی! کیونکہ] اس نے کافی عرصے سے سنگک روٹی[3] نہیں دیکھی تھی۔ [1]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱، ص ۳۰۲۔
2. صحیفہ امام، ج ۳، ص ۳۰۳۔
3. سنگک روٹی ایک خاص قسم کی روٹی ہے جو تنور کے اندر سنگریزے ڈال کر ان پر پکائی جاتی ہے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے

زندگی کی بنیادی ضروریات روٹی اور گوشت وغیرہ ہیں۔ یہ چیزیں اب مہنگی ہیں۔ میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ یہ مہنگی ہیں، لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جب کوئی چیز مہنگی ہو، حالانکہ اچھا ہوتا کہ دنیا میں قحط کے قانون کے مطابق ہو اور دستیاب نہ ہو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے لوگوں کا ایک گروہ مرے ہوئے گھوڑے پر جھپٹ رہا تھا اور اس کا سر اور گوشت لے جا رہا تھا۔ میں نے یہ خود دیکھا ہے۔[2]

لوگوں کا سب کچھ خطرے میں تھا

تم لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ جب ان تین ممالک نے حملہ کر کے ایران پر قبضہ کر لیا۔ مجھے یاد ہے جب میں قم میں تھا، لوگوں کا سب کچھ خطرے میں تھا۔ دشمن کے تین لشکر داخل ہو چکے تھے۔ ان کی ہر شئے خطرے میں تھی لیکن جس دن یہ اعلان ہوا کہ رضا شاہ کو نکال دیا گیا ہے، لوگوں نے چین محسوس کیا۔ لوگوں نے دعا کی۔ آپس میں شاید ایک دوسرے کو مبارک باد بھی دی اور میں نے اس دوسرے [محمد رضا شاہ] کو خبردار کیا تھا کہ "تم کوئی ایسا کام انجام نہ دو کہ جب تم جاؤ تو لوگ اسی طرح خوشی منائیں جس طرح انہوں نے تمہارے باپ کے جانے پر منائی تھی" یہ تو خود تم لوگوں نے دیکھا ہے، میں تو یہاں نہیں تھا۔ جب یہ گیا تو لوگوں نے کیا کیا؟ [اور کس طرح] سڑکوں پر چراغاں کیا گیا؟[3]

وہ ایک تہی دست فوجی تھا

میں خود جانتا ہوں اور ملت کے جو لوگ میری عمر کے ہیں، انہوں نے بھی دیکھا ہے اور جو میری عمر کے نہیں ہیں، انہوں نے سنا ہے اور تاریخ میں پڑھا ہے، دوسروں نے انہیں بتایا ہے کہ جب اس کے باپ [رضا شاہ] نے کودتا کیا تھا اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ ایک تہی دست فوجی تھا۔ جب اس نے اس ملک پر تسلط حاصل کر لیا تو لوگوں سے زبردستی ان کی جائیدادیں ہتھیانا شروع کر دیں ہمارے ملک کا شمالی علاقہ، مازندران اور ہماری بہترین زمینیں اس کے دباؤ اور اس کے کارندوں کے دباؤ میں زبردستی اس کے نام کر دی گئیں اور جو لوگ ان زمینوں کے مالک تھے انہیں اور ان زمینوں کے بارے میں اظہار رائے کرنے والے علماء کو گرفتار کر جیل میں ڈال دیا جاتا اور بعض کو تو قتل کر دیا گیا۔ خود رضا شاہ کے زمانے میں مسجد گوہر شاد کے قتل عام کا واقعہ مجھے یاد ہے اور میری عمر کے لوگوں کو یاد ہے کہ مسجد اور مسلمانوں کی عبادت گاہ کہ جو نماز جماعت کا مرکز تھی، خدا کی عبادت کا مقام تھی پر انہوں نے دھاوا بول دیا اور انصاف کے حصول کیلئے وہاں اکٹھے ہونے والے مظلوموں کے ایک گروہ کا قتل عام کر کے انہیں نیست و نابود کر دیا۔ جب وہ

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۲۲۸۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۱۲۸۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۵۱۔

[رضا شاہ] ایران سے باہر گیا، یعنی اسے نکال باہر کیا گیا تو ایران کے جس قدر جواہرات وہ لے جا سکتا تھا، اس نے متعدد صندوقوں میں رکھے اور یہاں سے لے گیا۔ راستے میں سمندر میں ہی انگریزوں نے اس سے چھین لئے اور ہڑپ کر گئے۔ [1]

شروع میں جب رضا خان آیا

واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ پچاس سے اوپر کچھ سالوں کے واقعات (البتہ اگر تم لوگوں کو وہ زمانہ یاد نہیں ہے، شاید تم میں سے بعض لوگوں کو یاد ہو، بہر حال مجھے یاد ہے)۔ ہمیں وہ مشن یاد ہیں جو اس خاندان کو سونپے گئے تھے۔ شروع میں جب رضا خان ایران آیا تھا، وہ برطانیہ کی سازش سے آیا تھا اور بعد میں چلا گیا۔ دہلی ریڈیو نے جو اس وقت برطانیہ کے زیر کنٹرول تھا، کہا کہ ''رضا خان کو ہم لائے تھے اور چونکہ اس نے ہمارے ساتھ خیانت کی اس لیے ہم نے اسے ہٹا دیا''! لیکن اس نے ایران کے جواہرات، اس نے جب محسوس کیا کہ اب جانا ہوگا، سب اکٹھے گئے اور صندوقوں میں رکھ لئے اور انہیں تالے لگا دئے اور ان کو اس بحری جہاز میں رکھا گیا جو اس کیلئے فراہم کیا گیا تھا (اور جیسا کہ اس کے ہمراہ ایک عہدیدار نے ایک عالم دین کو بتایا اور اس عالم دین نے مجھے بتایا) رضا شاہ کے ہمراہ صندوقوں کو بھی بحری جہاز میں رکھا گیا، بحری جہاز چل پڑا، راستے میں ایک اور بحری جہاز آیا جس پر جانور لدے ہوئے تھے، اس بحری جہاز کو اس بحری جہاز سے ملایا گیا اور رضا خان سے کہا گیا کہ تم یہاں آجاؤ، وہ وہاں چلا گیا! (وہ حیوانات سے مختص بحری جہاز تھا اور انہوں نے بھی ٹھیک ہی کیا)۔] رضا شاہ [نے پوچھا کہ ''صندوق کہاں ہیں؟'' جواب دیا گیا کہ ''وہ بعد میں آئیں گے''! اس کو تو اس جزیرے پر لے گئے اور اس ملت کے صندوقوں اور اس ملت کی دولت کو انگریز اپنے ساتھ لے گئے!۔ [2]

ایران بھر میں ایک مجلس بھی علانیہ نہیں تھی

جب فوجی بغاوت کی گئی، رضا شاہ نے فوجی بغاوت کی، اس وقت سے لے کر آج تک میں امور پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔ ان کے کام ظاہری طور پر بہت دلفریب ہوتے تھے لیکن ملت کے راستے کے خلاف تھے۔ جب وہ آیا تو اس نے دینداری، ماتم اور مجلس سے عقیدت کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ بعض اوقات تو محرم کے مہینے میں وہ تہران کے تمام امام بارگاہوں میں جاتا۔ خود ہی امام بارگاہوں میں جاتا یہاں تک کہ اس نے تسلط حاصل کر لیا۔ یہی شخص جو اس قدر زیادہ مجلس سننے جاتا کرتا تھا اور ماتم کرتا تھا، فوج ماتم کیا کرتی تھی (میں نے خود فوجی دستوں کو ماتم کرتے ہوئے دیکھا ہے) اسی شخص نے ان چیزوں کی مخالفت شروع کر دی! اس نے طاقت حاصل کرنے سے پہلے لوگوں کو بازیچہ بنانے کیلئے یہ امور انجام دئے تھے اور جب طاقت حاصل کر لی تو اس نے اپنے پہلے کاموں کے برخلاف عمل کرنا شروع کر دیا۔ منجملہ ان امور کے ایک یہ تھا کہ یہ شخص جس نے مجلس عزا کیلئے وسیع پیمانے پر

---

1. صحیفہ امام، ج ۷، ص ۲۲۵۔
2. صحیفہ امام، ج ۷، ص ۲۲۵۔

انتظامات کر رکھے تھے، اس نے تقریر، وعظ اور مجلس وغیرہ پر اس قدر شدید پابندی لگادی کہ شاید ایران بھر میں ایک بھی مجلس علانیہ نہیں تھی۔ اگر مجلس عزا ہوتی تو غیر علانیہ ہوتی۔ بعض شہروں میں مختلف ناموں اور مختلف صورتوں میں غیر علانیہ طور پر مجلس ہوتی۔[1]

رضا شاہ: میں آپ کا مقلد ہوں!

رضا شاہ جب نجف میں آیا تھا تو حرم میں اس نے فیروز آبادی مرحوم سے ملاقات کی۔ رضا شاہ نے کہا: ''میں آپ کا مقلد ہوں''۔ فیروز آبادی مرحوم نے جواب دیا: ''جانتا ہوں''۔

ان کے جواب نے مجھے ''موش و گربہ'' والی کتاب کی یاد دلا دی ہے۔ یہ کتاب ایک عمدہ کتاب ہے۔ اس میں طاقت حاصل ہونے کے زمانے اور طاقت سے محروم ہونے کے زمانے میں سلاطین اور غنڈوں کی حالت اور ان کے مکر وفریب کا مرقع کھینچا گیا ہے۔ اس کتاب کا نام ''موش و گربہ'' ہے۔ [ایک بلی نے] جانماز بچھائی، نماز پڑھی، توبہ کی اور خدا کی بارگاہ میں توبہ کی کہ میں اب کوئی [غلط] کام نہیں کروں گی یہاں تک کہ بے چارے چوہے اس کے دھوکے میں آگئے اور اس کیلئے چیزیں وغیرہ لے گئے۔ بعد میں اس نے حملہ کر کے ان میں سے پانچ کو پکڑ لیا۔ پہلے ایک ایک کر کے پکڑتی تھی اور اب پانچ پانچ![2]

اگر ایک سپاہی آجاتا

ایک واقعے میں جو شاید خواتین کا پردہ ختم کئے جانے کا واقعہ تھا، مرحوم شیخ عبدالکریم حائریؒ نے رضا شاہ کو خط لکھا اور اس بارے میں خبر دار کیا۔ [رضا شاہ نے] جواب نہ دیا۔ وزیر اعظم نے [شیخ سے] کہا: اعلیٰ حضرت تک خط پہنچا دیا گیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے کام میں مصروف رہیے''۔

اگر ایک سپاہی بھی اس مذہبی شہر کہ جس میں کس قدر زیادہ دیندار لوگوں کی آبادی ہے اور کس قدر زیادہ علماء اس میں تھے، میں آجاتا اور تم میں سے جس کے ساتھ جو چاہتا، سلوک کرتا، کوئی ایک بھی اس کے سامنے نہ بولتا۔ [کیا] آج کا پولیس اسٹیشن رضا شاہ کے زمانے کے پولیس اسٹیشن جیسا ہے؟ محمد رضا شاہ [کے زمانے کے پولیس اسٹیشن جیسا] ہے؟ ہم خدا کی نعمت کی قدر کیوں نہیں کرتے؟[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۸، ص۵۰۸۔
2. صحیفہ امام، ج۴، ص۳۴۱۔
3. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۱۳۷۔

آنسو پونچھنے کیلئے رومال نکالے گئے

میں رضاخان کے زمانے میں خود مسائل کا شاہد تھا، انہوں نے یہ صورتحال پیدا کر رکھی تھی کہ حکومت شاعر، مقرر اور مصنف سب کے سب علماء کے مخالف تھے۔ یہ ان کے اپنے مقرر اور شاعر تھے عوام کے نہیں۔ اس کا شاعر، میں اس کا شعر نہیں پڑھنا چاہتا، کہتا تھا کہ جب تک اس ملک میں مولوی اور قاجاری موجود ہیں، دارا کا ملک اس ننگ کا کیا کرے! مولوی کو ننگ جانتے تھے۔ قجر بھی اس کے دشمن تھے۔ انہوں نے ایک میٹنگ بلائی، میں نے سنا ہے کہ انہی دنوں سٹیج شو پیش کیا گیا جو عربوں کے ہاتھوں ایران کی فتح سے متعلق تھا۔ اس اسٹیج شو میں دکھایا گیا کہ مثلاً ننگے پاؤں عربوں کو اور وقت کی جو صورتحال تھی، اسے دکھایا گیا اور یہ کہ ان کے محلوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ اس موقع پر آنسو پونچھنے کیلئے رومال نکالے گئے۔ گریہ اس بات پر تھا کہ اسلام نے ان پر فتح حاصل کر لی تھی۔ اب بھی کہ جب ہم آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ایسے افکار پائے جاتے ہیں اور انہیں اس بات کا افسوس ہے کہ اسلام نے قومیت پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔[1]

آخر کار انہیں بھی قتل کر دیا گیا

رضاخان کے زمانے میں بعض بڑے علماء کو قتل کر دیا گیا، بعض کو شہر بدر کیا گیا اور انہیں دور دراز کے علاقے میں حراست میں رکھا گیا۔ آذربائیجان کے علماء کو اس شہر سے دوسری جگہ لے گئے۔ مشہد کے تمام علماء کو قید کر کے تہران میں لے آئے۔ وہاں کے ایک بڑے عالم دین کو اسی تہران میں، میں نے خود یہ دیکھا ہے کہ ایک سڑک کے ایک حصے تک انہیں باہر آنے کی اجازت تھی، وہ اپنے گھر کے باہر بیٹھے تھے ان کے سر پر ٹوپی تھی، لوگ ان کے پاس سے گزر رہے تھے اور بعض لوگ تو انہیں پہچانتے نہیں تھے۔ لیکن بعض جو پہچانتے تھے وہ انہیں سلام کہنے کی جرأت نہیں کرتے تھے اور یہ جو مشہد کے صف اول کے عالم دین تھے، مرحوم آقازادہ بزرگ جو کہ صف اول کے جید عالم دین تھے، انہیں سپاہی عدالت میں پیش کرنے کیلئے سڑک سے لے جاتے تھے، آخر کار انہیں بھی قتل کر دیا گیا۔[2]

ہم گاڑی میں سوار تھے

رضاشاہ کے زمانے میں، میں جناب حائری اور (حاضرین میں سے ایک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) ان حائری کے ہمراہ ایک گاری میں سوار تھے، بڑی گاڑیاں تھیں، شہر کے اس طرف سے اور افراد بھی تھے، ہم تہران آرہے تھے۔ ان چند افراد میں سے ایک نے گفتگو کا آغاز کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں نے سالہا سال سے ان [علماء کی] شکلوں کو نہیں دیکھا تھا۔ ان کو انگریز ایران لائے ہیں (یا بظاہر اس نے کہا کہ) یا نجف میں، ان کو انگریز اس لئے

---

1. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۱۱۹۔
2. صحیفہ امام، ج۱۷، ص۱۵۴۔

لائے تھے تاکہ ہمارے کام نہ ہونے پائیں۔ یہ انگریزوں کے کارندے ہیں۔ جب تک ہم گاڑی پر سوار رہے تب تک یہ لوگ علما کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ان کی حالت یہ تھی۔انہوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ ہر عالم اور مولوی درباری ہے۔[1]

اصفہان کے علماء قم آئے

سیاہ کوہ سے تعلق رکھنے والے اس شخص کے زمانے میں،اس فاسق وفاجر اور مغرور رضاخان کے زمانے میں اصفہان کے علماء نے ایک تحریک چلائی۔اصفہان کے علمائ،اصفہان سے قم آئے۔دوسرے شہروں کے علماء بھی قم میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ان کے خلاف تحریک چلائی۔[2]

ہم میرزا صادق آقا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے

سیاہ کوہ کے اس مغرور اور فاسق وفاجر رضاخان کے زمانے میں آذربائیجان سے ایک تحریک کا آغاز ہوا۔ مرزا صادق آقا مرحوم اور انگجی مرحوم وغیرہ نے بھی تحریک چلائی۔ان کو بھی گرفتار کر کے شہر بدر کر دیا گیا۔وہ طویل عرصے تک،شہر بدر رہے۔ مرحوم مرزا صادق آقا کو بعد میں جب کہا گیا کہ ''آپ آزاد ہیں'' تب بھی وہ آذربائیجان واپس نہ گئے۔حالانکہ آذربائیجان میں ان کی بہت عزت کی جاتی تھی لیکن وہ کبھی وہاں نہ آئے [بلکہ] قم آئے اور تاحیات قم میں رہے اور ہم بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔[3]

میں چونکہ جوان تھا

آپ حضرات لوگوں کو،جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے،باور کرائیں کہ ہم خدمت کرنے کیلئے آئے ہیں محکمے خدمت کیلئے ہیں،لوگ بے خوف ہو کر اداروں میں آئیں۔ گزشتہ زمانے میں جو مشکلات تھیں،رضاخان کے زمانے میں تھیں،اس کے بعد اس [محمد رضا کے] زمانے میں تھیں۔ رضاخان کے زمانے میں،میں خود چونکہ جوان تھا،ان مسائل میں حصہ لیتا تھا،بعض اوقات اگر پولیس اسٹیشن جانے کی ضرورت پیش آتی،اس وقت یہاں سے کسی جگہ جانا چاہتے،فرض کریں کہ آذربائیجان بھی وہاں جاکر انہیں پولیس تھانے سے لیٹر لینا ہوتا یا کوئی اور کام ہوتا،لوگ جب تھانے جاتے تو ان پر عجیب خوف وہراس طاری ہوتا،گویا جیل جارہے ہوں۔[4]

---

1. صحیفہ امام،ج۷،ص۴۳۔
2. صحیفہ امام،ج۳،ص۲۴۳۔
3. صحیفہ امام،ج۳،ص۲۴۴۔
4. صحیفہ امام،ج۱۳،ص۴۹۶۔

تمہیں ہماری اطاعت کرنا ہی ہو گی!

جب کسی محلے میں کوئی حاکم آتا تو یہ حاکم بادشاہ کی طرح سلوک کرتا، لوگوں کو کوئی اہمیت نہ دیتا۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ گلپائیگان کا ایک حاکم آیا تھا، اس زمانے میں خمین بھی گلپائیگان کا حصہ تھا، کچھ تاجر اس سے ملاقات کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے، اس نے سب سے بڑے تاجر کے بارے میں حکم دیا کہ ''اسے لے جاؤ اور لکڑی کے ساتھ باندھ دو'' میں نے خود دیکھا، میں کم سن تھا، میں خود اس کا شاہد تھا کہ ایک دیندار شخص، کہ جو بازار میں تاجروں کا سربراہ تھا، کے ساتھ اس بدعنوان شخص کے حکم پر، یہ سلوک کیا کہ سب کے سامنے اس کے پاؤں لکڑی کے ساتھ باندھ کر اسے ڈنڈوں سے پیٹا گیا۔ اس طرح کے کام یہ کیا کرتے تھے اور بعض اوقات یہ کام کرتے تھے کہ جب کوئی قابل احترام شخصیت ان کے پاس جاتی۔ مثلاً ایک عالم ان سے ملاقات کیلئے جاتا تو اس عالم کے سامنے کسی دوسرے بے چارے کو ڈنڈوں سے مارا جاتا، ان کا مقصد یہ باور کرانا تھا کہ تمہیں ہماری اطاعت کرنا ہی ہو گی۔[1]

صرف ایک طالب علم!

رضا خان جو آیا تو شروع میں]اس نے [ایک مسلمان اور ایک قومی شخصیت [کا روپ دھارا] کچھ عرصے کے بعد جب اس کی حکومت کی بنیادیں مضبوط ہو گئیں تو سب سے پہلے اس نے علماء پر ہی حملہ کیا، ان کو اس نے ہر طرف سے کچلا۔ میں مدرسہ فیضیہ میں درس دیتا تھا ایک دن گیا تو دیکھا کہ صرف ایک طالب علم تھا! میں نے پوچھا: کیوں [کوئی نہیں آیا؟] اس نے کہا کہ سب فرار ہو گئے ہیں۔ سورج نکلنے سے پہلے تمام طالب علم مدرسے اور کمروں سے فرار ہونے پر مجبور ہوتے تھے اور رات کے آخری حصے میں گھروں کو واپس جاتے تھے! وہ وہاں نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ پولیس آجاتی تھی اور ان کو گرفتار کر لیتی اور ساتھ لے جاتی یا ان کی عبا و قبا اور عمامہ اتار دیتی یا ان سے عہد لیتی یا ان کو جیل میں ڈال دیتی۔[2]

سب پر ہی بری گزری

میں اسی مدرسہ فیضیہ میں اس وقت درس پڑھاتا تھا، مثلاً اسی قدر، ایک دن میں آیا تو دیکھا صرف ایک طالب علم ہے۔ میں نے پوچھا: ''کیا ہوا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''سب طالب علم پولیس کے خوف سے سورج نکلنے سے پہلے ہی باغوں میں فرار ہو گئے ہیں'' صبح ہوتی تو سورج نکلنے سے پہلے سینئر طالب علموں کو فرار ہو کر باغوں میں جانا پڑتا اور وہ راتوں کو اپنے کمروں میں واپس لوٹتے۔ رات کے آخری حصے میں، واپس آتے تھے۔ تم نہیں جانتے تھے کہ اس زمانے میں ہم پر کیا گزرتی تھی۔ میرا کمرہ مدرسہ دار الشفاء میں تھا۔ ہمارے دوستوں کا ایک گروہ تھا اور وہ اس کمرے میں اکٹھے ہوتے تھے اور مل بیٹھ کر اظہار خیال کرتے تھے۔ چند دن گزرے تھے کہ ایک شخص آیا (خدا اسے معاف کرے) اور یہاں بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ ''بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ یہاں اکٹھے نہ ہوا کریں ورنہ یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا'' اس نے نرمی سے کہا۔ دوستوں نے بھی مذاق میں اس سے گفتگو کی اور وہ چلا گیا۔ اگلے دن پولیس کا آدمی آیا اور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر بولا: ''آپ حضرات یہاں نہ ٹھہریں۔ اگر یہاں ٹھہرے رہے تو نجانے کیا ہو جائے گا''

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۴۸۴۔
2. صحیفہ امام، ج ۸، ص ۹۴۔

اگلے دن سے ہم وہاں اکٹھے نہ ہو سکے۔ ہم کتنے افراد تھے، سات آٹھ افراد تھے، کوئی اجتماع نہیں تھا۔ ہم پانچ چھ افراد، سات افراد جو تھے مدرسہ دار الشفاء کے اس کمرے میں نہ رہ سکتے تھے۔ صبح ہوتی تو ہم چوری چھپے کسی ایک عالم دین کے گھر میں درس کے بہانے اکٹھے ہوتے اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کرتے، سب پر ہی بری اور سخت گزری۔[1]

یہ نیک افراد سے ڈرتے ہیں

خدا رحمت کرے مرحوم فیض قمی رضوان اللہ علیہ پر، اسی مدرسہ فیضیہ میں، اس جگہ کے قریب کہ جہاں حوض تھا، انہوں نے رضاخان کے زمانے میں مجھے فرمایا تھا: ''کیا حرج ہے؟ یہ [حکام] نیک افراد کو بد افراد سے الگ کرنا چاہتے ہیں'' (یہ آزمائش کرنا چاہتے تھے، یہ اس طرح کی آزمائش کرنا چاہتے تھے کہ علماء کو ختم کر سکیں)۔ انہوں نے یقین کر لیا تھا، فرماتے تھے کہ ''یہ نیک افراد کو الگ کر کے برے افراد کو چلتا کرنا چاہتے ہیں''۔ میں نے عرض کیا: ''جناب یہ [حکام] نیک افراد سے ڈرتے ہیں، یہ نیک عالم دین سے ڈرتے ہیں، برے عالم سے ان کو کیا خوف ہے؟''[2]

میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھی کیا ہوئے؟

میں خود بس پر سوار تھا، ایک غیر سید عالم دین بھی اس میں تھا۔ گاڑی کا پٹرول ختم ہو گیا۔ پٹرول ختم ہونے کا سبب انہوں نے اس غیر سید عالم دین کو قرار دیا! ہمارے ایک دوست کہتے ہیں: ''میں اراک میں تھا اور قم آنا چاہتا تھا۔ میں گاڑی پر سوار ہونے کیلئے گیا تو ڈرائیور نے کہا کہ ہم نے طے کیا ہے کہ دو طبقوں کو گاڑی پر سوار نہیں کریں گے۔ ایک بدکار عورتوں کو اور دوسرے علماء کو!'' انہوں نے ہر طرف سے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ ان کی تقریروں پر پابندی لگا دی۔ سرے سے مجالس کو ہی ختم کر دیا۔ زبردستی فوجی تربیت دینے کیلئے لے جانے لگے۔ عمامے اتارنے شروع کر دئے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ہم شاید طلوع آفتاب سے پہلے اس وقت جب آمد و رفت زیادہ نہیں ہوتی تھی کسی جگہ چلے جاتے تھے۔ ہم چند ایک دوست تھے اور ایک ایک کر کے وہاں آتے تھے۔ باہر تو ہم جا نہیں سکتے تھے، کیونکہ [حکومت کی جانب سے ہمارے خلاف] کارروائی کی جاتی تھی۔ میں درس پڑھاتا تھا، ایک دن میں نے دیکھا کہ صرف ایک طالب علم آیا ہے! میں نے اس سے پوچھا کہ ''تمہارے ساتھی کیا ہوئے؟'' اس نے کہا کہ ''وہ طلوع آفتاب سے قبل باغوں میں چلے جاتے ہیں، کیونکہ پولیس کے افراد مدرسوں پر چھاپے مارتے ہیں اور جوان کو عبا و قبا میں نظر آئے اسے پکڑ کر لے جاتے ہیں''۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۷، ص۲۲۸۔
2. صحیفہ امام، ج۸، ص۱۷۷۔
3. صحیفہ امام، ج۱۱، ص۳۹۵۔

میں بارہاان کی خدمت میں حاضر ہوا

مرحوم مدرسؒ کو میں متعدد مرتبہ دیکھ چکا تھا۔وہ بھی ظلم کے مقابلے میں ڈٹ جانے والے افراد میں سے ایک تھے۔وہ سیاہ کوہ سے تعلق رکھنے والے، رضاخان کے ظلم کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔آپ پارلیمنٹ کے رکن تھے۔ان کو علماء نے صف اول کے رکن پارلیمنٹ کی حیثیت سے تہران بھیجا۔آپ گھوڑاگاڑی سے تہران آئے جیسا کہ ایک قابل اعتماد شخص نے بیان کیاہے،انہوں نے وہاں [اصفہان میں] گھوڑاگاڑی خریدی اور گھوڑے کو شاید خود ہی ہانکتے ہوئے تہران آئے۔وہاں بھی انہوں نے ایک چھوٹاسامکان کرائے پر لیا۔میں کئی مرتبہ ان کے گھر گیااور بارہاان (رضوان اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔[1]

میں مدرس مرحوم کے پاس گیا

مرحوم مدرس، خداان پر رحمت نازل کرے،ایسے شخص تھے کہ ملک الشعراء نے کہا تھا:''منگولوں کے زمانے سے لے کر اب تک کوئی مدرس جیسا شخص نہیں آیا ہے۔ہر کوئی کھانے کے بارے میں ہی سوچتا ہے''۔[مدرس مرحوم] کہا کرتے تھے:''ان کو مارو تا کہ یہ تمہارے خلاف شکایت کریں، جاؤ شکایت کرو'' میں ان کے پاس گیا،خداان پر رحمت نازل کرے،میرے بھائی نے مجھے خط لکھا کہ یہاں ایک شخص ہے جو غلہ جات کے امور کا سربراہ ہے،اس وقت رضاشاہ کے زمانے میں ایک شخص غلہ جات کے امور کا سربراہ ہوتا تھا، مجھے لکھا کہ جناب مدرس کے پاس جاؤاور [ان سے کہو] یہ شخص بہت بدعنوان ہے،اس کے پاس دوکتے ہیں۔ایک کتے کانام اس نے سید رکھاہے اور دوسرے کا شیخ! آپ کہیں کہ اس کو یہاں سے نکال دیا جائے''میں نے جاکران سے کہاتوانہوں نے کہا:''اسے قتل کردو'' میں نے کہاکہ ''آخر کیسے ہم اسے قتل کریں؟'' انہوں نے کہاکہ ''میں لکھ کر دیتا ہوں کہ تم اسے قتل کردو''۔[2]

میں ایک دن مدرس مرحوم کے درس میں گیا

آپ لوگوں نے ملاحظہ فرمایا، مدرس مرحوم کی تاریخ دیکھی ہے۔وہ ایک دبلے پتلے سید تھے۔ان کالباس کھدر کا تھا۔(ان کو اس شاعر نے جو گالیاں بکی ہیں،ان میں سے ایک یہی تھی کہ ان کالباس کھدر کا ہے)۔ایسا شخص اس جابر کے مقابلے میں ڈٹ گیا۔جس شخص نے وہ زمانہ پایاہے وہ جانتا ہے کہ رضاشاہ کازمانہ محمد رضاشاہ کے زمانے سے مختلف تھا۔اس زمانے میں جو فرعونیت تھی اس سے ہماری تاریخ کم ہی باخبر ہے،اس کے مقابلے میں اس طرح ڈٹے، پارلیمنٹ میں بھی اور پارلیمنٹ سے باہر بھی۔ایک دفعہ [رضاشاہ نے] کہا تھا:''سید! آخر آپ چاہتے کیاہیں؟'' توانہوں نے جواب دیا: ''میں چاہتاہوں کہ تم نہ رہو''۔یہ شخص جب آتا، میں ایک دن ان کے درس میں گیا۔یہ شخص، مدرسہ سپہ سالار میں، کہ جواب مدرسہ شہید مطہریؒ ہے، درس پڑھاتا۔میں ایک دن ان کے درس میں گیا۔ایسے لگ رہا تھا جیسے انہیں کوئی اور کام نہیں ہے، صرف طالب علم ہیں اور درس پڑھا رہے ہیں۔اس قدر

---

1. صحیفہ امام، ج۳، ص۲۴۴۔
2. صحیفہ امام، ج۸، ص۱۳۸۔

روحانی طاقت کے حامل تھے۔ حالانکہ اس وقت انہیں شدید سیاسی مسائل کا سامنا تھا اور انہیں ابھی پارلیمنٹ میں جا کر اپنا فرض بھی ادا کرنا تھا۔ وہ ہمارے پاس سے سیدھے پارلیمنٹ میں گئے اور جب وہ پارلیمنٹ میں اکیلے تھے، لیکن سب ان سے ڈرتے تھے۔ میں نے اس زمانے کی پارلیمنٹ بھی دیکھی ہے۔ [1]

میں اس زمانے میں پارلیمنٹ میں گیا

وہ مدرس سے ڈرتے تھے، مدرس ایک انسان تھا۔ ایک شخص نے اسے [رضا شاہ] کو اپنے کاموں میں کامیاب نہ ہونے دیا یہاں تک اسے قتل کر دیا گیا۔ وہ اکیلے ہی ساری پارلیمنٹ پر غالب آجاتے تھے۔ پارلیمنٹ کے اراکین پر تن تنہا غالب آتے تھے، ایک شخص تھے لیکن جب تک وہ پارلیمنٹ میں نہ ہوتے، میں اس زمانے میں پارلیمنٹ میں گیا، میں نے دیکھا، دیکھنے کیلئے گیا، میں چھوٹا تھا، نوجوان تھا، میں پارلیمنٹ میں گیا، جب تک مدرس نہیں ہوتے تھے تو ایسے لگتا تھا کہ جیسے اس میں کچھ ہے ہی نہیں، گویا پارلیمنٹ کھوکھلی ہو۔ [2]

عدلیہ کو "الف" سے لکھا جاتا ہے یا "ع" سے!

میں نے اس زمانے کی پارلیمنٹ بھی دیکھی ہے۔ گویا پارلیمنٹ مدرس کا انتظار کرتی رہتی تھی۔ اس کے دشمن تھے، لیکن اس کے باوجود جب تک مدرس نہیں آتے تو پارلیمنٹ کو ان کی کمی محسوس ہوتی اور جب مدرس آجاتے تو گویا ایک نیا واقعہ رونما ہو گیا ہو۔ یہ کس لیے تھا؟ یہ اس لیے تھا کہ [مدرس] ایک ایسا شخص تھا جو نہ تو عہدے کو اہمیت دیتا تھا نہ جائیداد وغیرہ کو، بالکل اہمیت نہیں دیتے تھے۔ نہ ہی کوئی عہدہ انہیں فریب دے سکتا تھا۔ یہ تھی ان کی حالت۔ مجھے ان کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنا حقہ تیار کر رہے تھے، خود ہی ایسے تھے، اس زمانے کا فرمانروا، اب جبکہ میں کہہ رہا ہوں فرمانروا تو آپ اس کا تصور نہیں کر سکتے ہیں، اس زمانے کا فرمانروا ان کے گھر میں گیا۔ مدرس نے اس سے کہا: "میں حقے میں پانی ڈالتا ہوں اور تم آگ کا بندوبست کرو یا اس کے برعکس [یعنی تم حقے میں پانی ڈالو اور میں آگ کا بندوبست کرتا ہوں]" یوں انہوں نے اس کو دوسروں کے مساوی قرار دیا۔ اس کے بعد اس (فرمانروا) کو مزید لالچ کی نہ سوجھی۔ جب انہوں نے ایسے شخص سے یہ کہا: "تم آگ تیار کرو" جس شخص کی سب لوگ تعظیم کرتے تھے، سب اس کیلئے نجانے کیا کیا کرتے تھے۔ وہ ان افراد کو اس طرح مغلوب کر لیتے تاکہ آپ سے کسی چیز کا مطالبہ کرنے کی جرأت نہ کریں۔ میں وہاں موجود تھا جب رضا شاہ کی طاقت کے زمانے میں کسی نے لکھا تھا، اس وقت کہ جب شاہ نہیں تھا، اس وقت ایک بے عقل جابر تھا جو کسی چیز کو باقی نہیں رہنے دیتا تھا۔ کسی نے آکر کہا: "میں نے عدلیہ کیلئے کچھ تحریر کیا ہے، آپ اسے حضرت اشرف تک پہنچا دیجئے۔ اس سے ملتے جلتے الفاظ، آپ ان کو دیکھ لیجئے"۔

---

1. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۴۵۔

2. صحیفہ امام، ج۸، ص۶۷۔

[مدرس نے] کہا: ''رضاخان تو یہ بھی نہیں جانتا ہے کہ عدلیہ کو ''الف'' سے لکھا جاتا ہے یا ''ع'' سے۔ میں یہ اسے دوں تاکہ وہ دیکھے؟''
وہ یہ باتیں غیر موجودگی میں ہی نہیں کہتے تھے، بلکہ اس کی موجودگی میں بھی کہتے تھے۔ یہ تھا ان کا حال۔ یہ کیا تھا؟ یہ اس لیے تھا کیونکہ وہ آزاد منش تھے، وہ خواہشات نفسانی کے غلام نہیں تھے۔[1]

میں ان کے اقرباء کو جانتا تھا

آقائے کاشانی جوانی سے نجف میں تھے اور وہ ایک مجاہد عالم دین تھے۔ سامراج کے ساتھ مقابلہ، اس وقت برطانیہ تھا اور اس کے ساتھ مقابلہ تھا۔ ایران میں بھی آئے تو انہوں نے اپنی ساری زندگی اس مسئلے میں صرف کردی۔ میں ان کے اقرباء کو جانتا تھا۔[2]

یہ طمانچہ کھائے گا

ایک گروہ جو شروع سے ہی بدعنوان تھا، میں اس کی جڑوں کو جانتا ہوں، ایک گروہ جو اسلام اور مسلمان علمائے دین کا شدید مخالف تھا، یہ لوگ شروع سے ہی مخالف تھے۔ شروع میں ہی جب آیت اللہ کاشانی مرحوم نے دیکھا کہ غلط کام کر رہے ہیں تو انہوں نے گفتگو کی۔ انہوں نے ایک کام یہ کیا کہ پارلیمنٹ کے قریب ایک کتے کو عینک لگائی اور اس کا نام آیت اللہ رکھا! یہ واقعہ اس[3] کے زمانے میں پیش آیا جس کے نام پر یہ لوگ فخر کرتے پھرتے ہیں جبکہ وہ خود بھی مسلمان نہیں تھا! اس دن میں تہران کے ایک عالم دین کے گھر پر تھا کہ میں نے یہ خبر سنی کہ ایک کتے کو عینک لگا کر اسے آیت اللہ کے نام سے سڑکوں پر گھمایا جا رہا ہے۔ میں نے آقا[ئے طالقانی] سے عرض کیا: ''یہ کسی ایک شخص کی مخالفت نہیں ہے، یہ طمانچہ کھائے گا'' اور زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس نے طمانچہ کھایا اور اگر وہ رہ جاتا تو اسلام کو طمانچہ مارتا۔[4]

کوئی بھی نہیں اٹھا، میں اٹھا

ایک زمانے میں ان [آیت اللہ کاشانی] کی شان و شوکت یہ تھی کہ جب وہ اپنے گھر سے آنا چاہتے، فرض کریں کہ وہ مسجد شاہ آنا چاہتے تو مسجد شاہ والے مطلع ہونے کے بعد اعلان کرتے [اور استقبال کو آتے]۔ یہ تھا ان کا مقام۔ بعد میں انہوں [حکام] نے دیکھا کہ اگر ایک عالم دین میدان میں ہو تو وہ یقیناً اسلام کو بالادستی دے گا اور تھا بھی ایسا ہی۔ اس لیے انہوں نے آپ [آیت اللہ کاشانی] کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ اس حد تک ان کے خلاف تشہیراتی مہم چلائی گئی کہ ایک کتے کو عینک لگائی گئی اور جیسا کہ میں نے سنا ہے، اس کو عینک لگا کر پارلیمنٹ ہاؤس کا چکر لگایا گیا اور اس کو آیت اللہ کے

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۴۵۲۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۸، ص ۲۴۸۔
3. سابق وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۵۶۔

نام سے پکارا جاتا۔ میں خود ایک مجلس میں موجود تھا کہ مرحوم آقائے کاشانی اس مجلس میں آئے، یہ مجلس، مجلس عزا تھی، کوئی بھی [ان کے احترام میں] نہ اٹھا، صرف میں اٹھا اور تہران کے ایک اور عالم دین کہ جواب بھی زندہ ہیں۔ میں نے انہیں [بیٹھنے کیلئے] جگہ دی۔ لوگوں نے ان کیلئے جگہ تک خالی نہ کی۔[1]

انہی اوپر والوں کی بات کر رہا ہوں

خدا جانتا ہے کہ پردے کے خاتمے کی تحریک کے دوران انہوں نے کیا کیا مظالم ڈھائے۔ حتی بزرگ علماء تک کو تجویز پیش کی کہ تم اپنی بیویوں کے ساتھ محفلوں میں شریک ہوا کرو۔ اپنی بیویوں کے ساتھ محفلوں میں آیا کرو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص مرحوم آقائے کاشانی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ "حکم دیا گیا ہے کہ آپ اس محفل میں جو ایسی ویسی ہے، شریک ہوں"۔ انہوں نے جواب دیا کہ "انہوں نے فلاں کچھ کھالیا ہے" اس شخص نے کہا کہ "اوپر والوں نے حکم دیا ہے" انہوں نے "جواب دیا کہ "میں بھی انہی اوپر والوں کی بات کر رہا ہوں"۔[2]

امریکہ اور برطانیہ کو مسلط نہ ہونے دیں

ایک دن آقائے بروجردی، آقائے حجت، آقائے صدر اور آقائے خوانساری (رضوان اللہ علیہم) ایک سیاسی مسئلے پر گفتگو کرنے کیلئے ہمارے گھر میں اکٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ہر کام سے قبل ان بظاہر مقدس نظر آنے والوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں۔ ان کے ہوتے ہوئے ایسا ہی ہے جیسے دشمن نے آپ پر حملہ کر دیا ہو اور کسی شخص نے آپ کے ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہو۔ یہ افراد کہ جو فقط نام کے مقدس ہیں نہ کہ حقیقت میں اور برائیوں اور مفادات سے آگاہ نہیں ہیں، انہوں نے آپ کے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔۔۔ اگر کوئی ایک شخص کہے کہ "آؤ! زندہ رہو۔ آؤ! ہم اغیار کے پرچم تلے زندگی نہ کریں۔ امریکہ اور برطانیہ کو اس قدر اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دیں اور اسرائیل کو، اس طرح مسلمانوں کو نابود کرنے نہ دیں" تو یہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۲۴۰۔
2. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۳۲۰۔
3. ولایت فقیہ، ص۱۹۷۔ (قدیم ایڈیشن)

میں نے خطرناک فیصلہ کرلیا تھا

میں نے اس رات کو جس کے اگلے دن مسجد سید عزیزاللہ [1] میں حکومتوں کی بیداری کیلئے دعا کیا جانا طے پایا تھا، اطلاع ملی کہ حکومت مخالفت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ یہاں علماء کی ذمہ داری دوسری ہے۔ میں نے خداوند تعالیٰ سے دعا مانگنے کے ساتھ ساتھ حتمی فیصلہ کرلیا اور کسی کو بھی اس سے آگاہ نہ کیا لیکن خدا تعالیٰ نے حکومت، شاہ اور ملت پر کرم کیا۔ اگر خدانخواستہ علمائے تہران کے ساتھ کوئی گستاخی کی جاتی تو میں نے ایک خطرناک فیصلہ کرلیا تھا۔ لیکن حکومت آدھی رات کے بعد متوجہ ہوگئی کہ عوامی طاقت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور آدھی رات کے وقت انہوں نے تہران کے بزرگ علمائے دین سے تحریر حاصل کرلی کہ یہ شورش ختم ہوجائے گی اور صبح علمائے قم کیلئے بھی ٹیلی گراف بھیج دیا۔ [2]

سیاسی معاملے کا ہم سے کیا تعلق!

سازشیوں نے ہمیں اس قدر تلقین کی ہے کہ ہم بھی باور کرنے لگ گئے ہیں کہ "تیرا اس سے کیا تعلق کہ کیا ہو رہا ہے؟ تو اپنے درس میں مصروف رہ! تو اپنی فقہ میں مصروف رہ! تو اپنے فلسفے میں مصروف رہ! تو اپنے عرفان میں مصروف رہ! تیرا اس سے کیا واسطہ کہ کیا ہو رہا ہے؟" اس وقت کہ جب شروع میں یہ مسائل پیش آئے تو ہمارے ایک دوست نے کہ جو بہت اچھے تھے، بہت نیک انسان تھے اور مرد عمل بھی تھے، لیکن میں نے جب اس مسئلے کے بارے میں ان سے کہا کہ اس سلسلے میں ہمیں تحقیق کرنی چاہیے تو انہوں نے کہا: "اس کا ہم سے کیا تعلق! یہ ایک سیاسی کام ہے۔ اس کا ہم سے کیا تعلق!"۔ [3]

بہتر ہے کہ ہم دعا مانگ لیں

ایک عالم دین، کہ جو واقعی دانشمند ہے، کے بارے میں ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں مکے میں تھا، اسی کشمکش کے دوران جو شاید اس سے ایک سال قبل ہوئی تھی، اس کشمکش کے دوران جو ہم سب اور اس شخص [شاہ] کے درمیان ہوئی۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں [اور ایک اور شخص ہم دونوں] مسجد الحرام میں قبلہ رخ بیٹھے تھے۔ میں نے کہا کہ بہتر ہے کہ ہم یہاں دعا مانگ لیں۔ تو اس نے کہا کہ نہیں، بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی سلامتی کیلئے دعا کریں، بالکل یہی بات اس نے کی۔۔۔ بعض اوقات ایسی منطق بھی تھی۔ [4]

---

1. مسجد سید عزیزاللہ، تہران میں ہے اور طے یہ تھا کہ علماء کی اپیل پر تہران کے مسلمان عوام ۸-۹-۴۱ کو اس میں اکٹھے ہو کر صوبائی اور ضلعی کونسلوں کے پاس کردہ قانون کے خلاف حتمی فیصلہ کریں گے۔ کابینہ نے رات کو میٹنگ بلائی اور نتیجہ نکالا کہ عوام اور علماء کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے رات کو اس قانون کے کالعدم ہونے کا اعلان کردیا گیا اور راتوں رات قم کے مراجع تقلید کو ٹیلی گراف ارسال کرکے اس کے منسوخ کئے جانے کی اطلاع دے دی تاکہ لوگوں کے اجتماع کی روک تھام ہوسکے۔
2. صحیفہ امام، ج۱، ص۱۱۵۔
3. صحیفہ امام، ج۲۰، ص۱۱۷۔
4. صحیفہ امام، ج۱۱، ص۹۶؛

خود ہی تشریف لے آئیں

اگر حضرت امام زمانہ (ع) خود ضروری سمجھتے ہیں تو خود ہی تشریف لے آئیں ! ایک عالم دین (خدا اس پر رحمت نازل کرے) یہ کہا کرتا تھا کہ "میں حضرت صاحب العصر (ع) سے زیادہ اسلام کا ہمدرد نہیں ہوں اور وہ بھی یہ [ظلم و ستم] دیکھ رہے ہیں، لہذا خود ہی آئیں [اور ٹھیک کر دیں] میں کیوں کروں"!۔[1]

خدا کی قسم میں کبھی خوفزدہ نہیں ہوا

اب یہ تو کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ حضرات کہیں کہ آپ نے [اخبار] اطلاعات پر تہمت لگائی ہے۔ آپ کا لکھا ہوا اخبار اطلاعات کے دفتر میں موجود ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ اس کو ضرور تحریر کریں اور آپ نے اس کی تردید نہیں کرنے دی۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ جناب آئین کے مطابق عمل کیجئے۔ [اگر] اخبارات آزاد ہیں، قلم آزاد ہے تو ان کو مطالب تحریر کرنے دیں۔ اگر تم دین رکھتے ہو تو اس کے مطابق عمل کرو اور اگر تم دین کو قدامت پسندی جانتے ہو تو آئین کے مطابق عمل کرو اور انہیں لکھنے دو۔

اخبارات اطلاعات کا ایڈیٹر منت سماجت کرنے لگا۔ میں نے اسے پیغام دیا کہ میں ان افراد میں سے نہیں ہوں کہ جو حکم دینے کے بعد سو جاتے ہیں کہ اس پر خود بخود عملدر آمد ہو جائے گا۔ میں آخر تک اس کی پیروی کرتا ہوں۔[2]

یہ سیاست تمہارے ہی لیے ہے

میں نے الحاج آقا روح اللہ خرم آبادی مرحوم[3] سے ایک واقعہ سنا ہے اور ایک واقعہ میرا اپنا ہے۔ مرحوم آقائے کاشانیؒ کو خرم آباد سے شہر بدر کیا گیا اور انہیں قلعہ فلک الافلاک یا کسی اور جگہ قید کیا گیا۔ آقائے الحاج روح اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس شخص سے جو وہاں فوج کا بڑا افسر تھا اور

امام خمینیؒ کا اشارہ اس استدلال کی جانب ہے کہ جو بعض افراد کہتے تھے کہ چونکہ شاہ دنیا میں واحد شیعہ بادشاہ ہے اس لیے اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔

1. صحیفہ امام، ج ۳، ص ۳۴۱۔

2. صحیفہ امام، ج ۱، ص ۲۹۲۔

3. آیت اللہ روح اللہ کمالوند خرم آبادی لرستان کے ممتاز علماء میں سے تھے وہ قم میں مقیم تھے اور امام خمینیؒ کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔

رہے ہیں؟ سیاست آپ کے شایان شان نہیں ہے۔ آپ کیوں اس میں حصہ لیتے ہیں؟" اس نے ایسی باتیں کرنا شروع کیں۔ آقائے کاشانی نے کہا: "تم بہت بڑے گدھے ہو" آپ نہیں جانتے کہ اس وقت یہ بات کرنا [کہنے والے کے] قتل کے مترادف تھا۔ انہوں نے کہا کہ "تم بہت بڑے گدھے ہو۔ اگر میں سیاست میں حصہ نہ لوں تو اور کس کو حصہ لینا چاہیے؟"۔

آقائے کاشانی اس کی نگرانی میں قید تھے۔ میں اب جو کہہ رہا ہوں کہ رضاخان کے زمانے میں قید تھے تو آپ یہ تصور کرتے ہیں کہ اس زمانے میں قید ہونا دوسرے زمانوں میں قید ہونے جیسا تھا۔ البتہ اس کا بیٹا بھی باپ جیسا تھا۔ لیکن جو شخص گرفتار ہو جاتا تو اگر وہ عام فرد ہوتا تو اس حد تک مرعوب ہوتا کہ اس کیلئے ممکن ہی نہ تھا کہ کسی کے خلاف مثلاً حکومت یا جو وہاں ہوتا اس کے خلاف کوئی بات کر سکتا۔ الحاج آقائے روح اللہ مرحوم نے بتایا کہ میں نے وہاں کے فوج کے سربراہ سے کہا کہ مجھے آقائے کاشانی کے پاس لے جاؤ۔ اس نے میری بات مان لی اور ہمیں ان کے پاس لے گئے۔ وہ سربراہ وہیں تھا، میں بھی تھا اور آقائے کاشانی بھی۔ وہ آقائے کاشانی کی جانب رخ کر کے کہنے لگا: ''جناب! آپ نے کیوں اپنے آپ کو زحمت میں ڈالا ہے؟ آخر آپ سیاست میں کیوں حصہ لے

ایک واقعہ میرا اپنا ہے۔ ہم جب قید تھے اور طے یہ پایا تھا کہ ہمیں قید سے نکال کر قیطریہ میں نظر بند کیا جائے، اس وقت پولیس چیف وہاں موجود تھا اور ہمیں اس محفل سے اس کے پاس لے گئے اس نے باتوں باتوں میں کہا کہ ''جناب! سیاست تو جھوٹ کا نام ہے، دھوکے کا نام ہے، فریب کا نام ہے، عیاری کا نام ہے۔ یہ آپ ہمارے لیے رہنے دیجئے'' میں نے اس سے کہا: ''یہ سیاست تمہارے ہی لیے ہے'' البتہ اس نے بعد میں یہ جھوٹ بولا کہ '' [علماء نے ہمارے ساتھ] سمجھوتہ کر لیا ہے۔ وہ سیاست میں حصہ نہیں لیں گے''! اور ہم نے بھی اس کا جواب دے دیا۔[1]

قلم اس کے ہاتھ سے گر گیا

جیسا کہ میں نے سنا ہے، اس محمد رضا نے اپنے مظالم کے سال کے اواخر میں، جب ایران اٹھ کھڑا ہوا اور وہ احتجاج کیا، وہ تحریک چلائی اور انقلاب برپا کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ غیر ملکی اس کا تحفظ نہیں کر سکتے ہیں، اب یہ کٹھ پتلی کسی کام کی نہیں، بعض افراد کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے جو خود ان میں سے ہی تھے اور موقع پر موجود تھے، جب امریکہ کی جانب سے افراد اس کے پاس آئے اور اسے کہا گیا کہ اب تمہیں جانا ہی ہوگا، وہ قلم بدست بیٹھا ہوا تھا، اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور قلم اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ اس قدر کمزور تھا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ اس نے ملت کے ساتھ کیا کیا۔[2]

یہ ہمارے ملک کی اہم شخصیت ہے

میں نے بارہا کہا ہے اور مجھے اس کا بہت ہی زیادہ دکھ ہے۔ میں پھر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جب میں نے شاہ کی تصویر دیکھی وہ جانسن کے پاس کھڑا ہے اور جانسن نے اپنی عینک اٹھائی ہے اور اس طرف سے اپنی آنکھوں کو اس طرح کر رہا ہے اور دیکھ رہا ہے لیکن اس کو نہیں دیکھ رہا ہے اور وہ [شاہ] میز کے اس طرف تھا۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہے، وہ میز کے اس طرف یوں کھڑا ہے جیسے استاد کے سامنے مکتب میں پڑھنے والا بچہ کھڑا ہو۔ یہ چیز مجھے بہت دکھ پہنچاتی ہے۔ مجھے اس کا دکھ ہوا کہ ہماری یہ کیا حالت ہے کہ یہ شخص ہمارے ملک کی نام نہاد پہلی اہم شخصیت ہے جو اس کے سامنے اس طرح کھڑا

---

1. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۴۳۰۔
2. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۳۰۔

ہے اور وہ بے اعتنائی کے ساتھ آنکھیں پھیر کر اخبار کو دیکھ رہا تھا، میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے اس تصویر کو ایرانی اخبارات میں شائع کرنے کیلئے دباؤ بھی ڈالا تھا۔[1]

آپ فتحیاب ہوں گے

مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ فتحیاب ہوں گے، انشاء اللہ، کیونکہ مجھے اپنی ملت میں اس قسم کا جذبہ نظر آرہا ہے۔ یہ ایک دو دفعہ کی بات نہیں ہے۔ نجف سے یہاں تک میرا اسامنا بہترین جوانوں سے ہوا ہے۔ ایسے جوانوں سے کہ جن کا ابھی عنفوان شباب ہے۔ ان میں سے ایک نجف میں میرے پاس آیا اور اصرار کے ساتھ مجھے قسم دینے لگا کہ آپ [دعا کریں کہ] میں شہید ہو جاؤں۔[2]

ایک شخص نے مجھے بتایا

ایک واقعہ جو مجھے بہت دلچسپ لگتا ہے یہ ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میں نے مظاہروں کے دوران تہران میں دیکھا کہ ایک عورت کے ہاتھ میں برتن تھا جس میں پیسے تھے، وہ عورت کھڑی تھی، میں نے خیال کیا کہ یہ فقیرنی ہے اور پیسے مانگ رہی ہے۔ وہ عورت بوڑھی تھی۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے استفسار کیا تو اس نے جواب دیا کہ آج چھٹی کا دن ہے اور یہ ٹیلی فون ایکسچینج بند ہے۔ میں اس لیے یہ لئے ہوئے ہوں کہ جو شخص فون کرنا چاہتا ہو وہ اس سے پیسے لے کر ٹیلی فون بوتھ میں ڈال کر فون کر لے۔

یہ ایک معمولی واقعہ ہے، لیکن اس کے اندر بہت کچھ ہے۔ یہ بھی انہی تبدیلیوں کا ایک حصہ ہے جو رونما ہوئی ہیں یا وہ واقعہ جو ایک دوسرے شخص نے بیان کیا ہے کہ اگر ان مظاہروں میں کسی کو ایک سینڈوچ دیا جاتا، اس شخص کا کہنا ہے کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ اس سینڈوچ کے مختلف ٹکڑے کر دیتا اس کے متعدد لقمے بنا دیتا۔ اس قسم کے جو امور ہیں وہ ابتدائی طور پر معمولی نظر آتے ہیں، لیکن یہ معمولی نہیں ہیں۔[3]

مجھے اور تمہیں دعا کرنی چاہیے

کل تقریباً اسّی سالہ بوڑھا اس کی عمر ستر سے اسی سال تک ہوگی، سن رسیدہ شخص آیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور ایک طرف چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا اور دوبارہ آرہا تھا۔ دوسری مرتبہ جب میرے پاس آیا تو رو رہا تھا۔ میں نے اس کے بہتے ہوئے آنسو دیکھے۔ وہ کہہ رہا تھا: ''میں محاذ جنگ پر جانا چاہتا ہوں'' میں نے اس سے کہا کہ مجھے اور تمہیں دعا کرنی چاہیے اور جنگ جوانوں کو لڑنی چاہیے۔[1]

---

1. صحیفہ امام، ج۸، ص۱۰۱۔
2. صحیفہ امام، ج۱۰، ص۱۲۔
3. صحیفہ امام، ج۸، ص۴۲۵۔

میں نے اس سے مصافحہ کیا

کل ایک شخص جس کی ٹانگیں اس حصے سے کٹ چکی تھیں بیساکھی کے سہارے یہاں آیا۔ میں نے اس سے مصافحہ کیا۔ کہنے لگا کہ "آپ دعا کیجئے کہ میں شہید ہو جاؤں" یہ جذبہ اسلام کا نتیجہ ہے۔[2]

ناقابل فراموش واقعہ

ایک واقعہ میرے لیے ناقابل فراموش ہے، اگرچہ تمام مناظر ایسے ہی ہیں۔ وہ ایک جوان لڑکی کی ایک ایسے پاسدار کے ساتھ شادی کا واقعہ ہے، جنگ کے دوران جس کے دونوں بازو کٹ چکے تھے اور دونوں آنکھوں کو نقصان پہنچا تھا[3]، خلوص و محبت سے لبریز عظیم روح کی حامل اس بہادر لڑکی نے کہا کہ "میں چونکہ خود محاذ جنگ پر نہیں جا سکی ہوں، اس لیے میں اس شادی کے ذریعے انقلاب اور دین کے سلسلے میں اپنا فرض ادا کرنا چاہتی ہوں" اس منظر کی روحانی عظمت، انسانی قدر اور ان کے الٰہی ترانوں کو مصنفین، شعرائ، خطبائ، مصور، اداکار، عرفائ، فلسفی، فقہاء اور جن کو بھی آپ فرض کریں وہ بیان نہیں کر سکتے ہیں اور اس کا مرقع نہیں کھینچ سکتے ہیں۔ اس عظیم لڑکی کی فداکاری، خداپسندی اور معنویت کو کوئی بھی مروجہ معیارات پر نہیں پرکھ سکتا ہے۔[4]

لوگ ایک خاندان تھے

لوگوں کے درمیان پایا جانے والا تعاون کا احساس کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بھی ایک الٰہی مسئلہ ہے کہ جن افراد کا آپس میں کوئی تعلق نہیں تھا، کوئی واسطہ نہیں تھا، ان کا آپس میں اس حد تک تعلق قائم ہو گیا اور اس قدر ایک دوسرے کے قریب ہو گئے کہ ایک ہی خاندان بن گئے، گویا عوام ایک ہی خاندان تھے اور یہ خاندان کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔

[کسی نے] کہا کہ ان مظاہروں کے دوران دس بارہ سال کے ایک نوجوان نے جو بائی سائیکل یا موٹر سائیکل پر سوار تھا، سامنے سے آنے والے ایک ٹینک پر حملہ کر دیا۔ یہ نوجوان ٹینک کے نیچے آ کر کچلا گیا! بہر حال یہ ماحول بن چکا تھا۔ یہ تبدیلی ایک الٰہی تبدیلی تھی اور ایک غیبی ہاتھ نے عوام کو اس طرح تبدیل کر دیا تھا۔[5]

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۳۰۷۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۴۳۔
3. امام خمینیؒ نے رضاکار بہن "مہری یزدانی" کا عقد جنگی زخمی برادر "مجتبیٰ شاکر" کے ساتھ خود پڑھا۔
4. صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۱۹۴۔
5. صحیفہ امام، ج ۸، ص ۴۲۶۔

میں سمجھ گیا کہ غیبی ہاتھ کارفرما ہے

پیرس میں اپنی رہائش کے آخری ایام میں ایک بات کی طرف میری توجہ مرکوز ہوئی اور اس انقلابی تحریک کی کامیابی کی مجھے بہت زیادہ امید ہوگئی۔ پیرس میں جن افراد اور اجتماعات کو اس کی یاددہانی کرا سکتا تھا، میں نے کرائی۔ وہ بات یہ تھی کہ دنیا میں رونما ہونے والے انقلابات میں ایسا کم ہی ہوا ہے یا شاید بالکل نہ ہوا ہو کہ ایک بات ملک کے مرکز میں کہی جاتی ہو اور انتہائی دور دراز کے پسماندہ دیہاتوں میں بھی وہی بات کہی جاتی ہو۔اس بات کو روشن خیال افراد بھی کہتے ہوں اور گلی کوچوں کے عوام، کسان اور کاشتکار بھی اسی کا مطالبہ کرتے ہوں۔ میں اس وقت مطلع ہوا اور ایران سے میرے پاس آنے والے بعض افراد نے مجھے اطلاع دی کہ ملت ایران کا مطالبہ ایسا ہے کہ جو زبان زد خاص وعام ہے حتیٰ کہ ہر اعتبار سے پسماندہ ترین دیہاتوں تک یہ مطالبہ پھیل گیا ہے۔ آخری دنوں میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں کمرہ کے دیہاتوں، چاپلق کے دیہاتوں اور لرستان کے دیہاتوں میں گیا اور وہاں چل پھر کر میں نے جائزہ لیا۔اس شخص نے یہاں آکر کہا کہ میں جن دیہاتوں میں بھی گیا، میں نے دیکھا کہ صبح ہوتے ہی جلوس نکالا جاتا، عالم دین آگے آگے اور دیہات کے لوگ اس کے پیچھے ہوتے۔ اس شخص نے ایک دیہات کا نام لیتے ہوئے کہا کہ میں وہاں گیا، حسن فلک دیہات جو کہ کمرہ کے مضافات میں ہے، ایک قلعہ ہے، جب میں نے اس کو دیکھا تھا تو شاید اس وقت دس پندرہ خاندان وہاں رہتے تھے، چھوٹا تھا اور ایک پہاڑ کے دامن میں واقع تھا۔اس شخص نے کہا کہ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ وہاں بھی وہی باتیں تھیں جو تہران میں تھیں۔

یہ ایک پھیلاؤ تھا جو [انقلاب] سارے ایران میں وجود میں لایا تھا اور دوسرے پھیلاؤ کا تعلق گروہوں اور جماعتوں سے تھا۔پرائمری اسکولوں کے بچے یا ان سے بھی چھوٹے بچے وہی نعرے لگاتے تھے جو سارے عوام لگاتے تھے۔ مزدور، ٹھیکیدار، اساتذہ، عدلیہ کے ارکان، علمائ، طالب علم اور روشن خیال افراد سب کا ایک ہی مطالبہ تھا اور سب متحد تھے۔

میں نے اس سے یہ سمجھا کہ غیبی ہاتھ کارفرما ہے۔انسان جس قدر بھی روشن خیال ہو اور جس قدر بھی چاہے کہ ایسی صورتحال پیدا ہو تب بھی اس وسعت کے ساتھ ایسی صورتحال پیدا نہیں کی جاسکتی ہے۔ میں نے یہ جانا کہ خدائے تبارک وتعالیٰ کی اس مسئلے پر نظر ہے اور اس سے مجھے کامیابی کا یقین ہو گیا، البتہ میرا اندازہ یہ نہیں تھا کہ اتنی جلدی اور اس آسانی سے کامیابی حاصل ہو جائے گی۔[1]

یہ کتّا مامور ہے

آج بھی جماران کا ایک عالم دین آیا اور اس نے ایک واقعہ بیان کیا، اس واقعے سے بھی میں نے یہ جانا کہ ہم پر خدا تعالیٰ کی عنایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ ''ایک گھر جو غالباً شمیرانات میں ہے، یہ حضرات جو کمیٹی میں ہیں، انہوں نے اور پاسداروں وغیرہ نے یہ سن رکھا تھا کہ یہ جوئے کا اڈا ہے، یہ اس کو سیل کرنے کیلئے وہاں گئے تو دیکھا کہ اس گھر میں جوا بھی کھیلا جاتا ہے اور شراب وغیرہ بھی ہے۔ایک پاسدار پچھلے حصے کو دیکھنے کیلئے گیا تو ایک کتے نے گویا اس پر اس طرح حملہ کیا کہ اس کو تہہ خانے میں جانے پر مجبور کیا۔ پاسدار تہہ خانے میں گیا تو دیکھا کہ وہاں بھاری مقدار میں اسلحہ وغیرہ تھا! شاید

---

1. صحیفہ امام، ج۶، ص۴۸۹۔

یہ خبر بعد میں ریڈیو وغیرہ سے عوام تک پہنچائی جائے''میں نے اس شخص سے کہا کہ یہ کام کتے کی راہنمائی میں ہوا ہے اور یہ کتا مامور ہے۔ ساری دنیا مامور ہے۔ اس دن ہوا اور سنگریزے مامور تھے[1] اور آج اس واقعہ میں یہ کتا مامور تھا۔[2]

نیک علماء کی وجہ سے وہ جگہ اچھی جگہ تھی

محلات ایک ایسی جگہ ہے جہاں میں موسم گرما میں بعض اوقات جایا کرتا تھا اور وہاں میں یہ محسوس کرتا کہ محلات کے لوگ دوسری جگہوں کے لوگوں سے مختلف ہیں۔ دوسری بعض جگہوں کی نسبت ان لوگوں کی توجہ بہت اعتبار سے دین کی طرف زیادہ ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ جگہ نیک علماء کی وجہ سے اچھی تھی۔[3]

گلی میں ٹہلتے تھے

میں نے اپنے زمانے کے علماء میں خود ایسے افراد کو دیکھا ہے کہ جو ایک مملکت، بلکہ قطر شیعہ کی ریاست تامہ رکھتے تھے اور ان کی زندگانی رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے تالی تلو تھی، جناب استاد معظم اور فقیہ مکرم الحاج شیخ عبد الکریم حائری یزدیؒ کہ جن کے پاس ۱۳۴۰ سے ۱۳۵۵ ھ ق تک شیعوں کی ریاست تامہ اور مرجعیت کاملہ تھی، ہم سب نے دیکھا کہ ان کی سیرت کیسی تھی۔ وہ اپنے نوکر اور خادم کے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے۔ وہ زمین پر بیٹھتے اور جونیئر طالب علموں کے ساتھ عجیب و غریب مزاح فرماتے۔ آخری ایام میں جب ان کی طبیعت ناساز ہوئی تو مغرب کے بعد وہ مختصر سا کپڑا اپنے سر پر لپیٹ کر اور سادہ سے جوتے پہن کر گلی میں ٹہلتے، لوگوں کے دلوں میں ان کا احترام زیادہ ہوتا اور ان کاموں سے ان کی ساکھ متاثر نہ ہوتی۔[4]

ان کو دیکھنا ہی انسان کیلئے درس تھا

شروع میں جب ہم قم آئے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں کیا افراد تھے، زہد و تقویٰ کے اعتبار مرحوم شیخ ابوالقاسم قمی، مرحوم شیخ مہدی اور دوسرے افراد قم کی صف اول کی شخصیات تھیں۔ قم میں متقی شخص اور جن کی بات سب مانتے تھے مرحوم مرزا سید محمد برقعی اور مرحوم مرزا محمد ارباب تھے۔ میں ان سب کے گھروں میں جا چکا ہوں۔ شیخ ابوالقاسم مرحوم کو ظاہری ریاست بھی حاصل تھی اور معنوی بھی۔ آپ زاہد تھے اور آپ کا رہن سہن دوسروں جیسا تھا۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی طالب علم ان جیسا تھا۔ ان کا معیار زندگی دوسرے طلباء سے اگر پست نہیں تھا تو بلند بھی نہیں تھا، بلکہ پست ہی تھا۔

---

1. امام خمینیؒ کا اشارہ جاسوسی کے اڈے کے یرغمالیوں کی آزادی کے قصد سے امریکہ کی جانب سے کئے جانے والے ناکام حملہ '' طبس'' کی طرف ہے۔ اس تپتے ہوئے صحرا میں خدا تعالیٰ کے حکم سے سنگریزوں کی آندھی آئی جس کے نتیجے میں امریکہ کو رسوا کن شکست کا سامنا کرنا پڑا۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۸۔
3. صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۳۹۴۔
4. چہل حدیث، امام خمینیؒ، ص ۹۷۔

میں کئی مرتبہ مرزا محمد ارباب مرحوم کے گھر گیا۔ان کے گھر کے صرف دو تین کمرے تھے جو بہت سادہ،انتہائی سادہ تھے۔ شیخ مہدی مرحوم کا بھی یہی حال تھااور دوسروں کی صورتحال بھی ایسی ہی تھی۔اس وقت افراد بھی زیادہ تھے۔جب انسان اس ماحول میں ہوتااور انہیں دیکھتا توان کو دیکھناہی انسان کیلئے درس تھا۔ان کا رہن سہن انسان کیلئے ایک حالت اور درس تھا۔انسان کیلئے درس اور سبق تھا۔[1]

کتاب کی پشت پر کچھ لکھاہوا ہے

ایک واقعہ مجھے بتایا گیا ہے، وہ یہ کہ ایک تاجر ایک بڑے عالم دین، مجھے معلوم نہیں کہ وہ عالم دین کون تھے، کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ''جناب! اگر کتاب کی پشت پر کچھ تحریر ہے تو ہمیں بھی بتایئے۔کتاب کے اندر جو کچھ ہے وہ تو معلوم ہے، لیکن اگر کتاب کی پشت پر کچھ لکھا ہوا ہے اور آپ اس سے آگاہ ہیں تو ہمیں بھی بتایئے، کیونکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ آپ لوگ ہمیں نیکی اور بھلائی کی دعوت دیتے ہیں لیکن آپ خود اس کے حامل نہیں ہیں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ اصل معاملہ کچھ اور ہی ہے''۔

اس عالم دین نے گریہ کیااور جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے،اس نے کہا کہ ''جناب! اور کچھ معاملہ نہیں ہے، ہم بدعنوان ہیں''۔[2]

میں آنکھوں کے علاج کے سلسلے میں تہران گیا

مجھے یاد ہے کہ جوانی کے زمانے میں میری بینائی کمزور ہوگئی،اب بھی کمزور ہے،اس وقت امین الملک، خدااس پر رحمت نازل کرے،ماہر امراض چشم تھا۔ میں آنکھ کے علاج کیلئے تہران گیا۔ایک شخص جو ہمیں بھی جانتا تھااور ان سے بھی جان پہچان رکھتا تھا،اس نے مجھے کہا کہ آپ امین الملک کے پاس جایئے اور اس (شخص) نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ فلاں الدولہ کی آنکھ میں تکلیف تھی تو وہ علاج کروانے کیلئے یورپ گیا تھا۔وہاں وہ جس ڈاکٹر اور پروفیسر کے پاس گیا تھا،اس نے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟[اس نے جواب دیا کہ] ایران کا۔میں تہران میں رہتا ہوں۔تو اس نے پوچھا کیا وہاں امین الملک نہیں ہے؟اس نے جواب دیا کہ ہوگا، لیکن میں اسے نہیں پہچانتا ہوں! اس شخص نے مزید کہا کہ اس پروفیسر نے اس سے ملتا جلتا جواب دیا کہ امین الملک ہم سے زیادہ ماہر ہے۔

ہمارے پاس اچھے ڈاکٹر ہیں لیکن ہماری ذہنیت مغرب زدہ ہے۔ڈاکٹروں کا اپنا بھی یہی حال ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۹، ص۲۵۱۔
2. صحیفہ امام، ج۱۸، ص۱۳۔
3. صحیفہ امام، ج۹، ص۴۶۱۔

صرف فرنگی ہی کر سکتے تھے!

میں نے ایک واقعہ سنا ہے جو شاید سو سال پرانا ہے۔ سو سال یا اس سے بھی زیادہ پرانا۔ ہمارے استاد آیت اللہ حائریؒ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا، میں یزد میں تھا اور بلب اس وقت لایا گیا، لوگوں کو وہاں اکٹھا کیا گیا۔ لوگ وہاں جمع ہوئے، وہاں بلب لگایا گیا۔ ایک سیڑھی لائی گئی اور وہاں، ایک بلند جگہ پر بلب لگایا گیا۔ لوگ اس بلب کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ اس سے پہلے لوگوں کے پاس جو چراغ یا بلب ہوتے تھے وہ دوسری طرح کے تھے۔ ایک فرنگی شخص بھی وہاں تھا، وہ تھوڑی دیر کے بعد سیڑھی پر چڑھ کر سوئچ کو حرکت دیتا تو بلب کی روشنی بڑھ جاتی اور لوگ درود بھیجتے، پھر یہ نیچے اتر کر کھڑا ہو جاتا، لوگ بلب کو دیکھتے رہتے۔ یہ شخص دوبارہ اوپر جا کر اس کے سوئچ کو نیچے کرتا اور لوگ شوق سے اس کو دیکھتے۔ یہ تاثر اسی زمانے سے پایا جاتا ہے کہ ہم حتی کہ ایک بلب کا سوئچ بھی آن نہیں کر سکتے ہیں! یہ کام یورپ والے ہی کر سکتے ہیں۔ دوسرے ممالک سے یورپ والوں کو آ کر ہی یہ کام کرنا چاہیے اور اپنا ہاتھ اس طرح کر کے بلب کے سوئچ کو اوپر کرنا چاہیے اور پھر اپنا ہاتھ اس طرح کر کے اسے نیچے کرنا چاہیے۔[1]

اتاترک کے مجسمے کا رخ

میں جس زمانے میں ترکی میں جلاوطن تھا، اس وقت میں نے اتاترک کے مجسمے کو دیکھا جس کا رخ یورپ کی جانب تھا اور اس کا ہاتھ بلند تھا! وہاں مجھے بتایا گیا کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہمیں صرف وہی انجام دینا چاہیے جو یورپ سے درآمد ہوا ہو۔[2]

جائیں دفع ہو جائیں

ہم نے اس قومیت سے کس قدر نقصان اٹھایا ہے۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ جس زمانے میں قومیت کا نعرہ بلند ہوا اور اس نے قومیت کی اتنی زیادہ تعریف کی، اس نے ہمیں نقصان پہنچایا۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ مدرسہ فیضیہ کے طالب علموں کو اس زمانے میں مشین گنوں کا نشانہ بنایا گیا جس طرح پہلوی زمانے میں بنایا گیا۔ میں اور آقائے حائریؒ مدرسہ فیضیہ کے ان طلباء کے پاس گئے جن کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ ڈاکٹروں کو یہ لکھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ یہ زخمی ہوا ہے۔ یہ لوگ دستبردار ہو جائیں، یہ دفع ہو جائیں۔ ان کی حکومت ختم ہونی چاہیے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۵۳۱۔
2. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۵۳۲۔
3. صحیفہ امام، ج۱۳، ص۵۲۔

ایک گدھا بھی لایا گیا!

ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں اور افراد کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس چیز سے مجھے بعض اوقات تکلیف ہوتی]وہ یہ کہ [یہ لوگ ریفرینڈم کرنا چاہتے تھے یا آئین سے متعلق ریفرینڈم کا بائیکاٹ کرنا چاہتے تھے۔ڈاکٹر مصدق کے ریفرینڈم اس طرح کے ہوتے تھے کہ ایک بیلٹ بکس حق میں اور دوسرا مخالفت میں ووٹ ڈالنے کیلئے ہوتا۔ جو بیلٹ بکس مخالفت میں ووٹ ڈالنے کیلئے رکھا گیا تھا اس میں ووٹ ڈالنے کیلئے برے افراد کو لایا گیا۔ جن میں ایک گدھے کو بھی ووٹ ڈالنے کیلئے لایا گیا! انہوں نے اس طرح کے ریفرینڈم کے انعقاد کے ذریعے امریکی آئین مدون کیا۔[1]

نماز مغرب قضا ہو رہی ہے

میں جوانی کے زمانے میں، حضرت عبدالعظیمؑ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا تو ایک بہت زبردست مقرر، بہت بڑا واعظ شخص تھا، لیکن اسلام پر عمل کرنے کا زیادہ پابند نہیں تھا، اس نے دیکھا کہ میرے سر پر عمامہ ہے تو مجھ سے کہا کہ ''آؤ یہاں میرے پاس بیٹھو''۔

ہم بس سے حضرت عبدالعظیمؑ کے آستانے کی طرف جا رہے تھے، وہ باتیں کرتا رہا اور میں سنتا رہا۔ حضرت عبدالعظیمؑ کے آستانے کے قریب پہنچے تو اس نے ڈرائیور سے کہا: ''جلدی جاؤ، کیونکہ نماز مغرب قضا ہو رہی ہے'' حالانکہ ابھی نماز مغرب کا وقت شروع ہی ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا: ''اس وقت تو نماز مغرب قضا نہیں ہو سکتی ہے''! اس نے کہا: ''ایک روایت میں ہے کہ اگر دیر سے پڑھی جائے تو اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے'' میں نے کہا: ''دوسری روایات بھی تو ہیں''۔ کہنے لگا کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں! مسئلہ یہ ہے کہ [منافقین کا گروہ] کہتا ہے کہ میں نہج البلاغہ کی یہ بات تو تسلیم کرتا ہوں، لیکن دوسری نہیں![2]

نہیں کہتا: قیامت پر ایمان نہیں!

جوانی کے زمانے میں ایک دن میں نے دیکھا کہ ان طلباء میں سے دو تین آئے تھے جو کسی حد تک گمراہ تھے۔ البتہ یہ باتیں اس وقت تک نہیں کی گئی تھیں۔ وہ ایک نئی چیز ہی لائے تھے۔ وہ کہنے لگے: ''ہم کو ایک نئی بات کا پتہ چلا ہے اور وہ یہ کہ قیامت یہیں ہے جو کچھ ہے یہیں ہے۔ اگر قیامت ہے تو یہیں ہے۔ اگر جزا ہے تو یہیں ہے۔ جو کچھ بھی ہے یہیں ہے۔ زندگی ایک حیوانی زندگی ہے اور سب کچھ یہیں ہے''۔

وہ یہ نہ کہتا کہ ''میرا قیامت پر ایمان نہیں ہے'' وہ کہتا تھا کہ ''قیامت یہیں ہے'' نہ یہ کہ ''میں قیامت سے متعلق آیات کو تسلیم نہیں کرتا ہوں'' بلکہ کہتا کہ ''قیامت سے متعلق آیات میں قیامت سے مراد اسی دنیا کی قیامت ہے''۔ یہ گروہ جواب سامنے آیا ہے اور دیندار ہے اور انسان ان سے عقیدت رکھتا ہے لیکن غلطی پر ہے، غلط سمجھ رہے ہیں۔ انسان جب ان کی تمام کتابوں، ان کی تمام تحریروں کو اور جرائد وغیرہ میں جو کچھ انہوں نے تحریر کیا ہے [اس کو دیکھتا ہے] اور انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ''اسلام انسان بنانے کیلئے آیا ہے، یعنی ایسے انسان کہ جن میں طبقات نہ ہوں

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۹۹۔

2. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۳۶۴۔

"انہوں نے یہی کہا ہے کہ یعنی انسان حیوان ہو۔ "اسلام آیا ہے تاکہ انسان بنائے، بنا طبقات کے انسان" یعنی یہی، یعنی اس دنیا میں ایک جیسی زندگی گزاریں اور اس عالم میں ایک طرح کی زندگی بسر کریں، ایک حکومت ہو، وہ ان کو راشن دے، سب کو یکساں طور پر راشن دے اور سب لوگ حکومت کی خدمت کریں۔[1]

اٹھو اور دفع ہو جاؤ

گزشتہ شب یا کل ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ "میں فلاں صاحب، شخصیت کے گھر گیا۔ جب میں اس کے گھر سے باہر آیا تو بعض افراد، جو اس کے دفتر میں تھے، نے مجھ سے کہا کہ اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس پر تشدد کیا گیا ہو تو یہاں ایک ایسا شخص ہے"۔

اس نے کہا کہ "ہاں! میں دیکھنا چاہتا ہوں"۔ اس نے کہا کہ "میں گیا، میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کا زخم نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ "سگریٹ کے ساتھ مجھے جلایا گیا ہے اور کیا کیا تشدد کیا گیا ہے" اور سگریٹ کے ساتھ اس کے بدن پر فلاں شخص کا نام بھی تحریر کیا گیا تھا، عدلیہ کے ایک محترم عہدیدار کا نام! اس شخص کا کہنا تھا کہ گرم سگریٹ کے ساتھ میرے بدن کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے، مجھ پر تشدد کیا گیا ہے اور جلایا گیا ہے" اور وہ نام بھی اس کے بدن پر تھا۔ یعنی وہ نام بقول اس کے گرم سگریٹ کے ساتھ اس کے بدن پہ تحریر کیا گیا تھا۔

ان شخص نے کہا کہ "میں نے محسوس کیا کہ جیسے یہ نقش [Tattoo] بنایا گیا ہے"۔ میں نے اس سے گفتگو کی اور پوچھا کہ تمہیں کس نے گرفتار کیا تھا؟ کہنے لگا: "گاڑی میں سوار چند افراد نے مجھے گرفتار کر لیا اور مجھ پر تشدد کیا اور۔۔۔"۔

[میں نے اس سے کہا:] کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟ کہنے لگا: "نہیں! انہوں نے اپنے منہ چھپائے ہوئے تھے"۔

میں نے پوچھا: انہوں نے کس جگہ تم پر یہ تشدد کیا؟

کہنے لگا: "اسی گاڑی میں انہوں نے مجھ پر تشدد کیا اور وہ پاسدار تھے"۔

میں نے کہا: تم نے تو کہا ہے کہ انہوں نے اپنے منہ چھپائے ہوئے تھے تو پھر تم یہ کیسے کہہ رہے ہو کہ وہ پاسدار تھے! شاید وہ تمہارے ہی دوست تھے۔ تو وہ میرا جواب دینے سے قاصر رہا اور جواب نہ دے سکا۔ پھر میں نے کہا: "تم منافقین میں سے ہو اور یہاں شکایت کرنے کیلئے آئے ہو۔ اٹھو اور دفع ہو جاؤ"۔[2]

---

1. صحیفہ امام، ج۳، ص۲۲۳۔
2. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۲۶۹۔

نمازی سلیمان

میں اس تودہ پارٹی کی حقیقت سے آگاہ ہوں۔ جس نے اس تودہ پارٹی کی بنیاد رکھی ہے، وہ مکہ تک ہمارا شریک سفر رہا، وہ سلیمان مرزا تھا، بظاہر دیندار شخص تھا۔ وہ دو تین افراد بھی اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس کی اپنی اولاد نہیں تھی، اس نے ایک لڑکے کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا، اس کو بھی مکہ لایا تھا۔ وہ ان شہروں میں نمازی معروف تھا۔ اس وقت جب یہ نمازی سلیمان معروف تھا اور اس کی بہت تعریف کی جاتی اور کہا جاتا کہ یہ نماز پڑھتا ہے تو پھر تم اس پر کفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہو؟ تودہ پارٹی کی بنیاد نمازی، پرہیزگار اور مکہ جانے والے شخص، سلیمان مرزا نے رکھی تھی اور یہ بلاواسطہ طور پر انگریزوں کا آدمی تھا۔[1]

قلم شیطان کے ہاتھ میں

کل وہ خاتون[2] جو یہاں آئی تھی اور اس نے مجھ سے انٹرویو لیا اس نے ایک یہ سوال مجھ سے پوچھا: ''ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بہت امن پسند ہیں، لیکن دوسرے ممالک میں آپ کا تعارف دوسرے انداز میں کرایا گیا ہے، کیا آپ کو اس سے تکلیف نہیں پہنچتی ہے؟''

میں نے کہا: ''ایک اعتبار سے تو دکھ ہوتا ہے۔ وہ اس اعتبار سے کہ انسان کو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے مفادات کے حصول کی خاطر غلط باتیں کرے۔ میں نے یہ اس سے تو نہیں کہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ شیطان کو خواب میں دیکھا گیا جو بہت خوبصورت تھا۔ اس سے کہا گیا کہ تیری یہ شکل ویسی نہیں ہے جو ہمیں بتائی گئی ہے''۔

اس نے کہا: ''قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے''؛ مسئلہ یہ ہے۔

کل یہاں ایک تصویر لائی گئی اور کہا گیا کہ یہ ہٹلر ہے۔ ہٹلر کا ہاتھ پیچھے کی جانب تھا اور یوں دیکھ رہا تھا۔ میرا ابھی انہوں نے خاکہ بنایا ہے، ہاتھ میں ایک تلوار دی ہے اور سامنے کھوپڑیوں کا ڈھیر لگا ہے! گویا یہ سارے سر، میں نے کاٹے ہیں! ہمیں یہ توقع ہی نہیں رکھنی چاہیے کہ یہ لوگ ہمارے بارے میں کوئی اچھی بات کریں گے۔ [اگر اچھی بات کریں گے تو] اس سے ثابت ہوگا کہ ہم خائن ہیں۔ میں اس وقت کہا کرتا تھا کہ یہ حکومت نہیں سمجھ رہی ہے۔ مجھے شکست دینے کا راستہ یہ ہے کہ یہ میری تعریف کریں۔ یہ ہر روز مجھے گالیاں دیتے ہیں، یہ غلط ہے۔ تم جس قدر زیادہ مجھے گالیاں دیتے ہو تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ ان کا مخالف ہے۔ اگر یہ لوگ میری تعریف شروع کر دیتے، میرا احترام کرتے تو آہستہ آہستہ ہمیں شکست ہو جاتی۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۹، ص۲۳۔
2. اطالوی صحافی ''اوریانا فالاچی''۔
3. صحیفہ امام، ج۹، ص۵۲۷۔

مجھے ایک واقعہ یاد آگیا

دو دن پہلے میں ریڈیو سن رہا تھا، میں نے سنا کہ ایک غیر ملکی ریڈیو سے کہا جا رہا تھا: ''فلاں نے کہا ہے کہ خمینی مرنے کے قریب ہے'' تو مجھے ایک واقعہ یاد آگیا، وہ یہ کہ ایک شخص اپنی طاقت اور اپنے پہلوان ہونے کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ ایک مجمع میں اس نے کہا: ''میں وہ ہوں جس نے فلاں فلاں کام انجام دیئے'' اس نے اپنے کارنامے بیان کئے، منجملہ اس نے یہ کہا: ''میں نے فلاں شخص، فلاں پہلوان کو فلاں جگہ پچھاڑا'' [اتفاق سے] وہ شخص وہاں موجود تھا، اس نے کہا: ''جس شخص کو تو نے پچھاڑا تھا وہ تیری باتیں سن رہا ہے''۔ میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ جس شخص کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے، وہ ان کی باتیں سن رہا ہے اور اس بے عقلی پر ہنس رہا ہے۔[1]

یہ نقطے کیسے ہیں؟

ایک مرتبہ میں ہمدان گیا۔ وہاں کے ایک عالم دین کا فرزند میرے پاس آیا اور ہمدان کا نقشہ لایا۔ اس میں ہمدان کے تمام دیہاتوں کے نام درج تھے اور مختلف شکلوں کے نقطے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پوچھا: ''یہ نقطے کیسے ہیں؟'' اس نے کہا: ''ہر نقطہ معدنیات کی علامت ہے۔ تانبا، تیل اور سونا ہے اور ان کی تصویریں کھینچی گئی ہیں۔ ہر نقطہ کسی نہ کسی چیز کی علامت ہے'' آپ لوگوں نے یہ سنا ہی ہوگا کہ جب گاڑی نہیں تھی وہ [اغیار] ایران میں اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔ انہوں نے یہاں کے بیابانوں تک کو دیکھا اور وہ ہماری تمام چیزوں سے آگاہ ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس [ملک] میں کونسا جال بچھا ہے اور ہمیں مقابلہ کیلئے لیس ہونا چاہیے۔[2]

میں مقامات مقدسہ جانا چاہتا تھا

آج سے شاید تیس سال پہلے میں خوزستان گیا، میں مقامات مقدسہ جانا چاہتا تھا۔ یہ ایک خلیج ہے، ایک دریا یا دو دریا نہیں ہیں، ایک خلیج ہے جس میں بحری جہاز چلتے ہیں [اور اس کے پاس] جہاں تک آنکھ دیکھ سکتی ہے، زمین ہی زمین ہے اور اس میں کھیتی باڑی نہیں ہوتی ہے۔ میرے ذہن میں آیا کہ شاید اس علاقے کی زمین قابل کاشت نہیں ہے۔ ایک جگہ ہم اترے میں نے مٹی مٹھی میں لی، دیکھا کہ مٹی اچھی تھی، لیکن خیانت کار اس میں کچھ بونے نہیں دیتا ہے۔ پانی وہاں ضائع ہو رہا ہے اور زمین بھی بنجر ہو کر رہ گئی ہے۔[3]

---

1. صحیفہ امام، ج۱۶، ص۶۷۔
2. صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴۹۷۔
3. صحیفہ امام، ج۴، ص۳۴۷۔

بات نہیں کی، نماز پڑھنے گیا

مجھے مکہ جانے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک دن میں ایک کتاب خریدنا چاہتا تھا۔ یہ معاملہ کتب فروش کیلئے منافع بخش تھا۔ میں کھڑا تھا کہ اذان ہونے لگی تو اس نے فوراً سب کچھ چھوڑ کر کہا: (سنۃ حنفیۃ) اور مجھ سے بات نہ کی اور نماز پڑھنے چلا گیا! میں نے مدینے میں دیکھا کہ بازار بند تھا، یعنی بازار تو کھلا ہوا تھا، لیکن کوئی بھی موجود نہیں تھا، سب نماز پڑھنے جارہے تھے۔ آپ نماز پڑھنے کیوں نہیں جاتے؟[1]

مجھے دعائے خیر کی ضرورت ہے

۱۔امام خمینیؒ کا سیاسی الٰہی وصیت نامہ؛ نیز صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۱۵۰۔

---

1. صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۱۔

فہرست مطالب

مقدمہ ناشر.......... 1

دیباچہ.......... 2

پہلی فصل.......... 4

امام خمینیؒ کی شخصیت کے مختلف پہلو.......... 4

الف: غیب پر ایمان.......... 4

ہمیشہ خدا نے راہنمائی کی.......... 4

ہم غافل تھے.......... 4

یہ ایک الٰہی معاملہ ہے انسانی نہیں.......... 5

ہمارا پیرس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا.......... 5

میں نے کہا کہ نہیں، میں یہیں رہوں گا.......... 6

یہ خدا کی نظر تھی.......... 6

وہ علوم جو سینوں کے اندر رہیں.......... 7

کئی سالوں تک محنت کرنا پڑتی ہے.......... 7

میں اس کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں.......... 7

وہ ملت جو ایک پولیس اہلکار سے ڈرتی تھی.......... 8

میں کبھی مایوسی کا شکار نہیں ہوا.......... 8

کسی دوسرے کا کام نہ سمجھیں.......... 9

میں نے کبھی سستی سے کام نہیں لیا.......... 9

ہمیں تجربہ ہوا ہے 9
خدا ہے، میری کیا حیثیت ہے 9
ہم بیچ ہیں 10
میری کوئی حیثیت نہیں 10
میں نے اسے اہمیت نہیں دی 10
ہمیں ان خواتین کی پیروی کرنی چاہیے 11
ب: معنویت اور اخلاق 11
جب میں رحمت کی بات کرتا تھا 11
میری نصیحت یہ ہے 12
آپ لوگوں کے قویٰ خدا کے حضور میں ہیں 12
عمر بے کار نہ گزار 12
میرے بیٹے یقین کرو 12
اپنے آپ کو قرض خواہ نہ سمجھ 13
مجھ پر اعتراض مت کر 13
ہم سب کے راہنما بقیۃ اللہ ہیں 14
مجھے اچھا نہیں لگتا 14
ہماری عقیدت پہنچا دیجئے 14
وہ جو میرے نزدیک عظیم ہے 14
ان معنوی راتوں کی قدر کیجئے 15
میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوں 15

اپنے آپ کو حق تعالی کی بارگاہ میں رسوانہ کر..15
شاید میری بدگمانی کی وجہ سے میرا انجام براہو 16
اسی وقت متذکرہو 17
اے غافل! جاگ 17
اے خبیث نفس! 17
تم خودنصیحت قبول نہ کرنے والے واعظ ہو..17
مقام ولایت علی(ع) کی 18
ایسی معرفت کی وجہ سے میرے سر پر خاک ہو..18
میں اپنے بارے میں بتاتاہوں 20
انصاف سے کام لیتے ہوئے ظاہر داری اور ریاکاری کے بغیر جواب دیں۔ 20
ج:انکساری..21
میں بھی دوسرے حضرات کی مانند ایک طالب علم ہوں..21
میں ملت کاایک فرد ہوں 21
یہ خمینی جو طالب علم ہے..21
میں تمام مراجع کے ہاتھ چومتاہوں 22
نجف میں، میں بھی ایک طالب علم تھا..22
میری زندگی بھی دوسرے افراد کی مانند ہے 22
میں خود کوایرانی عوام کاایک سپاہی سمجھتاہوں..23
لوگ ہمیں اپناخادم سمجھتے ہیں 23
میں ملت کے مطالبات بیان کرنے والاہوں 23

لوگ میرے نام کا نعرہ لگاتے ہیں 23
لوگوں نے اپنے مطالبات میرے اندر پائے ہیں 24
ہر کوئی خطاکار ہے 24
ہم عوام کے خادم ہیں 24
میں بھی ملک کا ایک فرد ہوں 25
لوگ ہم پر حق رکھتے ہیں...25
میں دوسرے طالب علموں کی مانند ایک طالب علم ہوں 25
مجھ جیسا شخص تو در کنار 25
میں آپ لوگوں کی استقامت کے آگے متواضع ہوں..26
یہ مجھ سے افضل ہیں 26
میں اس ملت کی تعریف سے قاصر ہوں 26
ہمارے عوام واقعی اچھے ہیں...26
یہ ہمارے آقا ہیں 27
مجھ طالب علم 27
میں جو یہاں بیٹھا ہوں، ایک طالب علم ہوں 27
اگر میں جا سکتا تو چلا جاتا 27
خمینی ایک کمزور طالب علم ہے 28
میں دوسرے لوگوں کی طرح اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں..28
مجھے اپنا ہی ایک فرد سمجھئے 28
میں طالب علم ہوں عہدیدار نہیں 28

مجھے فخر ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں 29
میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ ہم کیا ہیں 29
میرا مطمح نظر قیادت نہیں ہے 29
میں نے وطن کے شایان شان کوئی خدمت نہیں کی 29
میں نے جماران کے باشندوں کی کوئی خدمت نہیں کی 30
میں آپ کی قیادت تسلیم کرتا ہوں 30
اگر مجھے خادم کہا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے 30
ہماری ملت مجھ جیسے فرد کی محتاج نہیں ہے 31
ایران پر میرا کنڑول نہیں، ملت کا کنڑول ہے 31
میرا کوئی حکم نہیں ہے 32
ہم سب خدا کے سپاہی ہیں 32
روح اللہ کون ہوتا ہے؟ 32
اگر میں عہدے کا فائدہ اٹھانا چاہوں تو میرے سر پر خاک ہو 33
اگر میں غلط راستے پر قدم رکھوں تو احتجاج کریں 33
میں اپنے لیے کسی امتیازی حیثیت کا قائل نہیں ہوں 33
جناب چیف جسٹس نے مبالغے سے کام لیا ہے 34
میں تکبر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں 35
ہم اپنے نفس کے چنگل میں، 35
مجھے اپنی زیارت کا شرف بخشا ہے 36
میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا 36

ہم نے ان کے حکم کی تعمیل کی 36
میں ملت سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری معذرت قبول کرے گی 37
د: سادہ زندگی 37
میں وہی ہوں جس کا گھر آپ لوگوں نے دیکھا ہے 37
میں نے کہا کہ یہ جگہ موزوں نہیں ہے 37
یہ ہے صحت افزا مقام پر واقع، ہمارا محل 38
اس چھوٹے گھر میں گنجائش نہیں ہے 38
(ع) اسلامی جمہوریہ ایران کی عدلیہ 38
سپریم کورٹ آف ایران 38
ھ: فرض کی ادائیگی 40
اپنے ضمیر کے سامنے شرمندگی نہ ہو 40
ہمیں حتمی نتیجے کا منتظر نہیں رہنا چاہیے 40
میرا کہنا یہ ہے 40
اگر ہماری دسترس میں ہوا تو ہم بندوق اٹھالیں گے 40
میں کبھی خاموش نہیں رہا 41
میرے لیے نجف میں رہنا ضروری نہیں 41
ہمارے بھی اسلام اور ملت کے ساتھ معاہدے ہیں 42
میرے لئے کوئی خاص جگہ اہم نہیں تھی 42
تشویش کا سبب نہیں ہے 42
میں ایک لمحے کیلئے بھی خاموش نہیں رہا 43

سوال: آپ کی روزمرہ زندگی کا معمول کیا ہے؟ 43

میں نے اسے اپنا شرعی فرض سمجھا 43

جب بھی پابندی محسوس کی 44

جہاں بھی جدوجہد بہتر انداز میں ہو سکتی ہو وہیں چلا جاؤں گا 44

خدا کی زمین وسیع ہے 44

فوراً ایران چلا جاؤں گا 45

میں جہاں بھی خدمت کر سکوں وہی جگہ میرے لیے اچھی ہے 45

میں اپنے فرائض انجام دیتا رہوں گا.. 45

میں اس کام سے دستبردار نہیں ہوں گا.. 46

میرا واحد اصول فرائض کی ادائیگی ہے 46

ہم اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل کر رہے ہیں 46

جس جگہ بہتر خدمت کر سکوں 47

چاہے جو بھی ہو، ہم ضرور جائیں گے 47

میں ایک لمحے کیلئے بھی اپنا موقف تبدیل نہیں کروں گا 48

میری ایک الٰہی ذمہ داری ہے.. 48

ہم نے کامیابی کی شرط پر تحریک نہیں چلائی ہے 49

ہم وجاہت حاصل کرنا نہیں چاہتے ہیں.. 49

ہم سب کی ذمہ داری ہے 50

جب بھی میں نے خطرہ محسوس کیا.. 50

میرا فرض ہے کہ جہاں تک میری آواز پہنچتی ہے، پہنچاؤں 50

کوشش کیجئے صرف خدا پیش نظر ہو 51
موت اور شہادت میرے لیے زیادہ گوارا تھی 51
و: شہادت سے عشق 52
جب تک قلم میرے ہاتھ میں ہے 52
میں خدا سے شہادت کیلئے دعا گو ہوں 53
میں دوسروں سے زیادہ اہم نہیں ہوں..53
اگر میرا خون بہنا ہی ہے 53
یا کامیاب ہو جاؤں یا قتل 54
انہیں میری زندگی کا خاتمہ کرنے دیجئے 54
میں باضابطہ طور پر معذرت خواہ ہوں 54
ہم ہر جگہ موجود ہیں 55
اس طرح قتل ہونا میری سب سے بڑی آرزو ہے 55
میں شہادت کی عظیم کامیابی کا منتظر ہوں 55
اس کی راہ میں شہید ہو جائیں 55
قتل ہونے کیلئے تیار ہو جاؤ..56
میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا ہوں..56
اگر خمینی اکیلا رہ گیا 57
شہادت، شہد سے زیادہ میٹھی ہے..57
میں بدنصیب ہوں جو ابھی تک زندہ ہوں 58
دوسری فصل 59

امام خمینی(علیہ الرحمہ) اور عوام 59
الف: عوام سے محبت 59
خدا کا شکر ادا کرتا ہوں 59
بنیادی مسئلہ میرے بیٹے کا نہیں 59
ہم عوام کے خادم ہیں 60
ملت ہمیں اپنا خادم جانتی ہے 60
جب تک زندہ ہوں سب کا خادم ہوں 60
اپنی ناچیز زندگی پورے خلوص کے ساتھ پیش کرتا ہوں 61
سب کا خادم ہوں 61
دعا کریں کہ میں کوتاہی نہ کروں 61
دعا کریں میں دعا مانگنے سے غافل نہ ہوں 61
دعا تمام تحائف سے بڑھ کر ہے 62
میں جہاں بھی رہوں آپ سب کا خادم ہوں 62
میں حقیقت میں آپ کا خادم ہوں 62
اگر میں شکریہ ادا نہ کروں تو ظالم ہوں 62
عمر کے اس آخری حصے میں، آپ کی خدمت کروں گا 62
میرے پاس صرف خلوص بھری دعا ہے 63
میں ڈاکٹروں کے کہنے پر عمل نہیں کر سکا 63
جب تک زندہ ہوں، آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا 63
جب تک سانس ہے، آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا 63

میں اپنی ذمہ داری نبھاتا رہوں گا 64
عام آدمی کی تصویر شائع کیجئے 64
ب: عوام کا روحانی ارتقاء 65
ہم نے اسے راضی کر لیا 65
ہم شہادت کیلئے آئے ہیں 65
جیسے حجلہ عروسی میں جا رہے ہوں 66
ملت اسلام کو دوست رکھتی ہے 66
ملت نے ہم سے صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے 66
میں سب کیلئے دعا کرتا ہوں 67
ہم یہ ملک اسکے اصل وارث کے سپرد کریں گے 67
ج: عوام سے ہمدردی 67
میں، سب سے معذرت خواہ ہوں 67
میں آواز بلند کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں 68
میری یہ زندگی مردہ باد 68
میں پسند نہیں کرتا کہ چھوٹے بچے مارے جائیں 69
یہ سب میرے عزیز ہیں 69
اب میرے لیے گوارا نہیں ہے 69
کوئی خاص مقام میرے پیش نظر نہیں ہے 70
میں نے کوئی خدمت نہیں کی ہے 71
ہمیں پہنچنے والی تکلیف وہی ہے جو اس ملت کو پہنچی ہے 71

جس چیز سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے 71
میں کل حکام کے پاس اپنا پاسپورٹ بھیجوں گا 72
اگر میرا خون بہنا ہی ہے 72
اس بوجھ کا اٹھانا میرے بس میں نہیں ہے 72
آپ لوگوں کے گھروں کی تباہی کو اپنے گھر کی تباہی جانتا ہوں 73
لوگ مجھے دوست رکھتے ہیں 73
مجھے شرم محسوس ہوتی ہے 74
یہ مناظر کیسے برداشت کروں 75
میں کم متاثر ہوتا ہوں 75
مجھے توقع نہیں تھی کہ زندہ رہوں گا 75
مجھے ان سب سے عقیدت ہے 76
کاش میں بھی پیدل آسکتا 76
یہ جذبات میرے کندھے پر بوجھ ہیں 76
میں کھلاڑیوں کو دوست رکھتا ہوں 77
د: محرومین 78
خدا جانتا ہے کہ میں پریشان ہوں 78
ہم نادار طبقے کے مرہون منّت ہیں 78
حکومت پسماندہ علاقوں پر زیادہ توجہ دے 78
فوری طور پر مجھے صورتحال سے آگاہ کیا جائے 78
میں جہاد سازندگی میں جانا چاہتا تھا 79

ہم سب، کمزور طبقے کے رہین منت ہیں 79
جھونپڑیوں میں رہنے والوں پر توجہ دی جائے 79
یہ سگریٹ کی بھیک مانگتے تھے 80
میں نے مستضعفین کو دینے کا حکم دیا ہے 80
اخبارات کا تعلق نچلے طبقے سے ہے 81
غرباء خدا تعالیٰ کے عیال ہیں 81
غرباء کا ریڈیو ٹیلی ویژن پر جتنا حق ہے اتنا ہمارا نہیں ہے 82
ھ: مجاہدین اور زخمی 82
بہتر یہ ہے کہ میں خاموش ہو جاؤں 82
بہتر یہ ہے کہ میں اپنا قلم توڑ دوں 83
ہم ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکے ہیں 83
ہم پیچھے رہ گئے ہیں 84
کاش میں تمہارے پاس مورچے میں ہوتا 84
میں کس طرح آپ کی ستائش کر سکتا ہوں 84
یہ نورانی چہرے مجھے کتنے پیارے لگتے ہیں 85
میں بھی متمنی ہوں 85
میں آپ لوگوں سے مصافحہ کرنے کا مشتاق ہوں 85
میں آپ لوگوں کی حالت سے مسرور ہوتا ہوں 85
شکریہ ادا کروں یا شرمندگی کا اظہار؟ 86
ہم نے اپنی تربیت نہیں کی، آپ خود سازی پر توجہ دیں 86

میں خود کو حقیر جانتا ہوں 86
مجھے خود سے شرم آتی ہے..86
کاش میں بھی پاسدار ہوتا 87
مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوتا ہے 87
میں حقارت محسوس کرتا ہوں 88
میرا شکریہ کچھ نہیں..88
میں ہر رات آپ لوگوں کیلئے دعا کرتا ہوں 88
میں تمہیں اپنے بہترین عزیزوں میں سے جانتا ہوں 88
میرا فرض تمہارے لیے دعا کرنا ہے..89
میں صرف دعا ہی کر سکتا ہوں 89
یہ باعث فخر ہے کہ میں خود رضا کار ہوں 89
میں آپ لوگوں کیلئے غمزدہ ہوں 89
میں کس طرح تعریف کروں 89
میں ضرور وہاں جاؤں گا 90
میں کیسے شکریہ ادا کروں 90
مجھے اپنی پستی کا احساس ہوتا ہے 90
میں مسلسل درود بھیجتا ہوں..90
میں پوری سچائی کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں..91
کیسے دیکھوں کہ میں سالم ہوں اور آپ لوگ زخمی 91
میں خود کو اور ملت کو ان عزیزوں کا مرہون منّت جانتا ہوں 91

میں آپ لوگوں کو بھولتا نہیں ہوں 92
میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں پاتا ہوں..92
میں آپ لوگوں کا ہاتھ چومتا ہوں..92
و: شہداء اور ان کے اہل خانہ..92
جلد از جلد مجھ سے رجوع کیا جائے 92
میں تم لوگوں کے درمیان نہیں رہ سکا..93
پرائمری اسکول کے بچوں کی یاد سے میرا دم گھٹنے لگتا ہے..93
میں صبر نہیں کر پاتا 93
خدا جانتا ہے کہ میرے دل پر کیا گزری ہے 94
میرے لیے موت ان مصیبتوں کا ذکر سننے سے بہتر ہے..94
اس سے آگے قلم کچھ لکھنے پر قادر نہیں 94
شاید ہمیں مجبوراً اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑے 95
ہم پیچھے رہ گئے ہیں..95
میں جب ان شہیدوں کی تصاویر دیکھتا ہوں 96
تعزیت کی بجائے مبارک باد پیش کرتا ہوں 96
میں تمام شہیدوں پر درود بھیجتا ہوں 96
میں اپنی تمام تر ناتوانی کے باوجود سب کیلئے دعا گو ہوں 96
میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں 97
ہم گلی کے موڑ تک بھی نہیں پہنچ پائے ہیں 97
میں تمہیں دل و جان سے دوست رکھتا ہوں..97

میں عزیز بیٹوں سے محروم ہو گیا ہوں 98

میں تمہیں اپنی اولاد جیسا سمجھتا ہوں..98

نجانے تمہاری قدر دانی کیسے کی جاسکتی ہے..98

میں قادر نہیں ہوں..99

خدا کی بارگاہ میں تحفہ..99

میر الخت جگر تھا..99

تیسری فصل 100

اصول قیادت 100

الف: تحریک میں عوام کے کردار پر یقین 100

میں ملت کو پہچانتا ہوں 100

مجھے ملت سے ہوشیاری کی توقع ہے..100

میں لوگوں کے دل کی بات کرتا ہوں..101

میں ایرانی عوام کا موقف بیان کرتا ہوں 101

میں خود کو لوگوں کے ہمراہ محسوس کرتا ہوں 101

میں ہمیشہ ملت کے مطالبات کی بات کرتا ہوں..102

میں نے ہمیشہ عوام کو مخاطب کر کے باتیں کی ہیں..102

ملت میری مدد کرے گی..102

میرا سہارا ملت ہے..103

ایران، ایرانی عوام کے ہاتھوں میں ہے 103

جب تک ملت نہ چاہے تب تک کچھ نہیں کیا جاسکتا..104

ہماری ملت نے انقلابی عمل کیا ہے، ہم نے نہیں 104
ب: کسی کو اپنے اوپر اثر انداز نہ ہونے دینا، 105
عوام سے براہ راست رابطہ 105
میں تکلّفات کا عادی نہیں ہوں 105
میرا کوئی خاص چینل نہیں ہے 105
میں نے کسی کو اس کام میں مداخلت کی اجازت نہیں دی 106
میرا گھر تمام حضرات کا گھر ہے 107
لوگ وہی لوگ ہیں 107
میں اس بات کی سختی سے تردید کرتا ہوں 108
ج: شریعت مقدسہ کی پابندی 109
اگر میری طرف سے کسی کی سفارش کی جائے 109
میں ترجیح دیتا ہوں کہ کوئی پھانسی پر نہ چڑھے 109
اقرباء کی سفارش قبول نہ کی جائے 109
میرا فوٹو کسی کی تائید یا تردید کا ثبوت نہیں ہے 110
ایسی باتیں کرنے والوں کو توبہ کرنی چاہیے 110
میرے نام پر ظلم کرنے والا مجرم ہے 110
اگر کوئی شخص میری توہین کرے 110
اگر کوئی شخص مجھے گالی دے 111
اگر میں علماء کی حمایت کرتا ہوں 111
یہ ایسی چیز ہے جو نظام کیلئے نقصان دہ ہے 112

کیامیں اب بھی خاموش رہ سکتاہوں 112

قصاص کاحق حاصل ہے 112

د:اسلام پسندی 113

میری سب سے بڑی آرزو 113

میرا کسی سے بھی کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے 113

ہم اسلام پر سب کچھ قربان کردیں گے 114

میری کسی سے ذاتی دشمنی نہیں ہے 114

میری مخالفت کی وجہ شاہ کی خیانتیں ہیں 114

اگرتمام شہید زندہ ہو جائیں 115

شاہ کے ساتھ رشتے داری، کوئی جرم نہیں ہے 116

میں چاہتاہوں کہ اسے ایران لایاجائے 116

جب تک زندہ ہوں 117

میں نے کسی کے ساتھ صیغہ اخوت نہیں پڑھا ہے 117

اگرمیں بھی یہ کام کرتا 117

اگرتم اپناقدم اسلام کے دائرے سے باہر رکھوگے 117

اگرہمیں دستبردار ہوناہی ہو تو مجھے دستبردار ہوناچاہیے 118

میں تمہیں خبردار کرتاہوں 118

خدایاتو جانتاہے 118

ہم نے قبول کیاکہ ہمارا صدر علماء میں سے ہو 119

بسم اللہ، تحریر کرنے کا قانون بنادیں 120

میں ان سے بری ہوں...120
میں ملت ایران سے معذرت کا طالب ہوں 120
میں شریعت مخالف کوئی بات نہیں کر سکتا ہوں...121
میں نے دوٹوک اعلان کیا...121
میں بھی قربان ہو جاؤں 122
اگر کوئی شخص میری توہین کرے 122
ھ: نظام کا تحفظ...122
خدا جانتا ہے کہ میں انقلابی اقدام کروں گا...122
میں ان سے انقلابی سلوک برتوں گا 123
میں تاکید کے ساتھ حکم دیتا ہوں..123
میں تمہارے منہ پر ماروں گا...124
کمترین سزا قتل ہے 124
ان کی تطہیر کیوں نہیں کی جارہی ہے 125
میں ان سب کو حکم دے دوں گا 125
مسلّط کردہ جنگ کے اختتام تک تقریر نہ کریں 125
اگر میں نے خطرہ محسوس کیا..126
ہماری کسی سے رشتے داری نہیں ہے 126
جاؤ اپنا کام کرو...126
اگر تم نے ملت سے اپنا راستہ الگ کر لیا...127
جب تک میں زندہ ہوں 127

و:افراد، حالات 128
اور تحریکوں کی شناخت 128
سب کی جیب میں قرآن ہے 128
ایک جوابی ضرب..128
صاحب! یہ کیا صورتحال ہے؟..128
میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا 129
اس نے غلط کہا ہے..129
شائع کرایا کہ سمجھوتہ ہوگیا..130
سیاست، ہمارے لیے رہنے دیجئے! 130
مجھے تجھ سے بات کرتے ہوئے عار محسوس ہوتی ہے 130
میں ان سے ملاقات نہیں کروں گا 131
خمینی جیل میں بھی اسلام کی عزت کا تحفظ کرتا تھا 132
پچاس آدمی قتل کرنے نہیں جاتے ہیں 132
مجھے وہ شخص مشکوک لگا 133
فی الحال مسلح جدوجہد کا وقت نہیں ہے 134
تم اپنے قتل کا سامان فراہم نہ کرو..134
کہنے لگے: ہمیں قدم بقدم آگے بڑھنا چاہیے 135
منافقین نے ہمارے بعض بزرگوں کو بازیچہ بنا رکھا تھا..135
میں جانتا تھا کہ شاہ جھوٹ بول رہا ہے 136
جب میں پیرس میں تھا..136

میں جانتا تھا کہ یہ افراد دھوکے میں آ گئے ہیں 136
میں جلدی یقین کرنے والا نہیں ہوں 137
ہمارا ولولہ ٹھنڈا کرنے کیلئے پیغام بھیجا گیا 137
اگر تمام راستے بند ہو گئے 138
اس نے کہا کہ فی الحال آپ ایران نہ جائیں.. 138
انہیں عمامے کے بغیر عدالت میں پیش کیا جاتا 139
کون کودتا کر سکتا ہے؟.. 139
ایسی باتیں حسین کرد کی کتاب میں ہوتی ہیں 140
بیگن بھی یہی کہتا تھا 140
آج میں نے صدام کی منحوس آواز سنی 140
یہ سپاہی ہے جو کام انجام دیتا ہے 141
میں نے ان کا مقصد سمجھ لیا.. 141
اب جان گئے ہیں کہ نقصان اٹھایا ہے.. 142
تم ایک ملت کو قابو نہیں کر سکتے ہو.. 142
میں پکا ارادہ رکھتا ہوں کہ وصیت تحریر کروں 142
بنی صدر بار بار قسمیں کھاتا تھا 143
ز: فیصلہ کن موقف اور سمجھوتہ نہ کرنا.. 143
ملت کے نام پر میں علم سے وضاحت طلب کرتا ہوں 143
پہلے علم کو برطرف کیجئے 143
میں نے ان کو معزول کر دیا ہے.. 144

ہمیں اپنے مراکز کا تحفظ کرنا چاہیے..144

بلاوجہ میری نظر بندی ختم نہ کرو..144

میں ملت سے کہوں گا کہ عزا منائے..145

کل میں اپنا پاسپورٹ جمع کراؤں گا..145

اسلام مخالف کارروائیوں کو ختم کردوں گا..146

غلط بات پر سمجھوتہ نہ کرنا..146

مجھے بعض افراد کی عقل پر تعجب ہوتا ہے..147

شاہ نے مجھے پیغام بھیجا..147

شاہ کو ڈاڑھی سے پکڑ لیا جائے..147

اگر شاہ کو قتل کردیا جائے..148

میں سمجھوتے کی روش کے خلاف ہوں..148

تمہاری ٹانگوں کو توڑ دیا جائے گا..148

شاہ کو حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے..149

امکان نہیں ہے کہ میں ایک قدم بھی پیچھے ہٹاؤں..149

میں ان خیانت کار گروہوں سے نفرت کرتا ہوں..149

میں اس بوڑھی عورت کو کیا جواب دوں..149

میں ملاقات نہیں کروں گا..150

میں شاہ اور بختیار کا منتظر ہوں..150

ح: ”نہ مشرق نہ مغرب“..151

کی پالیسی پر یقین..151

یہ ایک واضح جھوٹ ہے 151
فرانس اور دوسرے ممالک میں کوئی فرق نہیں 151
مجھ سے کوئی تعلق نہیں 152
میں کوئی شرط قبول نہیں کروں گا 152
ان کے ساتھ میرے تعلقات، ہرگز نہیں 152
ہمارے اعتراضات کا تعلق امریکہ سے ہے 153
کفر و شرک کے امان نامے پر دستخط نہیں کریں گے 153
ط: دوٹوک انداز 153
ہم نے نئے اصول مقرر کئے ہیں 153
وہ خود مختار ہیں 154
انسانی اور نفسانی کمالات کا نام ترقی ہے 154
ی: امور کی نگرانی 155
میری تصویر پہلے صفحے پر ہرگز نہ ہو 155
بار بار دہراتے ہیں کہ فلاں نے کیا کہا ہے 155
ک: حکومتی عہدیداروں کی راہنمائی 155
راہنمائی کا کردار ادا کرنے کا اعلان کرتا ہوں 155
عوام کے ساتھ صورتحال پر نظر رکھوں گا 156
میں حکومت کی راہنمائی کروں گا 156
میں حکومت اپنے ہاتھ میں لینا نہیں چاہتا ہوں 156
میں حکومتی عہدیدار نہیں ہوں گا 157

میں کوئی ایسا عہدہ قبول نہیں کروں گا.......... 157

میرا مطمح نظر حکومت نہیں ہے.......... 157

میں کسی عہدے کا مشتاق نہیں ہوں 157

میری عمر اس کی متقاضی نہیں ہے 158

میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے منسوب افراد ان امور کو اپنے ہاتھ میں لیں.......... 158

انقلابی کونسل کی تجویز پر بازرگان کی نامزدگی 158

اس کے بند کرنے یا نہ کرنے کا تعلق حکومت سے ہے 159

میں تمام امور میں تو حصہ نہیں لے سکتا ہوں 159

ل: عفو و درگزر 159

اس نے میری بات نہ سنی 159

تم ہمیں دھوکہ دینا چاہتے ہو 160

منافقین سے نفرت کا اظہار کر.......... 160

میں سب کی بھلائی چاہتا ہوں.......... 160

تمہیں سیاسی سوجھ بوجھ نہیں ہے 161

تم منافقین سے الگ ہو جاؤ 161

میں نے سب کو معاف کر دیا 162

تمہیں اپنا حق معاف کر دیا 162

اسلام توبہ قبول کرتا ہے 162

میں تمہارا دل توڑنا نہیں چاہتا.......... 162

تم یہ کاغذ میری موت سے پہلے نہیں پڑھو گے 163

م: مستقبل کی امید..163

امید رکھتا ہوں کہ یہ نور نہیں بجھے گا..163

میں شاہ کو نکال باہر کروں گا..164

ہمارا مقصد اسلامی جمہوریہ کا قیام ہے 164

میں کبھی مایوس نہیں ہوا..164

خداوند، اسلام پسند ملتوں کا محافظ ہے 165

چوتھی فصل 166

پریشانیاں اور تشویشیں 166

شاید میں بھی غافل تھا..166

اب تک عجز محسوس نہیں کیا..166

تعلقات قائم ہی نہیں کرنے دیئے گئے 166

پیالے کو پانی سے پاک کیا..167

نجف کے اس ماحول کا کیا کروں 167

ہم دو طبقوں کو سوار نہیں کرتے ہیں..167

مجھے اندرونی اعتبار سے تشویش ہے..168

مجھے اس کا بہت زیادہ افسوس ہونا چاہیے..168

ماضی کی طرح اعتراف کرتا ہوں..169

ہم ان دوست نما افراد کا کیا کریں؟ 169

میں اس نمازی جماعت کا کیا کروں؟ 169

میں نہیں چاہتا کہ تمہارا انجام بھی دوسروں جیسا ہو..170

مجھے شدید دکھ پہنچا، ابھی تک اس سے متاثر ہوں 170

یہ المناک صورتحال تھی 170

اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں 171

مبادا ہم اغیار کی باتوں سے خوفزدہ ہوں 171

جو چیز انسان کو تشویش میں مبتلا کرتی ہے 171

بعد میں پتہ چلا کہ ان کے دھوکے میں آ گیا ہوں 172

پانچویں فصل 173

یادگار واقعات 173

ایک واقعہ کا چشم دید گواہ 173

خمین میں ہم مورچے بنایا کرتے تھے 173

نوجوانی میں لڑائیوں میں شامل ہوتا رہا ہوں 174

اسلامی غیرت کہاں کھو گئی ہے 174

مجھے بہت سی حکومتیں یاد ہیں 174

مجھے دونوں عالمی جنگیں یاد ہیں 175

کتنی دیر تک مزاحمت کی؟ 176

ایسا ایک جود و نہیں ہو سکتا ہے 176

یہ بزدل، کیسے فرار ہو گئے؟ 176

آی نان! 177

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے 178

لوگوں کا سب کچھ خطرے میں تھا 178

وہ ایک تہی دست فوجی تھا............ 178
شروع میں جب رضا خان آیا............ 179
ایران بھر میں ایک مجلس بھی علانیہ نہیں تھی 179
رضا شاہ: میں آپ کا مقلد ہوں!............ 180
اگر ایک سپاہی آجاتا............ 180
آنسو پونچھنے کیلئے رومال نکالے گئے............ 181
آخر کار انہیں بھی قتل کر دیا گیا 181
ہم گاڑی میں سوار تھے 181
اصفہان کے علماء قم آئے............ 182
ہم میرزا صادق آقا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے............ 182
میں چونکہ جوان تھا 182
تمہیں ہماری اطاعت کرنا ہی ہو گی!............ 183
صرف ایک طالب علم!............ 183
سب پر ہی بری گزری............ 183
میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھی کیا ہوئے؟............ 184
میں بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا 185
میں مدرس مرحوم کے پاس گیا............ 185
میں ایک دن مدرس مرحوم کے درس میں گیا 185
عدلیہ کو "الف" سے لکھا جاتا ہے یا "ع" سے! 186
میں ان کے اقرباء کو جانتا تھا............ 187

یہ طمانچہ کھائے گا 187
کوئی بھی نہیں اٹھا، میں اٹھا 187
انہی اوپر والوں کی بات کر رہا ہوں 188
امریکہ اور برطانیہ کو مسلط نہ ہونے دیں 188
میں نے خطرناک فیصلہ کر لیا تھا 189
سیاسی معاملے کا ہم سے کیا تعلق! 189
بہتر ہے کہ ہم دعا مانگ لیں 189
خود ہی تشریف لے آئیں 190
خدا کی قسم میں کبھی خوفزدہ نہیں ہوا 190
یہ سیاست تمہارے ہی لیے ہے 190
قلم اس کے ہاتھ سے گر گیا 191
یہ ہمارے ملک کی اہم شخصیت ہے 191
آپ فتحیاب ہوں گے 192
ایک شخص نے مجھے بتایا 192
مجھے اور تمہیں دعا کرنی چاہیے 192
میں نے اس سے مصافحہ کیا 193
ناقابل فراموش واقعہ 193
لوگ ایک خاندان تھے 193
میں سمجھ گیا کہ غیبی ہاتھ کارفرما ہے 194
یہ کتنا مامور ہے 194

نیک علماء کی وجہ سے وہ جگہ اچھی جگہ تھی..195

گلی میں ٹہلتے تھے..195

ان کو دیکھنا ہی انسان کیلئے درس تھا..195

کتاب کی پشت پر کچھ لکھا ہوا ہے...196

صرف فرنگی ہی کر سکتے تھے!..197

اتاترک کے مجسمے کا رخ...197

جائیں دفع ہو جائیں...197

ایک گدھا بھی لایا گیا!...198

نماز مغرب قضا ہو رہی ہے..198

نہیں کہتا: قیامت پر ایمان نہیں!..198

اٹھو اور دفع ہو جاؤ...199

نمازی سلیمان..200

قلم شیطان کے ہاتھ میں...200

مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا...201

یہ نقطے کیسے ہیں؟...201

میں مقامات مقدسہ جانا چاہتا تھا...201

بات نہیں کی، نماز پڑھنے گیا..202

فہرست مطالب...203